بهمه کلک گشتند و شد تا بهم | سپردند زمین شاه نایافته | جب وہ نامدار شاہ گردون وقار کو کہہ چکے خوب سا رو چکے

فریبرز نے کہا جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا گریہ وزاری فریاد و بیقراری سے اب کیا فائدہ صبر کرو دل پر جبر کرو اور کچھ کہا کے

ایکساعت استراحت پا کے پہر چلو | وزان پس بخوردند چیزی که بود | ز خوردن بسو خواب رفتند زود

هم انگه برآمد یکی باد و ابر | هوا گشت برسان چشم هژبر | برآمد یکی باد و برف گران

زمین شد سپید از کران تا کران | فشردند بیچاره گردان نیو | چه طوس و فریبرز و بیژن چه گیو

زمانی طپیدند در زیر برف | یکی چاه کندند در جای ژرف | نماند ایچکس را از ایشان نشان

برآمد بفرجام شیرین روان | ایک شخص زندہ نہ بچا وہ مجمع برف کے تلے [illegible]

رخصت ہو کے پھرا تھا وہ راہ میں انکا منتظر تھا مجبور کسیکو احوال دریافت کرنے کو بھیجا ادھر برف کے تلے

سب کو جان بحق پایا نفس زندہ نظر نہ آیا اب سلسلہ اور پھر اسقدر حسرات اشتیاق کے

پھر لہراسپ کا پوتاہی رزمین تن ہوتاہی اور گشتاسپ کا بیان

کنون تاج و اورنگ لہراسپ شاه | برآریم و اورا نشانیم بگاه | بیاراست آئین کیخسروی

برافراخت آئین زهر نیکوی | لہراسپ نے عدل و انصاف خسرو سے زیادہ کیا بخشش و جود میں دست ہمت

بلند کرکے کیخسرو کو سب کے دل سے بھلا دیا ایرانی شکر یزدان بجالائے بہون نے اوسکے واسطے

دست دعا بلند کرکے سر جھکائے پروردگار نے چار فرزند سعادتمند اسکو دیے تھے ارد او مسید اپنا تو

کاوس کی بیٹی سے تھے اور گشتاسپ و زریر کیسی اور امیر کی لڑکی سے تھے لاسپ میں گشتاسپ

سرور سلطانی
جسکو شاعر رنگین بیان شاعر فصیح زمان مرزا رجب علی بیگ سرور نے لکھا اردوے معلی مین رقم کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در گنجینۂ سخن کی کنجی حمد محمود کون و مکان ہے جو انس و جان ہے جسنے کن کے کنایے مین جو ہوا
اور جو ہی یا ہوگا پردۂ غیب سے ظاہر کیا اور ہر کیفیت کے اسرار سے اپنے برگزیدون کو ماہر کیا ماہ سے
تا ماہی اور ذرے سے خورشید تک اوسکی یکتائی کا گواہ ہی جز و کل کی زبان پر کلمۂ اشہد ان لا الہ الا اللہ
ہی صانع لاشریک لہ ہی ایک خلقت بشر مین کیا کیا مختلف صورتین بنائین کس کس رنگ مین قدرت
کی نیرنگیان دکھائین اگر ماہ ہی تو شعلخانہ قدرت کا چراغ افروختہ ہی آگ اگر تھہری تو بعد محبت دل سوختہ
ہی شہسوارون کا کمیت فکر اس وادی وحشت مین لنگ ہوا حوصلہ تنگ مجبور رہا اس مرحلے سے ہزارہا
فرسنگ دور رہا کبھی پشے سے کا پیل ہوتا ہی کبھی ذرہ جبل ہوتا ہی مدعی ذلیل ہوتا ہی غواصان
بحر زخار آشنایان محیط ناپیدا کنار نے ہزارون غوطے کہائے در مطلب نہ ہاتہ آیا نہ ساحل مقصد کا
پتا پایا گھبرا گئے جس جگہ مقربان بارگاہ الوہیت تاجداران اریکۂ نبوت کو سمکم کا حال رہا ما عرفناک کے
سوا کچھ کہا دوسرے کی کیا مجال ہی یہ اندیشہ گناہ ہو ہم ہجا ہی فاسد خیال ہی **نعت خلاصۂ کائنات**

عزم نعت سید انام اور پیشکش کرنا تحفہ درود و سلام کا ذریعہ سعادت ابدی وسیلہ عنایت سرمدی ہی کہ وہ
ہادی دین سالک مسالک شرع مبین خاتم المرسلین ہی خورشید سپہر یثرب و بطحا شکنندہ قصر قیصر و طاق کسریٰ
شاہراہ شرع گمراہون پر کہولی باب ضلالت بند کیا تیرہ باطنون کو شمع ہدایت دکہائی نصیحت کی پند کیا
بحکم حاکم ازل جہاد پر کمر باندہی لوای ظفر پیکر بلند کرکے پرچم نصرت کہولا لشکر یزید چپ زبان ثبوت کی گواہی
مین اشہد ان محمد رسول اللہ بولا اور وصی رسول خدا کا مقبول پیمبر کا بہائی برگزیدہ کبریائی کرار غیر فرار
صاحب ذوالفقار آیۂ رحمت خدا ہی حامی دین قاتل مشرکین دست خدا قوت بازوی مصطفیٰ کیا کہون کہ
کیا ہی اللہم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ وسلم اور مدح سلطان زمان خدیو کیہان شاہ شاہان تاج بخش
باج ستان یوسف طلعت جم شوکت حاتم ہمت نوشیروان معدلت فریدون منزلت زیب دہ اریکۂ
جہانبانی رونق بوستان سلطنت ظل سبحانی شہریار نوجوان سلطان ابن سلطان ابن سلطان ابو المنصور
ناصر الدین سکندر جاہ بادشاہ عادل قیصر زمان **سلطان عالم محمد واجد علی شاہ**
خلد اللہ ملکہ دست و زبان کا مقدور نہین جو تحریر کر سکے تقوی ذات اقدس سے تقویت رکہتا ہی زہد
ورع کو بصد نیاز ناز ہی عین شباب مین سلطان عالم مقید روزہ و نماز ہی اس نوشاہ کے جلوۂ حسن
عالم افروز سے عروس نورانی نقاب چرخ چہارم چادر شفق مین بصد حجاب روپوش ہی اور چمن لب
خوش صد انتظارۂ جمال پر جاہ و جلال سے سد گلشن در آغوش ہی وہ سرو نوخیز بوستان سلطنت اور
گل گلزار دولت ہی کہ قمری و بلبل بشوق زیارت قد بالا حلقۂ اطاعت در گردن آوارۂ چمن فاختہ وار

کوکو کنان گم کردہ آشیانہ ہی او شمع محفل افروز چرخ اطلسی ہوا ہی ضیای رخسار تابانین غیرت پروانہ ہی اور
بار حلم و وقار سے کمر فلک کوژ پشت دوتا ہی قدمبوس کو سر جھکا ہی زمین خوف تزلزل سے
امان پا کے سر کا وزری پر پا بر جا ہی قضا مطیع قدر کی کیا قدرت جو فرمانبرداری نکرے آسمان کے
باین عظم و شان ہوین اوڑین جو خدمتگاری نکرے بیک چشم خشم زمین چکر کرنے لگے آسمان
تھمجا سے بہتا ہوا دریا شیشہ حلب آسا جمجاے صاحبان کرسی عقلای فرنگ ہون ہر شی کی
کیفیت مین تبدل ہو فتور ہو مرچین اوڑنے مین تیزی کرنے لگین سد راہ کافور ہو ناخن پنجہ
عطا رشتہ امید کا سر دست گرہ کشا ہی ہمت حاتم کا مرتبہ طی کیا وہ حاجت روا ہی اور رعب عدالت
کا جس جا ندکور آئے فتنہ خفتہ فساد بیدار چونک کے وہانسے بہاگ جائے غنم لاغر گرگ دریدہ دہن
سے منہ پہیر ہو وہ انکہ چرانے لگے باز کبوتر کا ہمراز ہو دمسازی سے خوف کہانے لگے نالہ
عندلیب شیدا کے عوض پہلوی گل مین خلش خار ہو مشاطۂ بہار مورد عتاب ہی اور دست برد
خزان سے بہمن دی لوند کے حساب مین سر دفتر خراب ہی گلچین سر شاخ گل تر بلبل کا گہر بتاتا ہی
صیاد بندہ نے دام ہی جال سے بٹے سر راہ آنکھین بچہاتا ہی صدای مرغ سحر سے جو کوئی خستہ جگر
چونکے تو یہ حرکت اوسکے حق مین بری ہو فوراً گلا ہوا ور چھری ہو اور دم زرم ہیبت شمشیر برق دم سے
اعدا کا لہو خشک دل جو سنگ خارا کی سل ہی دو نیم ہوتا ہی رستم پیرزال کی صورت کا نپتے اسفندیار
ہو تو پردہ قاف سے منہ دہلنے ایسا حال سقیم ہوتا ہی وہ رہیت خم منزل سارن ملک

ملک عدم چلکر سر آسمان چرخ پر چمکے قدم گاو زمین تک نہ سرکے چمک مین برق چلنے مین باد فنا ہی جم کش سر
منہ چڑہاتا اگر ادم مین تن دو سر جدا ہی جوہر وہ جو نہ اصفہانی مین سنا نہ خراسانی مین ہی تشنۂ خون اعدا ہی
حاسد جلکر کہتے ہین خدا جانے بجھی کس پانی مین ہی مرنے کے بعد بھی زخمی کا دل تہ و بالا رہتا ہی آونی
سی صفت یہی کہ حشر تک زخم الا رہتا ہی الٰہی بتصدق احمد مختار و طفیل ائمۂ اطہار یہ شاہ جم شوکت سلیمان جاہ
سریر سلطنت پر باجاہ و حشم کامران رہے دست بستہ دورہ دوران رہے دن رات در دولت پر عیش و طرب کی
دہوم جان نثار تہنیت خوا ہون کا ہجوم رہے جب تک کہ یہ طلسمخانہ زنگاری ہے چشمہ فیض جاری رہے ہیچ مدان ہیچ زبان
ہیچمدان خوشہ چین خرمن ارباب معانی مسند آرایان بزم سخندانی سراپا غلط ہمہ تن قصور یعنی جعفر علی سرور کہ
گردش بخت واژون اور نیرنگی سپہر بوقلمون سے سالہا سال سے در از سرگشتۂ کوی ناکامی خستہ تن گرفتار رنج
مبتلای محن رہا کوئی پرسان حال نہوا نہ میری سنی اپنے کہا جب یہ شاہ خجستہ نہاد والا نژاد زیب سریر سلطنت
ہوا جلوس فرمایا ہر ناکام کامیاب ہوا عالم کا مطلب ایا تاریخ جلوس میمنت مانوس ہی **للمولف**

بہار جوش مین ہی اور نئی ہی کیفیت	سرور سب کو ہی سب کہتے ہین یہ تھی در ہند
جو زیب تخت ہوا شب کو شاہ نیک اختر	ہوا ہی سال جلوس اس لیے چراغ ہند ١٢٦٣

اس تاریخ کو **قطب الدولہ** مفتاح الملک مونس دلپذیر محمد قطب علی خان بہادر مستقیم جنگ
مصاحب خاص حضرت سلطان عالم خلد اللہ ملکہ نے پیشکش کیا یہ نامور ستودہ افعال بیمثال ہی علم و ہنر
کا قدردان خود صاحب جوہر باکمال ہی مرد میدان جان نثار و شیدای سلطان زمان ہی اس عصر مین

جو نظم و نثر کا چرچا یا کسی کمال کی قدر یا توقیر صاحب جوہر شعر کی ہی تو اسکی ذات فرخندہ صفات سے
ہی ورنہ بتقصیر معاف میدان صاف ہی غرضکہ جسدم قبلۂ عالم و عالمیان افصح فصحای زمان نکتہ سنج
معانی شناس باریک بین سلطان دوران نے ملاحظہ فرمایا سر خاک فتادہ آسمان پر پہونچا یا ملازمون
کے زمرے مین آبروبخشی سرفراز کیا خواہش برائی تمنا نے نیاز کیا بعد چند کے سن ہجری بارہ سی
چونسٹہ سے حکم قضا شیم صادر ہوا کہ شمشیر خانی زبان اردو مین لکہ لیکن طول نہو تا قاری و سامع ملول
نہو اگرچہ فقیر کو یہ لیاقت نتہی مگر فیض ارشاد و ہدایت بنیاد سلطان عالم حامی و مددگار ہوا یہ نسخہ طیار ہوا
رنگینی اور نثاری سے بہ نثر اور فقیر عاری ہی خلاصہ مضمون اور مطلب نگاری ہی جو کچہ فردوسی سخندان
نے نظم کیا ہی وہی مضمون شمشیر خانی ہی لیکن اس تحریر حال مین مقدمۂ ثانی ہی کہ حسب و نسب شاہان
نامدار مین تحقیق کی طرف طبیعت متوجہ نہین ہوی فقط شاعری کی طاقت سے مرقع بنایا ہر مصرع
تصویر تحریر کرکے دکہایا لہذا کتب تواریخ معتبر سے کہ اونکا نام موقع اور مقام پر آجایگا دیکہکے لکہا کہ
ناظرین کے نزدیک اسکا عز و وقار ہو شک باقی نرہے نسخہ ذی اعتبار ہو امید خالق لیل و نہار سے یہ ہی کہ سلطان عالم کو
پسند ہو تو خاص و عام کو مقبول ہو جان نثار کی محنت و مشقت بیکار نجای نامور حصول ہو جسدم تمام یہ ترجمہ
شمشیر خانی ہوا نام اسکا **سرور سلطانی** ہوا **جملۂ معترضہ** سرزمین بطحا خانۂ بے نیاز کے باعث
سمت سجدۂ نماز ہوی کیسا شرف حاصل ہوا کس قدر ممتاز ہوئی اور یثرب بین خاصۂ رب کا مسکن بعدہ اوسمین دین مبین
اسلام کا رواج ہوا سفیر قدیر کا نزول ہوا کلام خدا حصول ہوا نبی ہمارا صاحب معراج ہوا بندگان خدا ایکطرف سر

سر جھکاتے ہیں دوسری جانب زیارت کو جاتے ہیں اور مملکت ہندوستان کہ سواد اعظم چار دانگ عالم

مشہور ہی اگر نظر غور دیکھو تو یہ بھی بہ نظر رب غفور ہی یہ مقدمہ صریح ہی کہ اور ملکون سے اسکو ترجیح ہی

اسواسطے کہ خلیفہ روی زمین جنت سے تشریف جو لائے خطہ ہند مین آئے علم ادب یہین سے رواج

پایا نظم و نسق سلطنت ہوا بادشاہون نے خراج پایا ہندسہ اور نجوم کو دیکھو پنڈتون کا زہد اونکی عبادت کی

دہوم کچھ دیکھو موسیقی کا کمال ہنود کے کامل جنہین وہ دیوتا کہتے ہین پہلے وہی اگلے لائے عبادت سمجھکے کیا کیا بھجن گائے

حقیقت مین اس زمین کی بڑی قدر و منزلت نہایت پاس ہی کہ اسکی خاک مخزن الماس ہی پتھرونکا یہان کے

یہ حال تھا کہ سینہ اونکا معدن لال تھا سردی یا گرمی خواہ برسات ہی ہر فصل اعتدال کے ساتھ ہی نسیم و صرصر کا

کرو فر کیفیت صبا و شمال سے دیکھیے یہان کی زراعت کا حال دیکھیے کہ کیسی زرریز ہی کہ وہ صحرا کو غور کرو وہ ہر تختہ

گلخیز ہی چاندی کا دریا سونے کے پہاڑ شہر طلائی بیدار بختون کے مکان سونے کے مطلا سقف و جدار دریا مین چاندی

کی ریت پانی مین نقرے کا کھیت تھا کبھی پیل فلک جنگ کے روبرو پست دانتون پر پلنگ بچہ جا پڑتے پیر

فیلبان نظر نہ آئے ایسے سربلند نجول سبک رفتار عین مستی مین ہوشیار تیغ ہندی کی آبداری اوسکا

کاٹ اوبلا ہوا جیمیر دم کس مین نظیر کہتی سے پہلے تک اجل کا گھاٹ دوشالہ گرانبہا زربفت گجرات کا

ڈہاکے اور بنارس کا ریزہ در تحفہ خلق مروت ہمت و جرات مردون کے آب و گل مین رحم اور خوف خدا و ملین

زندیان کہ خلقت اونکی کج ہی بیوفا نا آشنا مشہور ہین اونکے حصے مین شرم و حیا عصمت عفت

ازسرتاپا مہرووفا اور نشاءٔ محبت مین ایسی چور ہین مصرعہ کز برای مردہ ٔ زوزندہ جان خویش را

خاکساران ہند اور جگہ کے متفق بیان کے رند فرمانروایون کی شوکت جبروت شان عدالت سخاوت امارت
کے ساز و سامان سپاہ جرار سرفروش فن سپہ گری مین نادر روزگار اور سرزمین ہند کی اب لکھنؤ جان
ہی جہانکا فرمان روا سلطان عالم سا خسرو ذیشان عالی تبار والا دودمان فیاض زمان ہی

شروع داستان نادر بیان

راویان اخبار و حاکیان آثار متفق ہین کہ پہلے جسنے گلزار بے ثبات مین روش سلطنت نکالی تخت و تاج
کی بنا ڈالی عدل و داد کو رواج دیا محصول خراج لیا وہ کیومرث تہا الا بود و باش کوہ و بیابان کی اور
پوشاک پوست حیوان کی بیٹا اوسکا سیامک نام تہا اوسکو عبادت کے سوا اور نہ کچھ کام تہا دیونے اوسکو
مارا کیومرث کو بہت قلق ہوا ہوشنگ سیامک کا بیٹا تہا اوسنے باپ کے خون کا بدلا لیا دیو کو قتل کیا
تیس برس کیومرث نے سلطنت کی پہر دار فانی سے رحلت کی یہ قول فردوسی ہی اس نام کی تحقیق
مین کیومرت کاف فارسی اخیر تای فوقانی اور ائمہ اخبار نے اختلاف کیا ہی امام غزالی نے اس ادمی رقم کیا ہی
بزرگترین اولاد صلبی آدم علیہ السلام لکھا ہی بعضے کہتے ہین ولیم بن لاوذ بن سام بن نوح ہی اور مصنف روضۃ الصفا
لکھتا ہی کہ یافث بن نوح کا بیٹا ہی عرب اسکو عامر عجم کیومرث کہتے ہین اور علمای مجوس آدم اسکو
جانتے ہین گلشاہ کہکے مانتے ہین ہزار برس کا سن اور چالیس سال سلطنت کے دن

ہوشنگ کا حال

بعد ہوشنگ تخت پر بیٹہا پتھر سے آگ نکالی آتش پرستی کی بنیاد اوس سنگدل نے ڈالی جشن سدہ اوسی
آگ کے جشن کا نام ہی یہ جو گبرون مین رسم نہین باہم لاگ ہی اس آتش افروزی کا باعث وہی آگ تہی

موجد آہنگری ہوا چشمہای خوشگوار پہاڑ سے شہر کی طرف وہ نامدار لایا سمور و قاقم بہم پونہچایا آدمی دانا نے زمین میں دانہ ریزی کی زراعت ہونے لگی پہل اور پتون کی غذا موقوف ہوئی چالیس برس حکومت کی پہر دنیا سے چلنے کی ٹہہری اور عجم کہتے ہین وہ انبیای مرسل سے تہا حکمت علمی مین اوسنے کتاب لکہی ہی جاودان خرد نام حسن فضل کا بہائی مامون رشید کا وزیر جو ہوا اوس نسخے کی کچہ عبارت زبان سریانی سے عربی کی اور ابو علی کہ مشاہیر حکمای سلام ہی کتاب آداب النفس والعرب مین حسن کا ترجمہ لایا ہی اوس سے وفور دانش اور جودت طبیعت ہوشنگ معلوم ہوتی ہی اور جو باتین طہمورث کو سمجہائی ہین اوسکی تیزی طبع کی گواہ ہین نظم

سہ خصلت بود در نہاد بشر ۔ کزان نفس را میل باشد بشر

یکی نقض عہدست کاندر وجود ۔ از و خصلتے نیست مذموم تر

دوم مکر کردن سوم چیست یعنی ۔ کزو دین و دانش بود در خطر

گرت ہست در ہوش و خرد ۔ ازین ہر سہ خصلت حذر کن حذر

بخشش مین اعتدال رکہے افراط تفریط کا خیال رکہے نظم

مدہ اے صاحب غرض پیش خویش ۔ بنا خن مکن سینۂ خویش ریش

کہ آن جملہ نیرنگ و مکر و فن ست ۔ برون دوست اندرون دشمن ست

اور بادشاہ کو مستی اور بیہوشی حرام ہی کہ حفاظت خلق خدا اوسکا کام ہی غضب کی جا ہی کہ جب نگہبان کو اپنی نگہبانی کی حاجت ہوگی تو جنکا یہ محافظ تہا اونکی کیا حالت ہوگی لکہا ہی کہ یہہ غار مین عبادت کرتا تہا دیو نے فرصت پا کے سجدے مین پتہر مارا کہ پہر نہ اوٹہ سکا ادریس علیہ السلام کا ہمعصر تہا یہ قول بہی اوسیکا ہی کہ دنیا مین چار چیزین سخت ہین بڑہاپے مین بینوائی دشواری غربت مین بیماری اور قرض سکا م قلت رفیق کا چہٹنا دم مسافرت اور تین باتون کی خو کرے تاخیر عقوبات مین جلدی خیرات مین اور حادثے مین صبر کرے مضطر ہو کر جبر کرے

بیان طہمورث دیوبند پہر طہمورث سریر جہانبانی پر متمکن ہوا عجب بادشاہ تمکین مآل تہا
باز و شاہین کا شکار ایجاد اوس نامدار کا ہی دیوون سے بڑی لڑائی ہوئی شکست دی گرفتار کیا ذلیل و
خوار کیا دیو قلم و دوات لائے تقریر سے تحریر کی نوبت آئی تیس برس زور شور سے فرمانروائی فرمائی لکہا ہی
کہ جب دیوون کی لڑائی فتح کی تو **بیت** بفرمود تا اہل دیوان سہ سال بعشر از رعیت نخواہند مال
دیوون کو مسخر جو کیا تہا اس لیے اوس خسرو خردمند کو طہمورث دیوبند کہتے تہے عدل و انصاف مین وہ
موصوف داد و دہش مین معروف تہا بخشش و جود مین ابر بہار دم بیرونگی شمشیر **نظم** سموم قہر تو
ہر جا کہ بگذرد گردد بسان آتش دوزخ طبیعت کافور نسیم لطف تو در ہر گل زمین کہ وزد چو سبزہ
سر بر آرند خفتگان ز قبور سنت صوم اوسیکے زمانے سے ہی قحط اوس عصر مین واقع ہوا یہان تک
کہ دن کو قرص خورشید تابان سے آدمی آنکہین سینکتے رات کو کلیجہ ماہ تابان سے دل ٹہنڈا کرتے
سلطان عاقل نے فرمایا غذای شام پر لوگ بہوک کو تمام کرین چاشت کا حصہ محتاجون کو دین وزیر
اوسکا بہت صاحب تدبیر تہا **بیت** دستور نیکخواہ جو با شاہ یکدل ست عقد امور منتظم و عدل شامل ست
کو زمک ازل سے چلے آتے ہین چند مفسد تیرہ روزگار جمع ہوکے شاہان اطراف کو آمادہ کیا کہ بادشاہ
نوجوان ہی عیش و طرب کی جانب میلان ہی **نظم** شاہ این دہ کار میکند از کارہا و بس چندانکہ میکنیم در
احوال او نظر یا در شرابخانہ خورد بادہ چو لعل یا در شکارگاہ کند صید جانور اور ظاہر ہی کہ
نگاہبان کشور قہرمان لشکر بضاعت عنفوان شباب شکار اور شراب یا لہو لعب مین خراب کرے تو

تو ملک کا انتظام سپاہ کا اہتمام مظلوم کی داد شہر ویران ہی یا آباد کیا کرے کیونکر دے کس طرح جبر سے
غرضکہ حسن تدبیر و تدبیر نیک نہاد سے اوس شر و فساد سے نجات پائی بد باطن فتنہ پردازون نے منہ کی
کہائی تاب شمشیر بران و حمایت فوج جرار سر فروش جانفشان و ڈاکو بھی وہان سخت مشکل ہوتی ہی
جہان نیزہ و شمشیر بیکار ہو فقط تیر تدبیر پر مدار ہو روضۃ الصفا مین لکہا ہی کہ مدۃ العمر طہمورث مکلف ملت
اور آئین کا نہوا لَکُم دِینُکُم وَلِیَ دِین پر مدار رکہا ملک بہت بنائے نیک کام کیا کیے تاریخ جعفری مین
لکہا ہی کہ ایکہزار چار سو اسی دیو اپنے ہاتہ سے مارے آٹہ سی برس زندگی کی تیس سال بادشاہی ہی مگر قضا سے
مہلت نملی مال دنیا سے ہمراہ دو گز کا کفن ہوا بلخ مدفن ہوا **بیان جمشید کے حال اور مآل کا**
جمشید اولو العزم طبیعت کا تیز تہا لوہے کو گلایا زرہ جوشن بنایا ریشمی کپڑا ایجاد کیا رعیت کو شاد کیا
جس جگہ زمین قابل زراعت دیکہی پانی کا چشمہ پایا خلق کو بسایا دیو محکوم تہے اونسے عمارت مستحکم ایوان
محل سرا پختہ بنوائی آدمیون کو ترکیب سکہائی تخت مرصع جواہر نگار طیار ہوا شروع سال کا نوروز نام
ہوا جشن کا سر انجام ہوا جب تخت پر جلوس کرکے جہان کا عزم ہوتا دیو بڑی ہوا تخت اڑا لیجاتے ہاتہون ہاتہ
پونہچاتے سات سی برس سلطنت کی مگر **فردوسی** دین سال ہفصد ہمین رفت کار ندیدند کس اندران روزگار
یکایک بادۂ نخوت کا دماغ مین جوش ہوا دفعۃً خود فراموش ہوا عبدیت سے ہو لا معبودی کا دعوی کیا شیطان نے
رسوا کیا **فردوسی** یکایک تخت شہی بنگرید بگیتی جز از خویشتن را ندید جسوقت وہ پروردگار سے پہرا
خلق نے اوس سے تباہی کی اندوہ مین گہرا قبول مشہور ع چون از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت لکہا ہی

اوسی زمانے مین تازیون کا بادشاہ مرتاس تازی تہا چار ہزار شیر دار چارپائے اوسکے پاس تہے دودہ اونکا محتاجون پر
وقف تہا ضحاک اوسکا بیٹا تہا دس ہزار تازی گہوڑے اوسکے پاس تہے بیوراسپ اوسکو کہتے تہے بیور
اوس زبان مین دس ہزار کو کہتے تہے ایک روز ابلیس تلبیس اوسکے پاس آیا تقریر لپیٹ پرے اوسے
رام کیا زیر دام کیا اور کہا جو تو افشای راز کی قسم کہائے سبکے روبرو وہ کلمہ زبان پر نہ لائے تو ایک نکتہ بتا دون
کہ وہ کافی ہو تیرے کام آئے بہت لطف دکہائے اوس سادہ لوح نے بے تامل عہد کیا قسم کہائی علیہ اللعن
نے کہا تیرا باپ کثرت سن سے ضعیف ہو رہی شایان سلطنت نہین بکار ہی آوسکو قتل کرکے سلطنت کر
پہلے اسنے انکار کیا وہ بولا عہد شکنی تجہے ہلاک کریگی زیر خاک کریگی یہ مرگ کے خوف سے راضی ہوا قتل
کی تدبیر پوچہنے لگا مرتاس کی عادت تہی کہ آخر شب سے تا صبح عبادت معبود کرتا تہا رہنے کے مکان
سے نزدیک عبادتخانہ بنایا تہا راہ مین شیطان نے کنوان کہدوا کے منہ پر کہاس کہوا دی یہ عبادت کی جگاہ
اندہیرے مین اوٹہکے اوس مکان کو چلا کنوئین مین گرکے سیدہا جہان کو چلا وہ مر گیا ضحاک بادشاہ ہوا شیطان
مقرب درگاہ ہوا روز غذائین لطیف پکا کہلاتا تہا ہر دم ہنساتا تہا روز گار سے بیچارے کو دام مکر مین پہنساتا تہا
ایک دن اوس کند چہر کو انڈے پکا کے کہلائے بہت پسند آئے اوسی دن مین کہا حاجت ہو مجہسے طلب کر شیطان
نے کہا تیری عنایت سے سب کچہ مہیا ہی لیکن یہ امیدوار ہون کہ تیرے شانون کو چومون آنکہین ملون ضحاک
ننگا ہوا اوسنے شانے چومے چل نکلا کچہ دیر نگذری کہ دو مار خونخوار وہان سے نمود ہوے ضحاک گہبرایا اوسکو
ڈہونڈہا تو نپایا کئی دن کے بعد علیہ اللعن بشکل انسان طبیب بنکے آیا غور تامل کرکے کہا یہ مرض لا دوا ہی اگر

اگر انکی غذا کے واسطے آدمی کا بھیجا کوئی بھیجے تو تسکین ہو اوس ہمیشہ نے قبول کیا دو آدمی روز قتل ہونے لگے
اور ضحاک کی ہیبت کا غلغلہ تمام ایران میں مچا آخر وزیر امرا جمشید سے برگشتہ ہوکے ضحاک کے
پاس آئے جمشید سے لڑوایا برگشتہ ایام وہ ہو چکا تھا شکست ہوئی خود تو فرار ہوا ملک مال پر ضحاک کا
اختیار ہوا **فردوسی** جہان زیر فرمان ضحاک شد زہر نامہ نام جم پاک شد اون دنون گورنک
زابلستان کا بادشاہ تھا بیٹی اوسکی حسین مہ جبین شوخ و شنگ لعبت فرنگ غمزہ و عشوہ میں مشتاق
فن سپہگری میں بھی طاق شہرۂ آفاق تھی **فردوسی** بپا گیسو افکندہ فتنے بناز غم از سینہ بردے بغمزہ دراز
لب بادہ نوشش پری زادہ رو دہانش در افگندہ در پستہ شو دو لب پر ز خندہ دو رخ پر ز شرم
بہ رفتار نیکو بہ گفتار گرم باین حسن و خوبی دم جنگ میدان داری کرتی پہلوانوں کو عاجز کرتی
شاہان روزگار نامدار کو اوسکی تمنا تھی باپ اوسکا راضی نہوتا تھا اور عقد اوسکا اوسی کی پسند پر موقوف
تھا **فردوسی** مر اورا یکے کابلی دایہ بود کہ افسون و نیرنگ را مایہ بود اوسنے کہا تھا کہ تیرے
طالع میں میں نے دیکھا ہے کہ تو جمشید کے عقد میں آئیگی اور لڑکا پیدا ہوگا آبرو پائیگی اس امید پر اوسنے
اوسکے باپ کو انکار تھا جم کا امیدوار تھا اتفاقات زمانہ کہ جم جو بھاگا پریشان و سرگشتہ با جان ہو گیا
و دل برشتہ وہان وارد ہوا موسم بہار تھا کوہ و دشت لالہ زار تھا شہر سے باہر گورنک کا باغ تھا کہ
رضوان کے دل میں اوسکا داغ تھا اوس روز شہزادی چند خواصین ہمراہ لیکر سیر کو آئی تھی جمشید
بھی در باغ پر آیا سیر کا قصد کیا شہزادی کے باعث نگاہبانوں نے راہ ندی مجبور جم در باغ پر

بادل پر داغ زیر درخت بیٹھ رہا تا گہان کسی ضرورت کو ایک خواص خاص دروازے پر آئی اور جمشید پر انکی نگہ پڑی
ہر چند کہ چہرۂ درخشان جم پر گرد صعوبت جمگئی تہی مگر نشان فر و شوکت رفتہ کچہ چہرے سے عیان تہا اوسنے
پوچہا صاحب تم کون ہو کہان سے آئے ہو کیا مصیبت پڑی جو ایسے از خود رفتہ گہبرائے ہو جم نے جواب دیا
کہ مرد گم کردہ راہ غریب الوطن خستہ و تباہ فلک در پی آزار مونس نہ غمگسار ایک عالم برگشتہ دشمن ہی مین
تنہا ہر طرح کا رنج و محن ہی اگر صاحب خانہ سے تہوڑی شراب لادے تو مجہ دلکباب کو بند الم سے چہڑادے
خواص شاہزادی پاس بہ جو اسگئی یہ نقل بیان کی پہر کہا اگر حضور اوسکو ملاحظہ فرمائین تو اپنی شوکت و شان
بہولجائین شہزادی یہ کلمہ سنکے دروازے پر آئی اور جم سے آنکہ ملائی بجز دکاہ دل سے سرد آہ نکلی ہوش فراموش ہو
عقل کو رخصت ملی جم سے کہا ای وطن آوارہ سرگشتہ دشت غربت مبتلای رنج و مصیبت باغ مین آ القصہ
جمشید کو بیچارہ مکان پر تکلف مین مسند شاہانہ پر بٹہایا جم کو کچہ رعب مکان کا خیال اوس کا فر و نکستا انہوا
سنے بے تکلف جا بیٹہا اسکے حسن کا شہرہ سن چکا تہا بغور دیکہنے لگا گلابیان مئے جو دتہین شراب پلائی پہر دلمین
سوچی کہ یہ سب جو سنے اسکے کہتے ہین کہ یہ کوئی تاجدار ہی گو گردش چرخ سے ذلیل و خوار ہی اور تصویر جمشید کی
دیکہ چکی تہی سمجہی کہ عجب نہین کہ یہ جم ہو اور مرقع طلب کیا اس عرصے مین باغ کی دیوار پر کبوتر کا جوڑا
باہم سرگرم اختلاط نظر پڑا اوسنے تیر کمان اوٹہا کے جم سے کہا جسکو تو بتادے انہین سے مین اوسکو گرادون
جمشید نے کہا مرد کے سامنے عورت کو پسند ستی روا نہین کسینے ایسا کیا نہین یہ سنکے شرما کے اوسی آن ہاتہ سے کمان
رکہدی جمشید نے کمان اوٹہا کے مشت کو برابر کیا پہر کہا جو اس کبوتری کو گرادون تو اس جلسے مین حسن

جس عورت کو چاہون اپنے تصرف مین لاؤن یہہ کہکے تیر جو بار الکبوتری چہد گر پڑی شاہزادی نے کہا
تو مقرر جمشید ہی اوسنے انکار کیا اور کہا وہ شاہنشاہ دوران مین غریب ناتوان مین کہان جم کہان
یہہ تیرا وہم بیجا غلط گمان ہی شہزادی نے پرچہ تصویر پیکر جم جسمین تحریر کیا تہا اوسکے ہاتہ مین دیا جم نے کہا
یہہ صنعت مصوران ہی اکثر ایسا دیکہا ہی کہ ایک کی صورت دوسرے سے ملجاتی ہی عقل دہوکا کہاتی ہی
مگر اپنی شوکت اور سلطنت جو یاد آئی آنکہ ڈبڈبائی بہت ضبط کیا کہ راز کہل نجائے بہت مین خلل پڑے
لیکن آنسو ٹپک کے نکل پڑے شہزادی نے رونے کا سبب پوچہا جم نے کہا **فردوسی** بدین پرنیان زان دلم شد دژم

که دیدم در و پیکر شاہ جم
بیاد آمدم فر و فرہنگ او
بزرگی و دیہیم و اورنگ او
ز خوی بد چرخ اندر شگفت
که مہر از چنین پادشہ برگرفت
یکی زشت را کرد گیہان خدیو
که بر کتف مارست در چہرہ دیو

القصہ منت و سماجت حد زیادہ شہزادی کی جم کو خوف خدا آیا کہا وہ
چہہ چیزین خموشی کی ہین ایک یہہ کہ دشمن نہ بروست مین ہمقدور دوسری از عورت سے کہنا عقل کے نزدیک دوری ہی
فردوسی دل آرای گفت ای شہ نیکوان نہ ہر زن دو دل باشد و دو زبان جب اوسنے قسمین
کہائین اور موکد عہد و پیمان کیا تب جم نے ابتدا سے انتہا تک سرگذشت اور اپنا قصہ بیان کیا **فردوسی**

نہان برد جم را سوی کاخ ماہ
بمشکوی زرین برآراست گاہ
درآمد چو در عقد جمشید شاہ
بران عقد شد بخت و دولت گواہ
فکندند بر مہد از جای خواب
بہار دل افروز شد در نقاب
شد آن پیرہ و گنج نہان آشکار
سر از دیدن گنج بر دوشت بار
چو جم سوی آن حور جنت نشست

ہمان غنچہ سے رحمت خار یا   عیسی ام خویش شد ہم نفس   قلمرو شد تنگنائی ہوس قصیدہ
عوض افروز بست   خدنگی چنان زدکہ تا پر نشست   اوسی روز حاملہ ہوئی باپ کے پاس آنا جانا کم کیا
جم سے صحبت جمانی غلط غم کیا کوتنگ کو معلوم ہوا کہ اوسنے شوہر کیا اور حاملہ ہی بہت آزردہ ہوا اور درشت
کلمے زبان پر لایا کہ میری آبرو کو خاک مین ملایا وہ ایہ پیر زال فرہاد کش حاضر تھی اوسنے سب داستان بیان
کی زابلشاہ بہت مسرور ہوا ملال خاطر سے دور ہوا دل سے کہا گل بے خلش خار اور گنج بے زحمت مار
ہاتھ آیا مگر یہ فرصت شادی جم کی دامادی کی تھی یقین ہوا کہ ضحاک اوسکا طلبگار ہی یہ ہمارے دام مین گرفتار ہی
قید کر کے لے چلو ملک اور مال اسکے بدلے لو جب دم چال شہزادی کو معلوم ہوا کہ الم دل پر گزار رونے لگی
باپ سے کہا یہ قصد بیجا ہی حرکت ناسزا ہی ایسا بادشاہ گردش چرخ سے غریب الوطن گھر مین پناہ لے اوسکے
قتل کی تدبیر کر خوف خدا البشر کو ضروری ہی برگشتگی قسمت سے انسان مجبور ہی اگر سر اوسکا درکار ہی تو پہلے
میرا گلا کاٹ لے پھر تجھے اختیار ہی جب دم بیقراری بیٹی کی دیکھی اوسکو رحم آیا کہا جا اوسکی تسکین کر صبح کو
دیکھنے آونگا اپنی جان لڑا اونکا دم سحر بصد کر و فر زابلشاہ باغ مین آیا اوس سرو سہی بوستان سلطنت
کو دیکھکے پھولا سب قصہ بھولا کہا نخل امید یہ بار لایا بہت اعزاز و احترام کرکے فردوسی بجم گفت
شہ کامی جہان شہریار   ازین بندہ ہیچ و گمانی مدار   کہ با دختر خویش تا زندہ ام   پرستار تست او
من بندہ ام   ہرچند زابلشاہ نے جم کی تسلی و تشفی کی لیکن اوسکی وحشت کم نہوئی اکثر [illegible]
جم نے کہا کہ امیر وزیر بادشاہ سے کہتے ہین کہ اگر جم کو قید نکروگے ضحاک سے جان نہ بچیگی ملک ستادہ ویران ہوگا

ہوگا بہت برا سامان ہوگا یہ کلمہ سنکے وہ شل ہوئی کہ دیوانہ سا ہوئے بس سمت وحشت پاس تہی رفیق
ہراس تہی کسی سے کہا نہ سنا سر جنون خیز و ہنا اور پوشیدہ چل نکلا لکہا ہی کہ وہ غزال رم خوردہ
دشت سلطنت آوارۂ مملکت غریب دیار بادل خار خار اندوہگین چین بجبین چین کی طرف چلا
لشکر آلام ہمراہ نوبت نشان کے بدلے چہاتی پر دست ماتم کے نشان جلوس مین آہ و فغان
کراہ کراہ بے توشہ و زاد و راہ نہ نقارہ نہ کوس پیادہ پا بلکہ و تنہا وہ پہاڑ کے کالے کوس طی کرتا چین
مین داخل ہوا اجل چلا لہ نیرنگ دنیا ئے دون گردش چرخ واژون دیکہیے جمشید سا بادشاہ کہ آج تک
جسکی شوکت و شان کی فخریہ مثال دیتے ہین اور جشن کی سند لیتے ہین اسکا یہ حال ہو کہ پیادہ پائی
سے گام فرسائی محال ہو جب اس ہیأت گدائی سے شہر مین وارد ہوا وہانکے حاکم نے خوف
ضحاک سے پہلو تہی کیا جینا وہان کا ناگوار ہوا مجبور ہند کا رستہ لیا مرگ استقبال کو آئی فلک شعبدہ پرداز نے
بے مہری دکہائی کئی دن کے بعد تہکلے ایک منار کے تلے لیٹا اور شکایت چرخ سفلہ پرور دون کی
کا بخت برگشتہ واژون کا کرنے لگا فردوسی بچرخ انگہی گفت کای خود پرست چنین با بدم کرد خواہی نشست
نزادے مرا کاشکی مادرم وگر زادے این نامدی بر سرم اسی گفتگو مین طالع خفتہ نے سلا دیا اُس طرف
سے ضحاک کا ایلچی سر بفوج ظفر موج جمشید کی تلاش مین خاقان چین کے پاس جاتا تہا اسکے
سر پر پہنچا دیکہا کہ ایک شیر بیشہ شجاعت روبہ بازی فلک سے غافل خواب خرگوش مین مدہوش ہی
نزدیک آیا تو پہچانا اور صید مطلب کو بستہ دام قضا پایا بہت خوش ہو کے باندہ لیا فردوسی

برآسپے نشاندند جم را روان | دو پایش بزنجیر و بند گران | جهان نیست آرام جاے کسے

مشو شاد ز ایوان دنیا بسے | نظر کن که چون بود جمشید شاه | که تاجش همی سود بر چرخ و ماه

جهان بند بر دست و پایش نهاد | بدست غلامان سالش بداد | جسوقت جمشید کو طوق و زنجیر کرکے

ضحاک کے روبرو لائے تو ضحاک فردوسی | بدو گفت کو تاج و تخت تو شاه | چو برگشته از تو چنین بخت تو

کجات ان همه شادی و کیر و دار | کجات ان همه رسم و آئین کار | بدو گفت جمشید کای یاوه بس

به بیداد بسیم ترا دست رس | چرا ازمن چنین روی تابد بخت | چه نازی تو بارے باین تاج و تخت

غرض کہ بعد گفتگو ضحاک نے ظلم کا ڈهنگ نیا نکالا جم کو تختے مین باندهکے چیر ڈالا دفعتہ طالع بیدار برگشتہ ہو گئے جو سوئے ایک ارگڑے مین جسم کے دو پرکالے ہو گئے **فردوسی**

چرا دل نهد کس بهر جهان

که نا پایدارست و نا مهربان | سنه دل بین گردش چرخ دون | که دون پرورست این خم سرنگون

جسدم خبر قتل جمشید مشهور ہوئی اور زابلستان مین آگاہ وہ مهجور ہوئی از سرتاپا آغشتہ بخون و خاک ہوئی تهوڑے دنون مین بہت سے رنج اوٹها ہلاک ہوئی اور سچ ہی کہ اوسکے زخم کا کیا چارہ ہو جسکا ارۂ جفا فلک سے ہو چارہ ہو **فردوسی**

شب و روز بیخواب و خور زیستے | زمانہ نبودے که نگریستے

سرانجام مر خویشتن را بزهر | بکشت از غم جفت و بیداد دهر | اور جمشید کی دو بہنین تہین شهرناز

اور ارنواز وہ ضحاک کے محل مین گئین اوسکی خدمت مین رہین **کیفیت نام** جمشید اسم اور لقب سے مرکب ہی جم تو نام ہی اور شید لقب ہی شید کے معنی شیر کے ہین اور شعاع شمس اصطلاح

اصطلاح اہل عرب ہی قیل من ذلک یقال تصور الشمس اور ابو حنیفہ دینوری کہ کبار ائمہ تاریخ سے ہی اوسنے لکہا ہی کہ جمشید نوح علیہ السلام کا پوتا ہی سلسلہ اسطرح سے ہوتا ہی ارفخشد بن سام بن نوح بعض کہتے ہین طہمورث کا بہائی ہی بعضون نے بہتیجا ہونے کی سند پونہچائی ہی ایک روایت مین سپہر صلبی طہمورث رقم ہی آیندہ اللہ اعلم ہی فارسیون کا یہ قول ہی کہ اقالیم سبعہ پر فرمانروا ہوا ہی جن وانس کو مسخر کیا ہی اور یزدان پاک سے دعا کی کہ موت اور مرض اور غم سے میری مملکت درہم وبرہم نہو تین سو برس تک دعا قبول رہی تمنا حصول رہی اور جہلای فارس کا گمان ہی کہ یہی سلیمان ہی مگر یہ قول سراسر غلط ہی گمان بیجا فقط ہی کسواسطے کہ اخیر سلطنت مین جمشید کافر ہوگیا وہان خدا فرماتا ہی وما کفر سلیمان دوسرے مورخین کا اتفاق ہی کہ کوئی دشمن سلیمان پر مسلط نہین ہوا یہان ضحاک نے جمشید کو چیر ڈالا اور بیت السلطنۃ جمشید والاشان سجستان تہا ایکبار فارس کو چلا راہ مین مکان بنوایا طول اوسکا کیا عرض کرون بارہ فرسنگ لکہا ہی آج تک چند ستون اوس بنا سے برپا ہین چہل منارہ نام ہی عجیب غریب کام ہی ایسا بادشاہ منتظم دوسرا نہین ہوا خلق کو چار طرح پر مثل اربع عناصر منقسم کیا تا خلل انتظام مین نہو تاکید تہی کہ ایک کی شرکت دوسرے کے کام مین نہو عالم اور ارباب قلم سپاہ اہل حشم اور اصحاب حرفت اور زراعت جو زمین کو جوت کے بوتے ہین یا اہل حرفہ جو پیشہ ور ہوتے ہین حکم تہا اہل علم کی توقیر اور تعظیم کرو خدمتگزاری اور تکریم کرو دوسرے

دبیر اہل قلم کہ صریر خامہ اونکا چہچہۂ بلبل گلزار بلاغت کا ہی اور زبان کلک مشکبار منقار طوطی فصاحت
کی ہی دستور صائب تدبیر یعنی وزیر کا دستور یہ ہی کہ جس دم بہر تحریر قلم ہاتھ سے آشنا ہوا اور سطرہای
مسلسل سے دام عنبر فام صفحۂ کاغذ پر کھچا اور بین السطور سے چشمۂ آب بقا لہرایا جب بحر ظلمات
مداد مین قلم نے غوطہ دی کی دریا سے در نکالکے دکھایا اور زمین کی تہ سے قارون کا خزانہ اوبہر آیا
قطعہ چنانکہ تیغ شہنشہ اساس ملک نہد   زبان خامۂ دستور کار دین سازد   دو توامند
حسام و قلم کہ خسرو عہد   بپشت گرمی این ہر دو گردن افرازد   اور مقدمہ جوانان جراریلان خنجر گزار
کا یہ ہی کہ زبان تیغ آبدار اونکی تفسیر آیت فتح و نصرت ہی اور چمک اونکی سنان جانستان اعدا
کی پاسبان دین و دولت ہی مرد میدان کارزار سرفروش جان نثار سرکشون کی گردن کے
واسطے حلقہای کمند گہتے ہین گرز کی ضرب کو جب ہاتھ کہولتے ہین دشمن کا دم بند کرتے ہین نظم اگر
سوی فلک بازو کشایند   ناوک خوشۂ پروین ربایند   چنان شمشیر کین از کف اند   کہ
دریا از ہیبت کف بر آرند   اور مملکت کی آبادی زمین کی رونق زمیندارون سے ہی کہ یہ جائے زمین
بستی کو چھوڑ کر اوجاڑون مین کنوئین کہودتے ہین نہایت کہیت کے واسطے کہیت ہین پانی لاتے ہین کہ
مین بوتے ہین جو تین غلے کا انبار کرین سرکار کا روپیہ طیار کرین انہین کے اعمال سے مال بڑہتا ہی
بہوک بہاگ جاتی ہی آل روٹی کی صورت نظر آتی ہی اگر وہ مشقت سے پہلو تہی کرین خزانے
کس طرح بہرین قحط ہو گرانی ہو مملکت کی ویرانی ہو بقول سعدی شیرازی سعدی کوشش

گوش تواند کہ ہمہ عمر وی	نشنود آواز دف و چنگ و نی	دیدہ شکیبد ز تماشای باغ
بے گل و نسرین بسر آرد دماغ	ورنہ بود بالش اگندہ پر	خواب توان کرد حجر زیر سر
ورنہ بود دلبر ہمخوابہ پیش	دست توان کرد در آغوش خویش	این شکم بے ہنر پیچ پیچ
صبر ندارد کہ بسازد بہیچ	اور اہل حرفہ کو تکلیف نہو بلکہ انعام سے اور عطا سے محظوظ رکہو کہ	

زینت شہر ہین اور صناع جو راضی ہونگے طبیعت لڑینگے اختراع پردازی کرینگے نئی نئی چیزین
درست کرکے لائینگے اور چار انگوٹھیان مختلف کندہ کی تہین دم جنگ جو ہاتہ مین رکہتا اوسکا
یہ کندہ تہا آہستگی و مدارا یعنی شجاعت یہ نہین کہ قتل مین جلدی کرے مشہور ہی کہ جلدی کا
کام خراب ہوتا ہی ناحق حجاب ہوتا ہی دوسری مین عدل اور عمارت یعنی بے عدالت و
رعایت رعیت شہر آباد نہین ہوتا غربا کا دل شاد نہین ہوتا تیسری مین راستی اور شتاب
یعنی مدار سلطنت خبر پر ہی ہرکارہای خبر رسان ماجرای راست بے کم و کاست بجلدی کام
پونہچائین جسمے وہ متعلق ہون امین ہون رشوت نکہائین اور ضرورت تو یہ ہی کہ سلطان
اولوالعزم یہ مقدمہ ذات خاص پہ رکہے محول بغیر نکرے اسواسطے کہ آدمی نہین ملتا دوسرے
مسندین یہ لوگ جو کہتے ہین ہم ہین اوصاف آدمی ہین یہ نرے غلاف آدمی ہین اگر اسکا نفع
ضرر بیان کرون یہ قصہ رہجای نئی کہانی کی جلد ثانی ہوجای چوتہی مین سیاست اور
انصاف یعنی مظلوم کی داد ظالم سے لینا اور ظالم کو حکومت یا کسی چیز پر اختیار نہ دینا

لکھا ہی کہ جب جمشید کی دعا بدرگاہ خدا قبول ہوئی تین سی برس تک زمانے کا طور ایک سا رہا
اس گرگٹ نے رنگ نہ بدلا نہ کوئی بوڑہا نہ بیمار ہوا نکوئی اجل رسیدہ گور کے کنارے ہوا اور خزانہ کیسا گنج
بی رحمت و رنج جمع ہوئے تاج کج رکھا ایسا پھولا ٹوپی ٹیڑہی کرکے دعوی الوہیت کیا ایسا بندۂ خدا
کو بھولا اپنی صورت کے بت تراش کے ملکون مین بھیجے کہ ہر ایک اونکو پوجے غرضکہ جسنے پرستش کی
دنیا مین مورد انعام ہوا جسنے سرتابی کی خانہ خرابی کی وہ جلا یا گیا یا تہ صمصام ہوا دین ہاتہ سے دیا
عقبی مین راحت ملی آرام ہوا جب یہ ہنگامے پیچھے سہام آہ ستم رسیدگان سینہ چرخ کو تودے
کی طرح توڑ کے گوش حاملان عرش تک پونہچا تا کہ روز سعادت شداد و عاد کے نتیجے کو جم پر غالب کیا
شکست فاش ہوئی بہاگا کچہ دن کے بعد لوگ پکڑ لائے آرے سے پسلی کی ہڈی سے اوس کی ہی مرا تب آئی کو
چیرا اور الالاش پاش پاش ہوئی اور حافظ ابرو نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ مدتون بعد شکست گشتہ سر
دشت ادبار رہا پھر حوالی سجستان مین پوشیدہ ناچار رہا عورت کی اولاد ہوئی چنانچہ گرشاسف اوس نسل
اور رستم اوس اصل سے ہی بعضی تاریخ مین نظر سے گذرا کہ زوال سلطنت کو جب سو برس گذرے
اثنای راہ مین ضحاک گمراہ نے جم کو درخت کے کول مین پایا نخل حیات قطع کیا ہزار برس کا سن سات سو برس
سال سلطنت کے دن بعض کہتے ہین تین سی برس بادشاہی کی کل سات سو برس مین جان دی
اور وہب منبہ لکھتا ہی کہ ہود علیہ السلام اوسی زمانہ مین قوم عاد کے نبی تہے **جمشید کا قول**
ہی کہ اگر سعادت جلادت سے اور ریاست کیاست سے حاصل ہوتی تو ہر صاحب علم صاحب علم و کیاست ہوکے

ہوکے وارث سلطنت ہوتا زندگی بیکار نکہوتا اور روز ایک زور آور دستور مملکت ہو کہ پا دن پہیلاسکے ستونا
اور نزول نوائب اور حدوث حوادث مین نہ نسب ظاہر کام آتا ہی نہ حسب فاخر بلا سے بچاتا ہی
بیت کہ چون پای دولت بلغزد ز جای — نہ مردی کند پای مردی نہ رای — خلاصہ یہ کہ بسبب
گردش چرخ دون فلک وارون نہ جم کی رفعت و شوکت رہی نہ جام جہان نما کی عزت و وقعت
رہی جم پر خاک گور جمگئی خشت زیر سر ہوا جام کاسہ گدیہ ہوکے دربدر ہوا **قول فردوسی**
بعد قتل جمشید ضحاک کے شعلہ ظلم نے تر و خشک سب جلایا از خاص تا عام کسی بشر نے اوسکے
شہر سے آرام نپایا ایک رات خواب غفلت مین ضحاک بدذات کیا دیکہتا ہی کہ تین شخص پیدا ہوے
دو جوان ذی شان ایک کم سن اوسنے گرز اوسکے سر پر مارا اور پٹہ سے تسمہ کہینچکے باندہا پہر
کوہ دماوند کی طرف لے چلا ضحاک عالم رویا مین یہ ماجرا دیکہکے خوب رویا اور ایسی چیخ ماری
کہ ہر ایک پرستار نیند سے چونک پڑی دم سحر اوس ستمگر نے کاہن اور تعبیر دان اور ارکان سلطنت
جو دانشمند ذیشان تہے جمع کیے پہر خواب شب بیان کرکے تعبیر پوچہی جتنے زبردست کاہن تہے
وہ خواب سنکے حیرت مین اوسکا منہ تکتے تہے خوف کے باعث کچہ کہہ نسکتے تہے جب ضحاک نے
تعبیر پوچہنے مین کد سے مبالغہ کیا اوس زمرے مین سے ایک شخص جان جوکہون کرکے بول اوٹہا کہ
اس خواب کی تعبیر زوال مملکت انتقال سلطنت ہی فریدون نام شاہ ذی احترام آئیگا وہی گرز
لگائیگا اپنے باپ کے خون کا بدلا جب تک نلیگا اوسکو چین نہ پڑیگا راحت نملیگی نہ آرام پائیگا

فردوسی چو ضحاک شنید بکشاد گوش بتخت اندر افتاد و زورفت ہوش نشان فریدون بگرد جہان ہمی باز جست آشکار و نہان لکہا ہی کہ ضحاک نے کیانیون کے قتل پر کمر باندہی تہی جو ہاتہ آتا ذرہ نہ ہوتی گردن تہ شمشیر ہوتی ناگہان ابتین پدر فریدون **ف** از طہمورث گردبود شش نژاد پادر بپادر بادشاہ باعدل و داد آوسکو تو ضحاک نے ہلاک کیا فریدون دودہینے کا تہا فرانک فریدون کی ما تہی وہ بیٹے کو لیکے بہاگی ناگہان ایک مرغزار مین اوسکا گذار ہوا مالک مرغزار مرد با وقار نامدار تہا اوسکے پاس وہ گای تہی جسکی دولاتین کہای کہ پاس جاہی بسکہ دودہ کثرت سے دیتی تہی وہ مرد جلیل وقف ابن السبیل کردیتا تہا اور فریدون کی ما کا بسبب غم شوہر و ایذای سفر دودہ خشک ہوگیا تہا اوس صحرا مین دودہ جو ہاتہ آیا فریدون کو خوب پلایا صبح کو جب چلنے کا قصد کیا تو سوچی کہ اور جگہ دودہ کاہیکو میسر آئیگا اسطرح کون پلوائیگا مگر اپنا رہنا خوف ضحاک سے مناسب نجانا چار و ناچار بمصلحت اسمین سمجہی کہ لڑکا بامید پرورش صاحب گاو کو سونپکے آپ کوہ البرز مین جا رہی تین برس فریدون نے وہان پرورش پائی ہاتہ پاؤن مین تاب و طاقت خوب آئی ایک دن فرانک نے خواب مین دیکہا کہ کوئی بزرگ کہتا ہی تو اپنے فرزند کو اسی پہاڑ پر لے آ فوراً فرانک صاحب گاو کے پاس آئی پالنے کا شکر ادا کرکے دعا و ثنا زبان پر لائی اور فریدون کو وہان سے لیگئی اس زمانے مین **فردوسی** خبر شد بضحاک بدروزگار ازان گاو پرمایہ مرغزار بیامد ازان کینہ چون پیل مست مران گاو پرمایہ را کرد پست اور کوہ البرز مین ایک مرد خداکش کہ کش اہل دنیا سے جدا صاف باطن

باطن ستودہ خصال مرد باکمال ہتا تہا فرانک فریدون کو اوسکی خدمت مین لے گئی اوس
نظر کردہ یزدان دانای اسرار نہان نے فرمایا کہ کشندہ ضحاک جسے کاہن کہتے ہین وہ یہی ہی
اور یہی اپنی بجہت آیہ کہا فـ پس انگہ بدو گفت آن مرد دین شود این پسر شاہ روی زمین
جسدم وہ ہلال سپہر شہریاری دو ہفتہ ہوا ایک روز ماسے اپنے باپ کی سرگذشت پوچھی کہ ضحاک
سفاک نے کس جرم پر اوسے قتل کیا اوسنے مشرح وہ قصہ پر غصہ بیان کیا فریدون کو بادہ جرات
نشا سا ہو گیا کہا جبتک ضحاک ناپاک میرے ہاتہ سے مارا نجائیگا مجکو صبر و قرار نہ آئیگا ماں او سکی
مانع ہوئی نصیحت کرنے لگی وہان ضحاک فریدون کے خوف سے دن کو نہ کہاتا شب کو سوتا تہا مثل
شجر خزان رسیدہ فصل بہار مین خشک ہوتا تہا ایک روز نہ تیجہ اہان دولت ارکین سلطنت کو
جمع کر کے مشورہ کیا کہ گو دشمن چہوٹا ہی مگر خوف بڑا ہی لہذا عزم لشکر کشی ہی وہ ساز و سامان
جمع ہو کہ اس مہم سے خاطر پریشان جمع ہو بسکہ سفر دور و دراز ہی منظور سب سے صلح و
سازہی ایک محضر میری عدالت اور انصاف کا لکہو فیا آنہی اور غریب نوازی میری اوسمین
تحریر کرو پہر اوسپر مہر خاص و عوام ہو مشہور ہے نیکی میرا نام ہو آسکے خوف سے سینے دم مارا
اوسنے لکہا قضای کار وہ روز تہا کہ کاوہ آہنگر کے بیٹے کے قتل کی باری تہی اور
اوسکا نمک لکے سانپون کے دینے کی طیاری تہی کہ دفعتہ کاوہ فریاد و زاری بیقراری کرتا ہو پہنچا
فردوسی خروشید و زد دست بر سر ز شاہ که ای شہ منم کاوہ دادخواه بہاران

دہی مغز فرزندمن   پس از نیکی و عدل گوئی سخن   کاوہ کو یہ کہتے ہی ضحاک کو ایسا خوف چھایا
یہ دغدغہ دل مین آیا کہ اوسکے بیٹے کو چھوڑ دیا پھر اوس سے مخاطب ہو کہا مین تیرے فرزند کے قتل سے
درگذرا اب تو اس محضر پر اپنی مہر ثبت کر کاوہ نے محضر ہاتہ مین لیکر پارہ پارہ کیا بیٹے کو نکل چلنے
کا اشارہ کیا دکان پر آیا اپنے قوم کو بلایا اور چرم آہنگری یعنی وہ چمڑا جو کام کرنے کے وقت
کمر مین لپیٹتا تہا بانس مین باندہا نشان کیا بلوے کا سامان کیا **فردوسی** خروشان ہمیرفت نیزہ
بدست   کہ ای نامداران یزدان پرست   کسے کو ہوای فریدون کند   سر از بند ضحاک
بیرون کند   القصہ جم غفیر خلقت کثیر آمادہ جنگ مستعد پرخاش اوسکے ہمراہ فریدون
کی تلاش مین شہر سے نکلے اور ضحاک سے خاک تدبیر نہو سکی اون لوگون نے بہت خاک
چہانی کوبکو جستجو کی بعد مدت فریدون سے ملاقات ہوئی فریدون ان سبکی اطاعت اوریاری
عنایت باری سمجہا اور وہ نشان جسپر چمڑا باندہا تہا علامت فتح آیت نصرت جان کر زروجواہر
درخشندہ کر کے درفش کاویانی اوسکا نام رکہا اور یہ رسم کیانیون مین جاری ہوئی کہ جس
بادشاہ کی سلطنت کی باری ہوئی دیبا و مشجر زر و جواہر درفش پر بڑہانے سے کام رکہا
جب اہل اسلام کی فتح ہوئی غازیون کے حصے مین آیا ان صاحبون نے اسکا جواہر بڑہایا غرضکہ
کاوہ فریدون کو لیکے بعزم قتل ضحاک ناپاک کوہ و ہامون قطع و جنگل و بن طی کرتا روانہ ہوا ایک روز
فریدون نے لوہار طلب کر کے مینڈہے کا چہرہ آہنی بنوایا اوسمین دستہ لگا کر گرز اوسکا نام کیا گرز

بزدلون کی سرکوبی کا سرانجام کیا از بسکہ طبیعت کے زور سے نئی ضرب کا ایجاد ہوا اس حربے
سے فریدون بہت شاد ہوا حسب اتفاق ایک روز مزار خداپرستان مین اس لشکر قلیل کا
گذار ہوا جاہی پرفضا جو نظر آئی وہین مقام کیا راہ کے کسل سے آرام کیا شب کو عین خواب مین
نظر توجہ سے کسی بزرگ نے فریدون کو دعا تبائی فرمایا اسکو یاد رکھنا رنج مین دل کو شاد
رکھنا گھڑی مین آڑے آئیگی تیر بلا کی سپر بنکے جان بچائیگی بعضون نے لکھا ہی
جن جن سے تاریخ کا چرچا ہی وہ کہتے ہین کوئی پری آکے افسونگری بتا گئی القصہ ہر روز
نفر و تکین سفر دشت و قریہ مین گذر ہوتا تہا اور دو بہائی فریدون کے اوس سے سن مین زیادہ
ہمراہ تہے عزم سلطنت سے آگاہ تہے مرتبے مین دونون اس سے ذلیل تہے مگر یادگار
قابیل سے تہے اونکو آتش رشک و حسد نے جلایا فریدون کے قتل پر آمادہ کیا الا وقت کے
منتظر رہتے تہے کسی سے حال کچہ نہ کہتے تہے اتفاقا ایک روز فریدون کسل راہ سے
پہاڑ کے ڈانک مین سو گیا برادران گرگ خصال زبون افعال نے موقع پایا بڑا سا پتہر اون
سنگدلون نے فریدون کے اوپر ڈہکایا مگر یہ نہ سمجہے بیت اگر تیغ عالم بجنبد
زجای نہ برد رگے تا نخواہد خدای پتہر کی گہڑگہڑاہٹ سے لڑہکنے کی آہٹ سے فریدون کی
آنکہ کہلگئی سنگ گران کو اپنے اوپر آتے دیکہا وہی دعا پڑہی پتہر اوسی جا جمگیا آتا تہا یا تہمگیا
پروردگار کو اسطرح سب نے بچاتے دیکہا فریدون پر کہلگیا کہ یہ عداوت پوشیدہ

بہائیون کی تہی ہر طرف دیکہا بہالا بات کوتا لا الغرض گاوہ سپہ سالار اوس نہنگ بحر شجاعت
کو کوہستان کی راہ سے بر سر دجلہ بغداد لایا ملاحون کو بلایا اونہون نے کشتی لانے سے
انکار کیا یکایک شہریار سعادت اطوار کو غصے مین یہ لہر آئی کہ کربت چست کی بسم اللہ مجریہا و مرسیہا
زبان پر لایا مع گہوڑے دریا مین ڈالا آیا جو جو ہمراہ تہے لطمۂ غضب سلطانی سے آشنا تہے
آگاہ تہے سب نے زیر بند کاٹ کر باگ سنبہالی وہ گہوڑے صبا رفتار بحر زخار مین ڈالے پروردگار
مددگار طالع یار ہوا چشم زدن وہ بیڑا پار ہوا بیت المقدس مین آیا اسکی بنا ضحاک سے ہی
عجب شہر وسیع عالیشان روی زمین ہمسر آسمان بنایا تہا اور جو کچہ نقد و جنس زر و جواہر اوسکے
پاس تہا طلسم بنا کے اوسمین چہپایا تہا اور اوس مکان کے نگہبان دیو قوی ہیکل اژدر شعلہ فشان
تہے فریدون نے وہی دعا دم کر کے دم مین نام نشان سبکا مٹایا پہر تخت پر جلوس کیا
ماہ طلعتون سے کنار و بوس کیا محل کی رنڈیان طلب ہوئین شہناز اور ارنواز بہی آئین
دعای ترقی دولت و حشمت زبان پر لائین کہ آپ نے ایسے اژدہا پیکر کی قید سے ایکدم مین چہڑایا
اپنا رخ انور دکہایا فریدون تو بجای ضحاک تخت نشین ہوا کل بغداد زیر نگین ہوا ایک شخص
کندرو نام اوس طلسم کا مہتمم تہا دامن تار تار گریبان چاک سنہ ہانپ آلودہ بخون و خاک
پیش ضحاک پہنچا اور کہا **فردوسی** سہ مرد سرافراز با لشکری بیامد دوان از در کشوری
ازان سہ یکی کہتر اندر میان ببالای سرو و بچہرہ کیان بسے کے گرزدار چو لخت کوہ سمی

ہے ماند اندر میان گروہ	بیامد بر تخت کی بر نشست	ہمہ بند و نیرنگ تو کرد پست
ہر آنکس کہ بود اندر ایوان تو	ز مردان و گردان و دیوان تو	سر جملہ از تن فرو ریخت شان

ہمہ مغز با خون بر آمیخت شان

ضحاک سمجھا پیام قضا پہنچا جان ہفت گئی ملک الموت آ پہنچا
اجل سے دوچار ہوا اتفاق سے نے صدای کوس رحلت دی مجبور سوار ہوا جسدم بیت المقدس مین آیا
لشکر نے رفاقت سے منہ پھرایا شب تاریک مین وہ بخت سیاہ مسلح ہو بقصد شبخون چلا کہ سوتے
مین کام کیجیے نصیب کو جگا سیے طالع کو آزمائیے فریدونکا کام تمام کیجیے محل کی دیوار پر چڑھ کے
دیکھا کہ مسند شاہی پر فریدون پر فر بخواب ناز ہی جلیس شاہزادی ارنواز ہی غیظ کی آگ مین جلکے
اوس سیاہ رو نے ایوان پر کمند پھینکی چڑھ آیا یہان طالع بیدار شاہ ذی اقتدار نے ہوشیار
کیا خبردار کیا بسان شہباز اجل اوس ملعون کے سر پہنچکے وہی گرز لگایا ہر چند اوس نے دم
دبائی مگر کاسہ سر سے اوس چغد کے صدای پاش پاش آئی دوسری ضرب کے عزم مین
غیب سے ندای حالا باش آئی کہ ابھی اسکی اجل موعود مین تاخیر ہی لازم اسکی یہ ہی
ہی کہ قید کرکے پہاڑ کی طرف بھیجئے تا بدترین عذاب سے ٹکر ٹکر کے یہ جان دے [illegible]
موافق خواب ضحاک اوسکی پیٹھ سے تسمہ کھینچکے باندھا اور کوہ دماوند کے غار مین اوسکے
نصیب واژون کی طرح اولٹا لٹکایا آپ نے دفعتہ غم سلطنت ترک کی ستم رسیدون کے رنج و الم
دور ہوا اسکو راحت ملی ایک عالم نے دعای خیر دی جتنا ملک اور مال ضحاک کا تھا

اوس سے بہت زیادہ فریدون کے قبضہ تصرف مین آیا شہرون کو آباد کیا رعیت کو دل شاد کیا

یہان سے بیان شادی اور ملک تقسیم کے بعد نوبت خانہ بربادی باہم کی لڑائی

لکھا ہی کہ فریدون کے فرزند بہ جبین تین تہے سلم اور تور اور ایرج لیکن ایرج جو سب سے چہوٹا تہا وہی بڑا لیاقتدار

خوش اطوار شایان تخت سلطنت قابل ریاست و حکومت تہا ایک شخص صندل نام تہا فریدون نے

اوس سے فرمایا کہ جس بادشاہ کے تین بیٹیان ہون اوسکو تلاش کر کہ انکی شادی ایکجا کرون

صندل نے حسب ارشاد بڑ در دسر کے دریافت کیا کہ حاکم یمن سرو نام ہی اوسکے تین بیٹیان ہین

ہر ایک شمشاد قامت لالہ رخسار گلفام ہی القصہ یمن مین جاکر اوسکو راضی کیا پہر فریدون نے چال

کہا شاہ والاجاہ نے بیٹونکو با ساز و سامان و امرای کارگزار جانفشان وہان روانہ کیا اپنے

جانے مین تخلل امورات سلطنت کا بہانہ کیا سلطان یمن نے بعد فراغ رسم شادی بہت سا

مال اسباب نقد و جنس کنیزان حور پیکر غلامان زرین کمر جہیز مین دیکر اس بار سبکدوشی

اور تعلق سے آزادی حاصل کی جب فریدون کے پاس بیٹے آئے اوسنے بہی کل مملکت فرزندون کو

تقسیم کر دی روم و خاور زمین سلم پر مسلم رکہی توران کی سلطنت تور کو سپرد کی اور ایرج والاشان کو

ایران دیا آپ خالق کی عبادت یزدان پرستی کو گوشہ تنہائی لیا رشک و حسد نے ہزارون فساد

اوٹہائے ہین لاکہون گہر بنا کر بگاڑے ہین سلطنت کے نقشے مٹائے ہین بہت سے سر بے افسر و تاج ہوئے

صدہا صاحب ایوان و محل گور گڑہے کو محتاج ہوے سلم کو ایرج کی سلطنت پر رشک آیا حرص کی ہوا نے بقصد

بغض و عداوت کی آگ کو بہڑکایا تور کو خط لکہا باین مضمون کہ پدر پیر نے دم اخیر حق تلفی کی ایرج کو بہتر حاصل ملک دیا شہرہای ویران پر خوف و خطر جگہ کا ہمکو تمکو حاکم کیا اوسکو وزارت شغل سیر و شکار ہی خطۂ ایران باغ و بہار ہی ہم ہر دم حیران پریشان رہتے ہین ہمسرونکے جور سہتے ہین روز معرکہ جنگ و جدال ہی گرم بازاری عرصہ قتال ہی ہر گہڑی خون کی ندی بہتی ہی خلق خدا ہمکو مفسد آزار دہ کہتی ہی جب قاصد مکتوب فساد اسلوب لیکے تور کے پاس پونہچا اور اوسنے ابتدا سے انتہا تک حرف حرف پڑہا باعث تنفر ہی باوہ نخوت آبل چلا چہوٹے بہائی کے قتل پر آمادہ ہوا جواب لکہا کہ پہلے پدر نامہربان کو اس حال سے مطلع کرو جو زمین ایران ہمین دین تو خیر نہین شعلہ شر آسمان تک پونہچا و سلم نے اوسی ایلچی کو فریدون کی خدمت مین روانہ کیا سن رسیدہ باپ کو ہدف آلام بنایا سہام ستم و جور کا نشانہ کیا مطلع ہونا

فریدون کا کید سلم و تور سے

جسدم فریدون بیہودہ عزم سے سلم و تور کے آگاہ ہوا انجام کار مد نظر کرنے سے سخت حال تباہ ہوا ایرج کو بلایا بدلداری سمجہایا کہ تشنہ خون تیرے دونون بہائی ہین آمادہ فساد و بیحیائی ہین صلاح وقت یہ ہی کہ تو ادنے آشتی و نرمی کر در فتنہ و شر سے درگذر اور نامہ لکہکے ایرج کو دیا مضمون اوسکا یہ تہا کہ یہ تمہارا چہوٹا بہائی ہی تمکو بزرگ بجای پدر جانتا ہی بجز اطاعت اور تمہاری رضامندی کے نہ تمنای تخت ہی اسکو نہ خواہش تاج ہی تمہاری خوشنودی خاطر کا محتاج ہی

تکو لازم ہی کہ مرآت سینہ زنگ حسد اور کینہ سے صاف کرو اگر سہوا کوئی خطا سرزد ہوئی ہو الطاف
بزرگانہ مقتضی ہی کہ دست شفقت اسکے سر پر رکھکے تصور معاف کرو باپ کا دل محزون تمسے شاد ہو ایسا
نکرنا کہ ملک ایران کے ہو برباد ہو

جانا ایرج کا ترکستان مین اور سر کا آنا ایران مین

ایرج با مردم چند جسے چھڑی سواری کہتے ترکستان کی طرف چلا وہان وہ دونون مغرور
یعنی سلم و تور لشکر کو بعزم فتور فوج سے معمور کرتے تہے جب کہ ہرکارون نے عرض کی کہ ایرج محزون و
نامہ فریدون لیکے آتا ہی یہ دونون واسطے نامے کی پیشوائی کے لینے کو غریب دیار بھائی کے
مع فوج با جاہ و حشم باہم چلے تہوڑی دور سے اوس مسافر ملک عدم کو لے آئے باسباب ظاہر
تشفی کی خاطرداری کی در پردہ قتل کی تیاری کی فوج نے جو اوس جوان رعنا سہی قامت سرو بالا
کو دیکھا سبکا میلان اوس کم سن جوان کی طرف ہوا جب اس خبر وحشت اثر سے وہ بانی فتور
یعنی سلم و تور آگاہ ہوئے خوف سے سینے مین دل دہڑکا رشک کا شعلہ اور بہڑکا دوسرے روز
حیلے سے اوس نوخیز بوستان سلطنت کا سر قلم کرکے فریدون کے پاس بہیجدیا اور لکہا کہ
آج اسکو ملک کا مالک کیجیے یا تخت عاج دیجیے خواہ افسر و تاج دیجیے جو ہونا تہا ہو چکا لکہا ہی کہ
جب سر اوس بیگناہ پسر کا مطیع فرمان پدر کا بوڑہے باپ کے روبرو آیا اوسنے اپنا حال عجب
بنایا تمام شہر کو سیاہ پوش کیا اپنا گریبان پہاڑا سر کو در و دیوار پر دے مارا اسکو رنج و غم سے
ہم آغوش کیا کئی روز تمام خلقت نے کچھ کہایا نہ پیا آہ و نالے سے عرش اعظم کو ہلا دیا آخر کار

آخرکار اوس نونہال بوستان سلطنت صاحب افسر کا سر از تن جدا بعد کریہ بکا باغ مین دفن کردیا
مگر فریدون کی نظر مین زمانہ سیاہ خلش خار الم سے غنچۂ دل پژمردہ بہت حال تباہ پنجہ غم گریبان کے بدلے
سینہ چاک کرنے مین مشغول ہوا اور تاج پٹکنے کے عوض سر پٹکنا معمول ہوا روز و شب فکر انتقام
خون دلبند تہی ایسی ہر بات سے مرگ پسند تہی ایک روز بہجت افزو معلوم ہوا کہ مخدرات عصمت ایرج
مین ایک گلفام ماہ آفرید نام اوس بدر کامل سے حاملہ ہی یہ مژدۂ فرحت افزا اسنکے فریدون
اس مرتبہ مسرور ہوا کہ حزن و ملال بالکل اوسکے نزدیک سے دور ہوا ہر سحر پروردگار سے دعا تہی
ہر شام خالق لیل و نہار سے یہ التجا تہی کہ وہ بلند اختر پیدا ہو جو ایرج کے قاتلون کو ناپید کر
اتفاقات زمانہ جب وضع حمل ہوا تو لڑکی پیدا ہوئی داد آیہ امر خداداد سمجہکر اوس حور وش کا چہرہ
نام رکہا پرورش سے کام رکہا حد بلوغ کو جو پہونچی پشنگ سے نامزد ہوئی چندہ مدت مین وہ
نخل نوخیز گلستان شہریاری بار مراد لائی لڑکا پیدا ہونے کی باری آئی فریدون نے جو اوسکو گود مین
لیا منشابہ کیسا بعینہ ایرج نظر آیا منوچہر اوسکا نام ہوا دل کو اب چین آیا جی کو آرام ہوا
ہر دم اوسکے دیکہنے بہالنے سے کام تہا ہر ساعت پرورش مین اہتمام تہا صاحب نصیبونکے
زبردست مقسوم ہوتے ہین لڑکے کے پاؤن پالنے مین پالنے والون کو معلوم ہوتے ہین ہنوز سن تمیز
کو نہ پہونچا تہا کہ علم و ہنر کسب و فن سپہ گری مین کامل ہوا اور خداداد سے پہلوانون مین شامل ہوا
فریدون نے سریر سلطنت پر اوسکو جلوہ افروز فرما کے انتقام ایرج پر عازم کیا سلم و تور کا قتل اوسپر لازم کیا

یہ خبر وحشت اثر سلم و تور کو پہونچی کہ عنایت منتقم حقیقی سے خون ایرج کا انتقام لینے والا پیدا ہوا ہی
صاحب حسن و جمال آہو چشم ہنر بر خصال ایسا ہی کہ فوج و رعیت کا دل اوسپر شیدا ہو ہی وہ دن
قریب ہی کہ با لشکر جرار و فوج بیشمار اسطرف آئے تیرہ بختی کی شام غم انجام ہمکو دکہائے غرضکہ
بعد مشورہ و گفتگو وہ غدار مکار حیلہ جو یہ فریب سوچے کہ ایلچی چرب زبان لسان با تحفہای تحف
فراوان اور بہت سا نقد و جنس گہوڑے ہمسر صرصر ہاتہی کوہ پیکر بطریق ہدیہ دیکر روانہ کیے
اور عرضداشت فریدون کو لکہی کہ وسوسہ شیطانی اور حرص جاہ نے ہمین دنیا مین رو سیاہ رسوا و
خراب کیا عقبی مین پیش داور سور رنج و عذاب کیا امید عاطفت شاہانہ الطاف خسروانہ سے
یہ ہی کہ شاہنشاہ قصور ہمارا معاف کرے دل صفا منزل ہمسے صاف کرے اور منوچہر کہ یادگار
ایرج نامور ہمارا لخت جگر نور بصر ہی اوسکو ایدہر روانہ فرمائے کہ ہم شرط خدمت بجا لائین تخت و تاج
اوسکو دیکے آنکہین ٹہنڈی کرین بدنامی ہماری دور ہو جائے جسدم فریدون کے روبرو وہ اسباب و مال
آیا خون ایرج نے جوش کہایا غیظ بمرتبہ کمال آیا ایلچیون سے یہ کلمہ فرمایا **فردوسی**

سر بے بہا را ستانیم بہا
بخون برگ و بارش بخواہیم شست
بیاید کنون چون ہنر بردمید
ازین کین نخواہد گشادن کمر

نہ از تخم آدم سنم اژدہا
کنون زان درختی کہ دشمن بکند
بکین پدر تنگ بستہ میان

درختی کہ از کین ایرج برست
برومند شاخے برآمد بلند
پدر تا بود زندہ در پیش سر

قاصد بے حصول مطلب مایوس پہر سلم و تور سے مفصل حال کہا وہ

وہ بہیجا لشکر روان مثل جیحون مور و ملخ سے کثرت مین افزون ہمراہ لیکے روانہ ہو جسدم قریب
پوہنچے فریدون جگرخون کو اطلاع ہوئی اور منوچہر کو خبر پوہنچی اوس خبر نے پیچ و تاب کہایا
حرف رخصت زبان پہ لایا فریدون نے جوانان تہمتن پہلوانان لشکرشکن ہمراہ کرکے خدا

کو سونپا **فردوسی**	دلیران یکایک چو شیر ژیان	ہمہ بستہ بر کین ایرج میان
بہ پیش اندرون کاویانی درفش	بچنگ اندرون تیغہای بنفش	زدہ برکشیدند یکسر سپاہ
منوچہر چون سرو در قلبگاہ	سپہدار قارن بہ ارز چو سام	سپہ تیغہا برکشید از نیام

طرفین سے مقابلہ ہوا اوس روز تو گفتگو زبانی رہی تا شام نوبت بگرز و خنجر و سام نہ آئی دوسرے
دن جسوقت سلطان خاور بالباس گلنار پیرہ شعاعی در دست تخت زرنگاری پر جلوہ گر ہوا تب
دونون طرف سے نکلے گرگیتون نے گرز کا شروع کیا جانبین سے لشکر آمادہ شور و شر ہوا **فردوسی**

بیابان چو دریای خون شد درست	تو گفتی ز روی زمین لالہ رست	چنان شد ز بس کشتگان روی دشت
کہ پویندہ را راہ دشوار گشت	سپاہ توران کو ہزیمت ہوئی تو رات کے شبخون کی تجویز کی مگر جب طرف	

آیا اسکو ہوشیار پایا بازگشت کی راہ لی لڑائی ہونے لگی منوچہر نے بجستی تمام نیزہ تور پہ لگایا
خنجر ہاتہ سے اوسکے چہٹکے زمین پر آیا اوسی گرمجوشی مین ہاتہ کو کمر بند مین ڈالکے اوس بدافعال کو
گہوڑے سے اوٹہا کے سر بلند کیا زمین پر پٹک دیا وہ سر بمغز جو ہوای خودسری سے بہرا تہا تاج
شاہی جسپر کج دہرا تہا جسم ناہموار کا تا خنجر جو اوسکے خون کا پیاسا تہا آ تو لہو چاٹا چل گو فن کرکے

کہلانے کو جنگل مین جسم بچا کا بہیجا اور دادا کی نذر کے واسطے سر چچا کا بہیجا جب تو نے جان دی
سلم تاب جنگ لا یا لکہے قلعے مین پناہ لی منوچہر نے اوسکے قتل سے منہ نہ پہیرا مشعل خطر پر لگا قلعے کو گہیرا
کا کو پہلوان نے بڑی شوکت و شان سے غرق دریای آہن میدان مین آ کے للکارا ایرج نوجوان نے اوسکو بہی
مارا سلم غافل اس سے کہ لَوْ کُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ قلعے سے باہر آیا دفعۃً طعمہ شہباز اجل ہوا اور منوچہر
کا کل مملکت مین عمل ہوا پہر وہان سے با فتح و ظفر مع فوج و لشکر فردوسی چو آمد بنزدیک شاہ
سپاہ فریدون آمد پیادہ براہ منوچہر بہی گہوڑے سے کود کر شرط قدمبوس بجا لایا فریدون نے
مثل جان مین لیا چہاتی سے لگایا بر تخت پر بٹہایا تہوڑے دنون کے بعد فریدون کو پیام اجل آیا ہوش و
حواس مین خلل آیا منوچہر کو سام و نریمان کے سپرد کیا اور یہ کہا فردوسی بپردم ہمہ این نبیرہ بتو کہ من
رفتنی گشتم ای نیکخو بدست خودش تاج بر سر نہاد بسی پند و اندرزہا کرد یاد فریدون بشد نام زو ماندہ باز
بر آمد برین روزگار دراز منوچہر نے بعد فریدون کے بڑی دہوم دہام سے سلطنت کی عدل و داد کی خوب داد
دی خلق خدا کو آسایش ہوئی کوئی شخص محتاج نہ رہا بجز یزدان پرستی کسی مذہب و ملت کا رواج نہ رہا

یہ قول فردوسی و مضمون شمشیر خانی سے لیا تہا یہاں اور مورخون کے قول کو تحریر کیا نام اونکا لکہدیا

مورخان حکایات کہن و مہران صاحب سخن لکہتے ہین کہ ضحاک جمشید کا بہانجا تہا اور ایک فرقے نے
یہ فرق نکالا ہی کہ اولاد سیامک سے ہی اور مجوس جتنی پشت اسکی کیومرث تک پہونچاتے ہین اور

اور عجم وہ اگ کہتے ہین اگ بمعنی آفت و عیب دس عیب وسمین بتاتے ہین کریہ منظر قامت پست قصر
قلت حیا نخوت کا زور شور احمق اور پرخور ظالم بدزبان جلد باز نامرد نطفہ شیطان عرب
نے وہ اگ کو معرب کرکے ضحاک کہا اور اوسکے باپ کا نام عربنے علوان عجم والون
نے مرداس لکھا ابتدا مین ضحاک سحر سیکھتا تھا مرداس مرد خدا پرست تھا مانع ہوا اوسنے
یہ چال اپنے استاد کہا وہ سکھا کر ہاروت ماروت یا وہ نخوت سے بہوت قتل پدر پر اوس سادہ کو
اوسنے آمادہ کیا القصہ وہ پدرکش باپ کو مارکے تخت نشین سالک سفل اسفل السافلین ہوا اساس ظلم
جو رہا کیا رعیت اور سپاہ کے ساتھ کیا کیا سات سو برس گذرا اس عرصے مین کوئی دقیقہ بدعت اور
عیب آزاری کا اوٹھا نرہا آخر کار سے آنچہ در وقت سحر نالہ مظلوم کند بخدا گر آن خنجر مسموم کند
تاریخ طبری مین لکہا ہی کہ بسبب اختلاط شیطان شانون پر سانپ نکلے اور مغز انسان اونکی دوا
تجویز ہوئی پہلے تو قیدیون نے زندان سے جسم رہائی پائی پہر اہل شہر کی باری آئی خونسالار
ایک آدمی کو بہگا دیتے بکری کا بہیجا اوسکے بدلے ملا دیتے غرض کہ کاوہ آہنگر اصفہانی کے دو بیٹے
قتل ہوئے تیسرے آو دریدہ کان بدکر باب فتنہ کہولا اور اصفہانیون کو کہ جرات دلائی کہتے ہین اپنا ٹکا
کیا پہر بانس مین چمڑا باندہ کے نشان بنایا پہلے داروغہ اصفہان کو مارا خزانہ او سلحہ اوسکا اوسکے
ہاتھ آیا جوانان جرار کو جہانٹا روپیا او سامان حرب سبکو بانٹا پہر آمادہ پیشکش کشی کی وہان گماشتہ
کی ضحاک کا گماشتہ تھا اوسکو مارا عراق اور فارس کے ملکون مین عمل کیا اپنا دخل کیا

اس عرصے مین جب ضحاک کی فوج لڑنے کو آتی کاوہ سے شکست ہوجاتی جن دنون ضحاک طبرستان مین تہا
کاوہ رَی مین آیا اور تجویز کیا کہ کوئی شخص کیانیون مین سے اگر ہاتہ آئے مقدمہ ہمارا روبراہ ہوجائے اوسکو
تخت پر بٹہا کر حاکم بنا کر ضحاک کو ذلیل وخوار گرفتار کیجیے یہ سنکے سائلان ری نے کہا اولاد جمشید سے فریدون
نام بخوف ضحاک اور بیسامانی کے باعث پوشیدہ ہی یہ خبر دریافت کرکے کاوہ بشاش ہوا سرگرم تلاش
ہوا فریدون سے ملاقات ہوئی سب نے بیعت کی ضحاک کو مطابق تحریر اول قید کرکے کوہ دماوند مین
لٹکا دیا سب کہٹکا مٹا دیا اور اوس دن کا نام فریدون نے مہرجان رکہا اور مروج الذہب مین لکہا ہی
کہ کوڑے لگانے دار پر کہینچنا ایجاد اوس ستمگر ضحاک کا ہی ہزار برس زمانہ رہا اور جناب جلیل الرحمن
اوسی نطفہ شیطان کے زمانے مین مبعوث ہوئے **فریدون کا حال** اور فریدون کو بالاتفاق
ائمہ اخبار نے جمشید کا پوتا لکہا ہی کہ صاحب جود وذی شوکت وصولت مالک جاہ وحشمت تہا ضبط و
سیاست یا کمال عقل وکیاست کا جمال جمع رکہتا تہا اوسکے عہد مین عدل واحسان نے خوب رواج
پایا اوسنے بہی خاطرخواہ رعیت سے محصول اور کردنکشان دہر سے خراج پایا **نظم** فریدون فرخ فرشتہ نبود
ز مشک و ز عنبر سرشتہ نبود بداد و دہش یافت ان نیکوئی تو داد و دہش کن فریدون توئی
جب ضحاک کو قید کرکے سریر سلطنت پہ جلوہ فرما ہوا تو کاوہ اصفہانی کو سپہ سالار کرکے روم مین بہیجا
اور گرشاسف جد رستم کو ترکستان تک وہ تیس برس پہرا جس ملک کو گہیرا جب تک عمل نکیا منہ نہ پہیرا
اور جس ملک سے لڑ فتح پائی اس کارگزاری سے حکومت عراق واصفہان تا حد آذربائیجان ہاتہ آئی وس

دس سال بفر و اقبال خوب نیکنامی سے حکومت کی پہر سرای فانی سے کوچ کیا دار البقا کی راہ لی
فریدون کو نہایت الم ہوا اعیان ملک شرفای قوم سپاہ کے سردارون کو ہمراہ لیکے صاحب ماتم ہوا
نوکر ایسا چاہیے کہ جب وہ مرے خاوند عزیزون سے زیادہ ماتم کرے پہر سب مال و اسباب اوسکے
وارثون کو دیا مگر وہ درفش کاویانی فتح و نصرت کی نشانی سمجہکے آپ منگوالیا زر و جواہر بہت سا
اوسپر نصب کیا اور یہی رسم کیانیون مین جاری ہوئی کہ جسکی سلطنت کی باری آئی وہ سامان نشان
بڑہاتا گیا جب قادسیہ کی فتح ہوئی اہل اسلام کے ہاتہ آیا مسلمانون نے اوسکا جواہر اور اسباب بڑہایا
غازیون کے حصے مین آیا پہر فریدون نے قارن اور قباد پسران کاوہ کو پاس بلاکے مقرب بارگاہ بنایا
ابن المقفع کہ راوی اخبار ملوک عجم ہی تحریر اوسکی بیش و کم ہی لکہتا ہی کہ پچاس برس بعد ضحاک فریدون نے
سلطنت جب کی تو ضحاک کی بیٹی سے اوسوقت عقد کیا دو برس مین سلم و تور اوس سے پیدا ہوے
مگر جتنی بری خصلتین ضحاک مین تہین سلم و تور نے پائین نانا کی میراث سے ہاتہ آئین اور
ایران دخت کہ مخدرات عظمای فارس سے تہی اوس سے ایرج پیدا ہوا اوسکی وہ کیفیتین تہین کہ ایک جہان
اسکا شیدا ہوا **مقدمہ** لکہا ہی کہ جب ضحاک کی ذلت و خواری یعنی گرفتاری سے فریدون کو جمعیت ملی
کاوہ اصفہانی کو روم گرشاسف اور نریمان کو ترکستان کی دہوم دہام سے بہیجا جیسا قبل تحریر ہو چکا اور قارن
بن کاوہ کو چین وہان ایک بڑا زبردست پہلوان نام فیل دندان تہا اوسکا کان پکڑ کے قارن
حضور شاہ لایا اور نریمان نے مازندران سے کروش شاہ کو کہ دم نخوت و عصیان بہرتا تہا در دولت دکہایا

پهر ہندوستان مین آکے رای ہندوان کی بیٹی کو بہر کیف رام کیا روم مین جاکے بت پرستون کا
کهانا پانی حرام کیا پهر حصار سکاوند کو تہ و بالا کیا ایکدن عالم خواب مین دشمنون نے موقع پاکے پتہر
اوٹہاکے ایسا سر پر مارا کہ پهر نیند سے نہ چونکا اور جہراج شاہ فریدون نے مدد چاہی سام کو ہمراہ کیا اوسوقت
ملک بیٹون کو بانٹنا فوج کو چہانٹنا اور ماجرای قتل ایرج مین اتفاق ہی اس سے مگر لکہا

منوچہر کا حال

روضۃ الاخبار اور مروج الذہب مین لکہا ہی کہ منوچہر پسر صلبی ایرج بطن ماہ آفرید سے ہی
یہ جب بلوغ کو پونہچا تو کوئی علم و ہنر ایسا نہ تہا کہ جسمین یہ کامل نہ تہا اور عدل و داد عطا و ایداد مین
فریدون سے بہی چل نکلا سران سپاہ اعیان مملکت ترقی خواہ سب جان نثار تہے اوسکے پسینے
اپنا خون بہانے کو ہر بہانے سے طیار تہے اوسوقت منوچہر نے فوج کا جائزہ لیا طیاری کا حکم دیا یہ خبر سلم و تور کو پہنچی
خوف سے پریشان اپنی حرکت بیجا سے منفعل سر در گریبان ہو مصلحت اسی مین دیکہی کہ بہت سا زر و جواہر
اور ایلچیان طرار سخنور بہیجے کہ زبانی تقریر مین کام نکالین لڑائی کا انجام شکست ہی اوسکی طرح ڈالین القصہ
رسولان سخن سنج جواہر اور گنج لیکے منوچہر کے پاس پہونچے اوسنے حکم دیا کہ دم سحر بعد کروفر بکار [illegible]
صحرای وسیع و پر بہار دشت لالہ زار مین ہو صبح کو فریدون الاجاہ منوچہر نکلا رونق افروز ہوے چار ہزار
غلام ترک قبچاقی با شمشیرہای جوہردار قبضے مطلا زرنگار مرصع پوشش وشن پوش گرداگرد
چشم و گوش ایستادہ اور استادہ سر گہہ پر کہڑے آمد و رفت کی راہ بند دست بقبضہ تلوارین لیے اور سر راہ تمام سپاہ
صف دو رویہ باندہے خود و مغفر سر پر زرہ جوشن در بر بیت تو گفتی اختران لشکر کشیدند رباعی

زماہی تا بہ صف برکشیدند جسدم یہ سامان درست ہوا قاصدون کو طلب کیا فوج ظفر موج کو
دیکھکے ایلچیون کے ہوش و حواس گم ہوگئے بید کی طرح کانپنے لگے دم چڑہ گیا پاس پہنچے بہزار دقت و لکنت
سلم و تور کا پیام عرض کیا فریدون نے فرمایا اونسے وہ برا کام ہوا کہ بعد مرگ بہی نہ بہولیگا اور تخم
فساد اونہون نے جو بویا ہی قریب اوسکا گل پہولیگا اور منوچہر کا جو اونکو اشتیاق ہی اسکو
بہی یہان پہنچنا شاق ہی تمہارے بعد روانہ ہوگا یہ کہکے خلعتہای فاخر زر جواہر اونکی لیاقت
سے زیادہ مرحمت کرکے رخصت کیا ایلچیون نے وہان پہنچکے منوچہر کا جاہ و حشم فوج جرار
ہزار در ہزار کا خم و پیچ اسطرح بیان کیا کہ سلم و تور کا جی چہوٹ گیا امید کا سلسلہ ٹوٹ گیا
مجبوراً چار پیادہ و سوار جمع کرکے اجل کے منہ مین چلے اسطرف شاہزادہ منوچہر نے نظم

بفرمود تا قارن رزم خواہ — بدشت اندر آرد بہر سو سپاہ — سراپردہ و فرش بیرون برند
درفش ہمایون بہامون برند — بحکم شہنشاہ گردون شکوہ — بجوشید لشکر چو دریا و کوہ

جب لشکرون مین مسافت کم رہی صف کارزار آراستہ ہونے لگی دلاورون نے شمشیر گرز و خنجر کو دیکھا بہالا
کمانین چڑہائین ترکش سے تیر کہینچے نیزون کو سنبہالا عرصۂ جنگ مین قدم نکالا نامرد بہاگنے کی راہ
سوچنے لگے گہبرا کر منہ نوچنے لگے دلاوران نبرد آزما بہادران خشمگین نبرد آسا گرز و سنان
شمشیر و خنجر جان ستان سے لیکے غٹ پٹ ہوگئے تلوار سے لہو جیسے ابر سے باران ہرسو برسنے لگا
کشتون کے دشت مین پشتے ہوگئے صفحۂ صحرا کا یہ حال ہوا کہ متنفس کو گذر محال ہوا لاشون سے

مردان مبارز کی اور اجساد سے سواران دلاور کے ہامون اور گردون کو حکم تہا وہی تہا تہوڑی دیر مین لشکر
سلم و تور پایمال فتنہ و فتور ہوا یہ دونون معرکے سے فرار سرگشتہ وادی ادبار ہوے مگر قباد اور قارن نے
تعاقب کر کے حدود بلاد شرقی مین پایا پہر لڑائی سر و تن کی جدائی ہونے لگی منوچہر بنفس نفیس مانند
شیر ژیان و ببر دمان کے حملہ کرتا تہا روح سے پیکر خالی کر کے دشت لاشون سے بہرتا تہا القصہ
مطلع فلق سے مقطع شفق تک دار و گیر کی صدا بلند رہی جسوقت پیر فلک نے سلم و تور کے ماتم مین
چادر سیاہ شبرنگ اوڑہی روشنی خورشید ہی سے نیچے ہوے لشکر سلم و تور مجبور لاشون مین چہپے با امید
صبح ستارہ شماری اور درد جراحت سے گریہ و زاری کرنے لگے نظم

ہمہ شب خستگان تیغ بیداد
زہر سو نالہ میکردند و فریاد
کہ ای شب گر نہ روز رستخیزی
چرا آخر سبکتر بر نخیزی

دوسرے روز سفینۂ صبح لجۂ تیرگی شب سے ساحل افق پر آیا چہپی ہوئی سپاہ نے عذر خواہ ہو کے حلقۂ اطاعت
منوچہر کان مین ڈالا سے بلای اجل کو ٹالا تور نے چاہا کہ عذر مجہول باتین نامعقول پیش کر کے
کبر سن اور قرابت قریبہ کے وسیلے سے پہر عذر و مکر مین پناہ لی عین گفتگو مین ضرب تیغ منوچہر جنگجو سے
تور کا سر مغرور جسم سے دور ہو کے گہوڑے کے پاؤن کے پاس آیا اور قارن رزم زن نے
سلم کو حلقۂ کمند مین پہنسایا غلغلہ فتح و ظفر گوش چرخ اخضر تک پونہچا غازیان نصرت نصیب
پہلوانان مہیب نے مال و اسباب اتنا پایا کہ اوٹہ نسکا ہزارہا اطفال خرد سال رنڈیان پری تمثال
لوگون کے ہاتہ آئین بعد فتح عظیم اور قتل غنیم منوچہر بصد کر و فر [illegible] کے پاس آیا مستطاب

مطلب دلی بر ایا خلق خدا کے ساتھ باعدل واحسان زندگی بسر کی اور شب عشرت پری طلعتون مین سحر کی
اور بعض تواریخ مین نظر سے یہ گذرا کہ جب ایرج قتل ہوا تو فراق نور چشم مین نور چشم فریدون نے نذر
گریہ کیا گوشہ تنہائی مین بیٹھ رہا وہ جو ایرج کی حرم حاملہ تھی خوف سے بھاگ کے ایک پہاڑ پر پہونچی اور اوس
کوہ کو مانوشان اور انوشہران سب کہتے تھے جب لڑکا پیدا ہوا تو اوسکو بھی مانوش اور مانوچہر کہنے لگے
کثرت استعمال سے مانوچہر منوچہر ہو جب حد سن تمیز کو پہونچا تین سی تیس مرد میدان نبرد
پہلوانی مین یکتا فرد منوچہر ہمراہ لیکر سلم و تور پر شبیخون آیا دونون کو گرفتار کرکے قتل کیا باپ کا بدلا
لیا اسکے بعد فریدون کی خدمت مین حاضر ہوا باعث بے بصری پوچھا تو کون ہی اوسنے جواب دیا
ایرج کا پور قاتل سلم و تور فریدون نے فرمایا اگر تو سچا ہی دست راست میری آنکھ پر لگا کہ مجھے
ضیای چشم ہو تو مالک جاہ و حشم ہو منوچہر نے ہاتھ رکھا پردہ ہی تو تھا فوراً پروردگار نے بینائی عطا فرمائی نرگس کی
لیل و نہار نظر آئی

ذکر پہلوان سام کا اور پیدا ہونا زال سمن فام کا کراہیت کرنا کوہ البرز پر چھوڑنا پرورش سیمرغ کی

سام بعد نریمان صاحب صمصام ہوا اوسکو پروردگار نے فرزند عطا کیا بہت صاحب حسن و جمال مگر تمام جسم
مین سفید بال سام اوسکو دیکھکے آلام مین گھرا فردوسی ہمہ موی اندام او ہمچو قار قدش
راست چون سرو رخ چون بہار. الغرض نام اوسکا زال ہوا لوگون کے نزدیک بد فال ہوا سب نے
بدیمن جو کہا سام نے کوہ البرز پر اوسکو رکھوا دیا وہان سیمرغ رہتا تھا اوسنے لڑکا تنہا پڑا

جو پایا پرورش کنندۂ عالم نے محبت اوسکی دل مین پیدا کی اوٹھا لایا آپنے بچون کے پاس رکھا پالنے لگا
بچون کو بھی ہمصحبتی سے رغبت ہوگئی تھوڑے دنون مین بہت محبت ہوگئی قدرت کے کارخانے عجیب و
غریب ہین جسکو وہ پالتا ہی تو دشمن کے دل مین دوستی ڈالتا ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
آزر کے گہر سے سر نکالا موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کو فرعون نے پالا فردوسی خداوند مہر
لیجاکے سیمرغ داد نکرد او بخوردن ازان خوردہ یاد جب زال جوان ہوا ادہر کو گذر کاروان ہوا وہ اوسکو
اوسی شب سام نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہی تو نے اپنے فرزند کے سفید بال دیکھکے نفرت کی
اپنی داڑہی کی خبر نہ لی یہ چونکا آنکھین ملتا کوہ البرز پر گیا نالہ و زاری بیقراری کرنے لگا چارہ ساز
دردمندان نے اوسکے حال پر رحم فرمایا سیمرغ قریب آیا زال کا حال سب کہدیا یعنے
سوداگرون کے لیجانے کا حال سنکے سیمرغ کی منت کرنے لگا القصہ سیمرغ نے خود کاروانیون سے
زال کو لاکے سام کے سپرد کیا اور کچھ اپنے پر دیے کہ عندالضرورۃ انکو آگ پر رکھنا مین آونگا
شریک رنج و راحت ہونگا سام فرزند خوش انجام کو ساتھ لیکے شہر کی طرف روانہ ہوا قریب
جب آیا خبرداروں نے یہ سانحہ منوچہر کو سنایا نوذر کو حکم ہوا کہ مع نوبت و نشان سب پہلوان
جائین سام کا استقبال کرکے حضور مین لائین جسدم منوچہر کے روبرو پسر سام آیا آداب شاہانہ
بجا لایا گرز زرین کلاہ پر تمکین سے سرفراز ہوا ہمسرون مین ممتاز ہوا اختر شناسون سے
شاہ ذیجاہ نے زال کا حال پوچہا سب نے عرض کی اسکے طالع سے معلوم ہوتا ہی کہ پہلوانی مین لاثانی

لاثانی ہو اولوالعزم صف شکن باعث ترقی سلطنتِ کیانی ہو منوچہر نے یہ سنکے اوسیدم سند
حکومت کابل وزابل سام کو دی اور ہند کی خدمت بہی عنایت ہوئی سام نے زابل مین پہونچکے
جتنے علم وہنر اور سپہ گری کے فن ہین زال کو تعلیم کروائے اور سلطنت زابل کی سپرد کی
آپ حسب فرمان سلطان کرساران کو روانہ ہوا مہراب نام نسل ضحاک سے وہان کا حاکم تہا
بیٹی اوسکی پریچہرہ رودابہ تہی زال نے اوس سے عقد کیا آرام چین سے بسر کرنے لگا
کچھ دنون کے بعد وہ حاملہ ہوئی اور وضع حمل کا وقت آیا دائیان تہک گئین ہمت ہاری کوئی
ترکیب اور عیاری نہ چلی لڑکا اس صورت کا زبردست اور طیار تہا کہ نکلنا اوسکا دشوار تہا رودابہ ہلاکت
کے قریب ہوئی بچے کی صورت دیکہنی نہ نصیب ہوئی زال نے مضطر ہوکے سیمرغ کا پر آگ پر رکہا وہ
طائر قوی بال عہد کا سچا فوراً آ پہونچا یہ حال دیکہا ماجرا سنا خوش ہوکے کہا یہ وہ لڑکا پیدا ہوگا
جو دنیا مین بے مثل لاجواب ہوگا گردنکشان دہر کو زبردستی سے زیر کریگا اسکے دیکہنے سے
پہلوانونکا زہرہ آب ہوگا یہ کہکے اوڑگیا تہوڑی گہاس لیکے زال کے پاس آیا کہا پہلو اسکا چاک کرو اس
پہلو سے لڑکو نکالکے بجای مرہم یہ گہاس پیسکے لگاؤ **فردوسی** بیامد یکی موبد چرب دست

مران ماہرخ را بمی کرد مست
شکافید بی رنج پہلوی ماہ
بتابید مر بچہ را سر ز راہ
چنان بی گزندش برون آورید
کہ کس در جہان این شگفتی ندید
شگفت اندران ماند ہر مرد و زن
کہ آمد یکی بچہ پیل تن

سمجھونے کچھ دیکھ بہالکے رستم اوسکا نام کہا زال نے بیٹے کی تصویر کہینچکے

اپنے باپ کے پاس بھیجی جو مازندران میں لڑتا تھا یہ مژدہ سنکے تصویر کو دیکھکر بہت خوش ہوا اسات دائیاں رستم کو
دودہ پلاتی تہیں اسپر وہ شیر کا بچہ سیر نہوتا تھا بھوک کی جہانجھ میں روتا تھا جب وہ بڑھا یا تو پانچ مرد کا گوشت چبایا

بدی پنج بُد مر او را خورش — بماندند حیران ازان پرورش — کس اندر جهان کودک نارسید
بدین شیرمردی و گردی ندید — بجنبید مر سام را دل ز جای — بدیدار آن کودک اندیش رای
چو هشتش سوی پور دستان کشید — سپه را سوی زابلستان کشید — فرط محبت سے رستم کو دیکھنے کو آیا
بہت پیار کیا رستم کلیجے سے لگایا — یکی بنده ام پهلوان سام را — نشایم خور و خواب و آرام را
همه پشت زین جویم و درع و خود — همه تیر و ناوک نه ساز و سرود — سر دشمنان را سپارم بپای

بفرمان دادار برتر خدای — سام نے جشن عظیم کیا محتاجوں کو بہت کچھ دیا دفعتہً غنیم کے اوٹھنے
کی خبر آئی پھر مازندران کو روانہ ہوا مگر سام نے اپنے سامنے زال اور رستم کو سیستان میں بھیجا تھا کہ حکومت زال
کو تہی رستم لگا ایکروز رستم سوتا تھا اور شہر میں غلغلہ ہوتا تھا اسنے پوچھا یہ غوغا کیا ہے لوگوں نے کہا فیل سفید
بادشاہ کا چھوٹا ہے اسکے پکڑنے کا ہنگامہ ہے آدمیوں کو گزند ہے راہ بند ہے اسنے جلدی میں نریمان کا گرز پایا

جو کبھی کسی نے نہ اوٹھایا تھا اوسکو لیکے دوڑا — تهمتن یکی نعره زد همچو شیر — نترسید و آمد بر او دلیر
یکی گرز پولاد زد بر سرش — که خم گشت بالای که پیکرش — بیفتاد پیل دونده ز پای
تهمتن بیامد سبک باز جای — زال حال سنکے بہت شاد ہوا بند فکر سے آزاد ہوا
بفرمود تا رستم آید برش — ببوسید آن دست و بال و برش — دل سے کہا زیان کے خوف کا بلا

بدلا ہی لیگا سفید دیو کو سزا دیگا **مرگ نریمان کا حال** فریدون نے اپنے عہد مین نریمان کو مع
فوج و لشکر سفید دیو کے قلعے پر بہیجا تہا وہان نریمان مارا گیا سر پر پتہر ایسا لگا کہ جان سے بیچارہ گیا

قصہ کوتاہ زال نے رستم سے یہ کہا | بجون نریمان میان زا سفند | بروتا زیان تا بکوہ سپند

رستم یہ ماجرا سنکے سنتے ترود زانہ ہوا یہ خبر سام کو پونہچی پریشان اور بدمزہ ہوکے اپنی لڑائی موقوف رکہی
رستم کی مدد کو چلا زمانہ دراز قلعے کو گہیرا مایوس ہوکے ناکام پہر مازندران کو منہ پہیرا اور رستم کو رخصت کیا انکے
جانے کے بعد قلعے کا دروازہ کہلا لوگ آنے جانے لگے رستم نمک اونٹون پر لادکے اون شتر بختون مین گیا **فردوسی**

چو شب تیرہ شد رستم تیز چنگ | برآراست با نامداران جنگ | سوی ہر بارہ آورد روی
پس ہی دلیران پرخاشجوی | چو آگہ شدہ کوتوال حصار | برآویخت با رستم نامدار
تہمتن یکی گرز زد بر سرش | کہ زیر زمین شد سر و مغفرش | شب تیرہ و تیغ رخشان شدہ
زمین ہمچو لعل بدخشان شدہ | تمام رات رستم لڑا کشتون کے انبار ہوئے آدہی کیا دیو فرار ہوے

دم صبح سردار کا سر اوتارا جو منہ چڑہا اوسے مارا **فردوسی** | ہنر در نماندہ ستیزان گروہ
چو گشتہ چو از رزم و دیدہ ستوہ | غرضکہ وہان مکانات عجیب عجیب نظر آئے سنگ خارا مکان عالیشان انکے
گرد دیوار فولادی ہمچین گنبد طلائی شدادی [illegible] اہرا ور موتی آبدار لولوی شاہوار جڑے **فردوسی**

فرو ماند رستم چو زانگونہ دید | ز راہ شگفتی لب اندر گزید | چنین گفت با نامور سرکشان
بدینگونہ ہرگز کہ دارد نشان | ہمانا کہ حصار پا نصد ہزار | بود نقرہ ناب و زر عیار

پھر رستم نے فتحنامہ زال کے پاس بھیجا نامہ دیکھتے ہی پہلوان کہن سال نوجوان ہوگیا بیٹے کا امتحان
ہوگیا جواب مین بہت تعریف لکھی اور کہا قلعے کو جلا کے مسمار کرو اور قطار در قطار شتران بار بردار
آتے ہین اسباب بار بھیجدو رستم نے موافق تحریر بلا تاخیر شہر کو جلایا قلعے کو خراب کیا نقد و جنس
روانہ بے حساب کیا اور اس سے پہلے عرضداشت سام کو روانہ کی تھی اب یہ زر و جواہر کا ہزارہا
شتر پر بار آیا جہان پہلوان پھولا نہ سمایا مگر کہا بہادرون کے بہادر بیٹے پوتے ہین اچھون کے اچھے
ہی ہوتے ہین **فردوسی** جہان زو پر امید شد یکسر ز روی زمین تا بہ برج بره اوز
مولف روضۃ الصفا نے لکھا ہی کہ بعد قتل سلم و تور فریدون نے منوچہر کو صاحب تاج و تخت کیا
مملکت کا مالک یکلخت کیا اون دنون مدار مملکت عمدہ دولت مقرب شاہ حاکم سپاہ سام نریمان تھا جہان پہلوان
لقب تھا سفید و سیاہ مین اختیار سب تھا مروت مین مردانہ کیاست مین فرزانہ سام عالی مقام
نزدیک و دور مشہور تھا شب و روز بدل و جان کمر بستہ منوچہر کی خدمتگاری مین رہتا تھا
اور ہر ساعت وہ پہلوان دست دعا کشادہ بدرگاہ بخشندہ بے منت تضرع و زاری مین رہتا تھا
کہ فرزند رشید خلف سعید وہ مجھے عطا کر جو نیک سیرت فرخندہ خصال ہوا و بعد میرے
گھر کا وارث ہو مالک ملک و مال ہو القصہ بعد چندے ارحم الراحمین نے قرۃ العین عنایت کیا
یعنی سام کو لال مگر تمام جسم مین سفید بال کبھی جو اس صورت کا لڑکا کسی نے نہ دیکھا تھا آہ
سام کے دل مین کیا کیا خیال آئے خاطر شگفتہ پژمردہ ہوئی رنج و ملال آئے سیمرغ نام

سیمرغ نام زاہد عالیمقام دامن کوہ مین تنہا ہجوم خلقت سے جدا رہتا تہا خدا کے سوا کسی بندے
سے کچہ نکہتا تہا سام نے بالیحتاج اور اپنا لڑکا اوسکو سونپا کہ جیسے پاے مگر زاہد اسکو پرورش کرے
القصہ جب وہ سات برس کا ہوا الفت پدری نے جوش کیا سام اوسکے لیے آیا وہ خرد سال بنام زال
مشہور ہوا آثار رشد و نجابت اسکی پیشانی سے ظاہر ہوا اور اوسکی متانت و فطانت سے ایک
عالم ظاہر ہوا منوچہر کو خبر پہونچی شاہ جہان نے جہان پہلوان کو تہنیت نامہ لکہا اور اشارہ بہی
ہوا کہ جب احرام بارگاہ فلک اشتباہ باندہے بکشادہ پیشانی وہ اختر تابان فرزند نوجوان ہمراہ
ہو تا فیض تربیت شاہانہ عاطفت خسروانہ سے سعادت دارین اوسکو حصول ہو بندگان خاص
مین شمول ہو بمجرد ورود فرمان وہ فرمان بردار شہریار بحر و بر زال سے جوان بخت پسر کو
ہمراہ لیکر حاضر ہوا بعد حصول شرف آستان بوس زال خوشخصال مقبول طبع شاہ
فرخ فال ہوا اور تشریفات فاخرہ سے مالامال ہوا پہر تاکید تربیت زال سام کو فرما کے رخصت کیا
سام وطن مالوف مین آیا بعد چند گاہ ہند کو چلا نیمروز کی ساری حکومت زال کے سپرد کی عدل
اور احسان کی تاکید کی سام کے بعد زال باعث زور شور جوانی کبہی مجلس بزم کی تدبیر کرتا گاہ
دشت و صحرا مین فکر صید نخچیر کرتا ایکبار عین جوبن بہار کہ پہاڑ اور جنگل گلزار تہا سجستان سے
کابلستان مین آیا محراب نامے اوس نواح کا حاکم سام کا خراج گزار تہا اوسنے تحفہای لائق پیشکش
کرکے عرض کی بیت ہمای اوج سعادت بدام ما افتد   اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

زال خلاف مذہب سمجھکے اوسکے گہر نگیا گو اہل توحید محراب بندہ اصنام پلید تہا مگر نوازش و احسان بہم
فراوان کیا محراب نے اپنے گہر مین جا کے بعد اوسی شکر زال شمہ فضائل اور خوبی شکل و شمائل بہی بیان کی
محراب کی بیٹی رودابہ صورت و سیرت مین یادگار روزگار تہی باپ کی تقریر سے نادیدہ عاشق زال ہو گئی
اپنی لونڈیون کو بحیلہ گلچینی قریب لشکر زال ارسال کیا زال نے لونڈیان صاحب جمال دیکہکے حال اونکا پوچہا
وہ ان دام دار مطلب سب تہین اور پیام رسانی مین مشتاق لسانی مین شہرۂ آفاق جو کچہ کہ
تہین انہون نے خوبصورتی سے اپنی بی بی کا حسن و جمال مع زیب اور شوکت کا احوال بیان کیا کہ زال کو
ہو گیا غرض حیلہ کر کے پہنسا لیا اونہین کے وسیلے سے رودابہ تک رسائی شناسائی ہوئی بعد استحکام شرائط محبت
وعدہ وصلت پر جدائی ہوئی نیمروز مین پہر آیا مگر تمام روز بیقرار رہنے لگا رنج فرقت سہنے لگا مدت
کے بعد شفاعت سام اور معاینہ خرابی حال زال سے منوچہر دونون کے وصال پر راضی ہوا سام نے
کابلستان مین جا کے زال کا نکاح رودابہ سے کیا مشتاقون کو ملا دیا اور رستم دستان جسکی صفت فزون

تحریر و بیان سے ہی اوس سے پیدا ہوا **ذکر اختتام سلطنت منوچہر اور نوذر کی تخت نشینی افراسیاب کی لڑائی اسکی گرفتاری** فردوسی نے لکہا ہی

کہ جب منوچہر ایک سو بیس برس سلطنت کر چکا کاہن اور نجومیون نے آمد مرگ سے اوسکو مطلع کیا فردوسی

بپر سود تا نوذرا بد بہ پیش ورا پندہا داد زاندازہ بیش
مرا بر صد و بست شد سالیان بپنج و بہجی بہستم میان

اور پہچایا کہ مین جلد اپنے تہان چاہے مست نہونا سلسلہ نیران بر

ہاتہ سے نکھوانا اور موسیٰ پشنگ پیغمبر خدا ہی فرعون جرم نافرمانی سے غرق دریای غضب ہو چکا ہی ہم
آبرو نہ ڈبونا اور پشنگ کا پوت تجسے ضرور لڑنے کو آئیگا روز سیاہ دکہاویگا تو سام اور زال
سے مدد چاہنا اور پسر زال خرد سال بڑا پہلوان بہت صاحب اقبال ہوگا اوسکی توقیر کرنا جو کام کرنا
سمجھکے اور قتل و قصاص مین تاخیر کرنا غرضکہ اور بہت سی نصیحتین کرکے راہی ملک بقا ہوا نوذر تخت پر بیٹھا
فرمانروا ہوا چند پند پدر پر کاربند رہا چہوٹا بڑا خرسند رہا بعد ظلم و ستم کی بنیاد ڈالی خانہ خرابی کی راہ
نکالی سران سپاہ رئیس شہر عالیجاہ برگشتہ ہوگئے رعیت جور دیدہ فریادی ہوئی بی انتظامی بڑہ گئی ہوئی
اوسوقت بدحواس ہوکر نامہ سام کو بہیجا طلب کیا سام یہ ماجرا تمام پہلے سن چکا تہا کف افسوس ملکے
سر دہن چکا تہا فوراً روانہ ہوا قریب پہنچا تو اعیان سلطنت روسای مملکت استقبال کو گئے
ملاقات کے بعد تخت نشینی کے سام سے مکلف ہوئے تہمتن نامدار نے انکار کیا اور کہا نمکحرامی حلال زادون
کا کام نہین ہے عادت سام نہین اگر منوچہر کی بیٹی ہوتی تو یہ حرکت نکرتا اوسکی بہی اطاعت کا دم
بہرتا مگر اوسکو نصیحت کرونگا حرکت بیجا طریق جور و جفا سے باز رکہونگا غرضکہ سام نے از سر نو سبکو مطیع
اور فرمانبردار کیا نوذر نے ظلم و ستم سے انکار کیا سرکشون کو دہمکایا سلطنت کو پہر چمکایا خبر سلطنت
کی برہمی کی توران مین جو پہونچی پشنگ نام تور کی نسل سے تخت نشین توران زمین تہا اوسنے افراسیاب
اپنے بیٹے کو پاس بلاکے سمجہایا کہ جب تک منوچہر والی ملک تہا ہمکو اوس سے لڑنے کی طاقت نتہی اب نوذر
سے انتقام خون سلم و تور لینا ضرور ہی لکہا ہی کہ افراسیاب پہلوان بڑا زبردست جوان تہا

اور فن سپہ گری مین سر رشتہ رزم مین وہ اولوالعزم یکتا تھا جسوقت باپ سے یہ کلمے سنے تو فردوسی

بہ پیش پدر شد کشادہ زبان   دل آگندہ از کین کمر بر میان   کہ شایستۂ جنگ شیران منم

ہم اور سپہ سالار ایران منم   لیکن منوچہر کا ہمسر کوئی نہین الا جوانان تہمتن خون آشام مثل قارن

سام اور کرس کس کا نام لون یہ سب انکے ہمراہ ہین بارہا لڑے بھڑے ہین ہزارون سے نہین گھر مین طریقۂ

رزم سے خوب آگاہ ہین ہمارے پہلوان انکے مقابلے کی تاب نہ لائینگے منہ چھپا کے پیٹھ دکھائینگے

اگر چند روز اور توقف کیجے تو عین مصلحت ہی پشنگ نے کہا اس سے بہتر وقت ہاتھ نہ آئیگا بعد کار از دست رفتہ

کا ملال ہوگا پچھتائیگا افراسیاب نے باپ کو اسقدر آمادہ جو دیکھا حکم سے منہ نہ پھیرا سپاہ فزون

از شمار اور پہلوانان جنگ آزمودہ خنجر گزار ہمراہ لیکر روانہ ہوا صحرا نوردی اختیار کی نصیب نیا پانی

نیا دانہ ہوا اور شماساس و خزروان کہ یہ دونون نامی پہلوان تھے انکو سپہ سالار کیا بڑی چمک کا

لشکر طیار کیا راہ مین خبر مرگ سام جو سنی جان تازہ پائی جسدم نوذر نے سنا کہ پسر پشنگ مثل نہنگ فوج جرار

پہلوانان نامدار لیکے آ پہنچا یہ بھی ایک سو چالیس ہزار سوار کار آزمودہ انتخاب ہمراہ رکاب

لیکر بعزم رزم نکلا جب لشکرون کا مقابلہ ہوا صف کارزار طرفین سے طیار ہوئی پہلے افراسیاب

نے بر سر میدان بارمان کو بھیجا ادھر سے قباد غرق دریای فولاد پسر کاوہ گھوڑے کو کاوہ دیتا

آیا بارمان کو للکارا باہم لڑائی ہوئی بارمان نے قباد کو مارا قارن قباد کا بھائی تھا تاب نلایا گھوڑا بڑھا

دونون طرف کی فوج ہلگئی تلوار چلنے لگی فردوسی   ز آواز اسپان و گرد سپاه   نہ خورشید پیدا

پیدا نہ تابندہ ماہ ۔ تا شام خون کے دریا بہ گئے لاشون کے انبار رہ گئے رات کو طرفین کے پہلوانون نے آرام کیا
دم سحر پہر جنگ کا سر انجام کیا نوذر نے دیکہا ہزارہا بندۂ اللہ نے برسر میدان جان دی عدم کی راہ لی
پرسے گہوڑا بڑہا کر افراسیاب سے کہا ہم تم باہم لڑین دونون لشکر سیر دیکہین جسکو سر میدان یزدان
فتح دے وہ تخت و تاج لے افراسیاب گہوڑا چمکا کر نکل آیا نیزہ بازی ہونے لگی تا شام یہ نوبت ہوئی
کہ ہاتہ مین ڈانڈے رہ گئے فوج تحسین و آفرین کرتی رہی خورشید نے رخ انور کو مغرب کی طرف
کیا ہر ایک شہریار جرار سر دگاہ سے اپنے اپنے خیمے کو چلا اوسی دار و گیر مین آج نوذر کا تاج
برسر زمین آیا تہا کسی ملازم نے میدان سے اوٹہایا تہا اس شگون بد سے نوذر کو امید فتح جو تہی
وہ شکست سے مبدل ہوئی سلطنت سے یاس حاصل ہوئی شب کو یہ صلاح ہوئی کہ بیٹون کو فارس
روانہ کیجیے دو دن لڑائی سے مہلت لیجیے کوئی بہانہ کیجیے افراسیاب سے دو دن کا عذر کیا وہ ٹال گیا
پہر طوس اور گستہم کو قارن کے ساتہ فارس کی طرف رخصت کیا دو دن کے بعد جنگ کی طیاری ہونے لگی
گرم بازاری ہوئی نوذر تاب جنگ نلایا حصار بند ہوا گرفتاری کا زمانہ نزدیک آیا افراسیاب نے
چار طرف سے قلعے کو گہیرا اور قارن کے تعاقب مین بارمان کو روانہ کیا نوذر سمجہا کہ فوج افراسیاب کی
ہمراہ کم رہی شب تیرہ و تار مین قلعے سے فرار ہوا فورا اس حال سے افراسیاب خبردار ہوا نوذر کے سراغ مین
سوار ہوا رات بہر آگے پیچہے دونون چلے جسدم تاجدار زرین کلاہ غیظ سے تخت زرنگاری پر تہرانے لگا
ایک نے دوسرے کو پہچانا اپنا بیگانہ نظر آنے لگا لڑائی شروع ہوئی کچہ جان سے گئے کچہ فرار ہوے اور

ہزارون نوذر کے ساتہ گرفتار ہوے	شب تیرہ تا شد بلند آفتاب	بہ پیوست با نوذر افراسیاب
زگرد دلیران جہان تار شد	سرانجام نوذر گرفتار شد	سپے راہ جستند و بگریختند
بدام بلا در نیاویختند	بہ بندش درآمد ہزار و دویست	تو گفتی کہ شان در جہان جای نیست

وہان بارمان نے قارن کو گہیرا اوسنے نیزہ پکڑ کے منہ پہیرا بارمان کو جان سے مارا شاہزادہ نکو ہیچ و

سالم فارس مین جا اوتارا فرد	چو افراسیاب این خبر را شنید	ہمہ پشت دستش بدندان گزید

پہر شماساس اور خزروان دونون پہلوانونکو تیس ہزار سوار یکتای روزگار دیکے افراسیاب کابل اور زابل کی طرف بہیجا آپ ایرانکا مالک ہوا جسدم سواران نامدار دونون سپہ سالار کا کابلستان مین گذار ہوا

رستم کے اوندنون چیچک نکلی تہی مگر زال آمادہ کارزار ہوا فرد | دمان زال پوشید ساز نبرد

باسپ اندر آمد بکردار گرد	سپاہش نشستند بر پشت زین	سر پر ز کین ابروان پر ز چین
پس آنگہ خروشید زال دلیر	بجنگ اندر آمد بکردار شیر	بدست اندرون داشت گرز پدر
سرش گشت پر چشم پر خون جگر	بر و حملہ آورد چون اژدہا	بمیدان درون تنگ کردش رہا
بزد بر سرش گرزہ گاو رنگ	زمین شد ز خون ہمچو پشت پلنگ	خزروان کو سر میدان مارا اور

شماساس کو ڈانٹکے للکارا وہ تو خوف سے بہاگا فوج بجون اگند پراگندہ فرار ہوئی زندگی دشوار ہوئی ناگاہ اس جانکاہ کی خبر افراسیاب کو ہوئی مثل مار دم بریدہ بر خود پیچیدہ ہوا اور توبس

پہلا نوذر کو قتل کیا فرد	بزد گردن نوذر تاجدار	تنش را بخاک اندر افگند خوار

سات برس ایران کی سلطنت نوذر نے کی پہر افراسیاب کی نوبت آئی وہ مملکت پائی بعد قتل نوذر
پر شہر پارس کو چلا کہ طوس اور گستہم کو گرفتار کیجیے ذلیل و خوار کیجیے وہ طفل جفا دیدے پدر خستہ جگر
یہ خبر سنکر سیستان کو چلے کہ جہان تو پہنچے زال یہ حال دریافت کرکے پیشوائی کو گیا بہت اعزاز
اکرام سی دونون کو لایا تسکین و تشفی کرکے جای بیخوف مین ٹہہرایا فوج شکست خوردہ نوذر کی زال
کے پاس جمع ہوئی اونکی بہی دلداری کی ساز او رسامان سے مددگاری کی لیکن فکر یہ ہوئی کہ
نسل کیان سے کوئی سرو روان اگر ہاتہ آئے تو بوستان خزان دیدہ سلطنت شاداب ہو یا اب
تاب ہو جائے پہر افراسیاب سے نوذر کا انتقام لیجیے خورد و خواب حرام کیجیے طوس اور گستہم بہی
خردسال تہے اس باعث سے زال کو یہ خیال تہے القصہ اغریث برادر افراسیاب کہ
خلق و مروت ہمت و شجاعت مین وحید عصر تہا تجویز ہوا ایلچی صبا رفتار خوش تقریر بہیجا اور نامہ اس
مضمون کا تحریر کیا کہ لشکر عظیم الشان بیحساب ہر ایک جوان جنگ دیدہ بہر آزمودہ انتخاب جمع ہی
قدم رنجہ فرمانے کی دیر ہی افراسیاب پست سے سیر ہی مملکت ایران مین آپکا عمل ہوگا افراسیاب کی
سلطنت مین خلل ہوگا یہ مژدہ سنکے دوری سے ملک کی چاہ مین تا بابل آیا کسی نے اس حال سے مفصل
افراسیاب کو خبر دی سنتے ہی اوس خونخوار کی انکہون مین خون اوبل آیا مع فوج وہ مبہوت بیرو روت تا
جا پہنچا اوس بہرہ جبین پر تمکین کو قتل کیا یہ حکایت زال خجستہ خصال نے سنی عداوت دونی ہوئی بعد تفحص و
تجسس سلم کا پتا طہماسپ کا پوتا ہاتہ آیا اور اسکا نام پیشدہ اہر تہا کی ڈانک مین وہ فی احتشام تہا

ال نے قارن نامدار کو روانہ کیا وہ رزار و جار رو کو لایا سلطنت کی روشنی ہوئی بادشاہ بنایا نوذر کو مرگ منوچہر

اور سلطنت نوذر پسر پشنگ کا بھیجنا افراسیاب کا آنا نوذر کی گرفتاری ایران کی خواری

اور تاریخ معجم مین رقم ہی کہ ابن المقفع جو مؤلف اخبار ملوک عجم ہی اوسنے لکھا ہی کہ جب ایالت اقلیم عالم اور کفالت مصالح بنی آدم نوذر پر مقرر ہوئی وہ نہایت خویشتن داری اور غایت کم آزاری سے سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا انتظام نکر سکا اس سبب سے امارت کی عمارت بیٹھی اور اقبال کے زوال نے فتنہ خوابیدہ کو جگا دیا فساد کو اوٹھایا نظم نہ شاہ و نہ سالار لشکر بود

کہ نازک تن و ناز پرور بود	ترا افسر و گنج و تخت بلندی	حرام است گر سر ببالین نہی

اور حافظ ابرو لکھتا ہی کہ جب خبر رحلت منوچہر توران مین پہونچی اون روزون پشنگ کو ترکستان کی حکومت تھی اوسنے اپنی اولاد کو جمع کرکے کہا کہ اِنَّ بُلُوغَ الْآمَالِ فِیْ رُکُوبِ الْاَھْوَالِ وَالْفُرَصُ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ وَالْقُعُودُ مِنْ اَخْلَاقِ الْعَاجِزِ وَالْقَنَاعَۃُ مِنْ طَبَائِعِ الْبَہَائِمِ خوف و خطر مین آنا پہونچنا ہے طرف مراد کے اور وقت و ساعت روندہ ہی مثل ابر و باد کے اور ایک جگہ بیٹھنا عاجزون کا کام ہی اور قناعت طبائع بہائم یعنی بیل گای کی خصلت ہی دوام ہی بیت کسی بگردن مقصود دست حلقہ کند کہ پیش تیر بلاہا سپر تواند بود مرد قوی رای صاحب عزم اولو العزم طالب جاہ و دولت یا خواہش عزت و حکومت سے کسی وقت مین باز نہین رہتا اور جسکو کم ظرف پست حوصلہ کہتی عنقا بلند پرواز سے مساوی نہین ہوتا یہ ٹھکانا ہی کہ مصاحب جنگ مصیبت سفر اختیار کرو وقت فرصت ہاتھ سے نہ دو سلم و تور کا کینہ دیرینہ منوچہر

منوچہر کی اولاد سے لوا نہین افراسیاب فرزند رشید خلف سعید پشنگ کا ہتا کبہی باپ کے حکم سے
منہ نہ پہیرا تہا اور سابق ازین ایران مین جا کے منوچہر کو گہیرا تہا اسنے ورنگ اپنی سہر خردی کے
واسطے اس کام کا بیڑا اوٹہایا چار لاکہ سوار پیادہ لڑائی کا آمادہ ہمراہ لیکر ایران کی طرف آیا
جب تواتر یہ خبر ایران مین پونہچی ویسون نے سام کو اس ماجرے سے آگاہ کر کے طلب کیا سام جناح
تعجیل پر بہ سبیل یلغار نوذر کی خدمت مین حاضر ہوا اور جو طریق نصیحت شاہانہ ہوتا ہی اوسطرح
پند مشفقانہ کر کے خلاف حرکات کا مانع ہوا اور طیاری لشکر کو اجازت لیکر نیمروز کو روانہ ہوا وطن پہونچکے
سپاہ مرگ مین گہر اجیتا پہر نہ پہرا یہ تو دار البقا کو راہی ہوا ایران تیغ فنا او تختہ مشق تباہی ہوا نوذر
مبتلای الم مشغول نالہ و فریاد ہوا افراسیاب یہ مژدہ سنکے بہت شاد ہوا اور بجلدی تمام افراسیاب
جسطرح نشیب کی طرف سیلاب جاتا دریا کی راہ سے ناگاہ آیا اور نوذر خستہ جگر ری سے
مازندران مین لشکر لایا جب دم مقابلہ ہوا صف کارزار طیار ہوئی سفیر تیر تو اطرفین سے پیام
اجل دلیرون کے کان مین پونہچانے لگے نامردنہ تو چہکے سر کہجانے لگے بہادران صف شکن بیلان
سپاہین بدانتہ تمام زخم شمشیر و خنجر لپٹ لپٹ کر جسم و خنجر پر کہانے لگے پہلے ترکون سے بارمان نکلا
اودہر سے قباد نوجوان نکلا ساغر زیست بادہ اجل سے لبریز ہو چکا تہا زخم شمشیر تیز بارمان نے جام اجل پلایا
قارن سپہرگاہ جو اسکا بہائی تہا اوسنے بڑی کوشش کی قریب تہا کہ افراسیاب کا حال خراب ہوا
مگر دفعتہ ابر تیرہ و تار آیا کہ روز روشن شب تاریک سے تیرہ تر ہوگیا اندہیرا افراسیاب کی سپر ہوگیا

خو [illegible] لشکر راہ ٹٹولتا اپنے خیمون مین پہر آیا جب نوذر کو آثار شکست نظر پڑے
طو [illegible] فارس کو روانہ کیا کہ ناموس کو والبرز مین پونہچا نا یہ حال فراسیاب
کومع [illegible] زمان کو مع فوج تعاقب مین راہی کیا وہان تو بارمان کو قارن نے
جان ج [illegible] س فرار ہوا یہان نوذر گرفتار ہوا افراسیاب نے چاہا کہ اسکو نے دریغ
تتیغ کرے [illegible] بہائی شفاعت خواہ ہوا جان بچ گئی مگر قید رہے اور اغریرث سے کہا
قلعہ ساری مین اسارا کو سے جا حفاظت کرنا مگر نوذر کو قتل کیا اسکا سبب یہ ہوا کہ جب شاہ ترکان نے جنگ
جیحون سے کیا تو تیس ہزار سوار دو سپہ سالار سجستان کو بہیجے کہ دلیران نامدار یلان خنجر گذار نیمروز آکے
نوذر کی شرکت نکرین اور نیمروز مین مطلع صاف تہا کہ سام مرچکا تہا زال ملک کے بندوبست کو نکلا تہا وقت
محراب وہان تہا جب وہ سوار داخل ہوئے محراب حیلہ سوچا الحرب خدعۃ کہ بہت سا مال اور اسباب
بطریق پیشکش سپہسالارون کے پاس بہیجا اور کہا مین ضحاک کی اولاد سے ہون مجبوری سے نسل فریدون کی
اطاعت کرکے منتظر وقت تہا الحمد للہ کہ جلد دعا نے تاثیر دکہائی سلطنت ہمارے شہریار کے قبضے مین آئی بندہ
فرمان پذیر خدمتگار ہی عنایت خسروانہ کا امیدوار ہی اور فورا پوشیدہ یہ حال زال کو لکہا وہ مثل برق
خاطف اسکے سر پر آیا سبکو قتل کیا مگر وہ دونون سردار فرار ہوکے افراسیاب کے پاس بدحواس پہونچے
ماجرای گذشتہ قتل کا ہنگامہ بیان کیا اوسکو جو غیظ آیا نوذر کو قتل کیا سات برس نوذر نے
سلطنت کی لقب اوسکا آزادہ ہی اور فارسی ایک لغت اسکو کم بخت کہتے ہین چند فرزند

خداوند اخبار کسری و جم	چنین کرد ذکر ملوک عجم	که بعد از منوچهر والا جناب
چو شد سلطنت حق افراسیاب	درشتی و بدخوئی آغاز کرد	در فتنه بر مملکت باز کرد
اگر فتنه ورزید اگر مهر داشت	نظر بر خلاف منوچهر داشت	تاریخ معجم مین لکھا ہی کہ جب ظلم و

تعدی افراسیاب کی حد سے گذری کشواد اور بقیہ پہلوانان پیشداد باہم مشورہ کرکے کہنے لگے کہ بے تحریک سلسلہ
خنجر و شمشیر یہ ظلم کی زنجیر جو گلوگیر ہی قطع نہوگی اور قارن خوش تدبیر کی مصلحت یہ ہوئی کہ قاصد اغریرث
پاس بھیجو وہ ایرانیون سے محبت رکھتا ہی اور لکھو کہ قیدیون کو رہا کرے یہان قدم رنجہ فرمائے تا شرط
خدمت بجا لائین اپنا حاکم بنائین سبنے اس بات کو پسند کرکے ایلچی روانہ کیا نامہ بر یہان پہونچا اغریرث حال
سے مطلع ہوا جواب دیا کہ اگر زال فرخ فال اس طرف کو آئے تو اس عہد کا امر انجام بے تکلف ہو جائے
پیامبر نے جواب با صواب آکے دیا اون لوگون نے زال کو آگاہ کیا جہان پہلوان یہ سنکے بشاش ہوا پہر کہا وہ
کون ہی جو اس مہم کا متکفل ہو یہ امور ہی آئے حاصل ہو کشواد نے با دل شاد یہ مقدمہ قبول کیا زال
نے کچھ فوج ہمراہ کرکے روانہ کیا جس دم اغریرث نے کشواد کی آمد سے آگہی پائی حسب وعدہ قیدیون کو
رہا کیا خود بھی کاربستہ لیا کشواد کی تمنا برائی اون سبکو ساتھ لیکے زابلستان مین آیا زال کو مسرت تازہ
حاصل ہوئی سران سپاہ نے پیشوائی کی بعد از ملاقات و حرف و حکایات سبنے باہم نوذر کا ماتم برپا کیا

دریغا که سلطان کشور نماند	دریغا که شهزاده نوذر نماند	دریغا که خالی شد از شاه تخت
دریغا که شد ملک شوریده بخت	اسی عالم مین خبر پہونچی کہ افراسیاب نے اغریرث اپنے بھائی کو بعلت رہائی	

اسیران جان سے مارا غضب تازہ برپا کیا اوسکے ہر عضو کو مثل حروف تہجی جسم سے جدا کیا یہ خبر موحش
سنکے آتش خشم و غضب کا نون سینہ مین زال کے شعلہ زن ہوئی شدت سے حزین و ملول ہوا جابجا
فوج کو نامے لکھے اسباب حرب جمع کرنے لگا سامان جنگ و جدال مین مشغول ہوا بیان

سلطنت نوذر و افراسیاب کا فرار پھر مرگ نوذر و حکمرانی کرشاسف

افراسیاب چڑھائی رستم کی لڑائی

بروز ہمایون و نیکبخت بیامد برآمد بر افراز تخت سے پہلے
پارس کو تسخیر کیا پھر افراسیاب کی تدبیر مین ہوا وہ تاب جنگ نہ لایا بھاگ گئے توران مین پشنگ کے پاس آیا
پانچ برس نوذر شور سے سلطنت کی زیادہ مہلت اجل نے نہ دی کرشاسف اوسکا بیٹا بعد پدر سریر سلطنت پر
جلوہ گر ہوا ایسکہ نہ خرد سال تھا طبع پارس کا حکمران زال تھا اور پشنگ بسبب قتل اغریرث افراسیاب سے
تنگ تھا اسقدر بیزار تھا کہ اوسکا منہ دیکھنا ناگوار تھا جس دم پشنگ نے سنا زو کی شمع حیات صرصر فنا سے گل ہوئی
سلطنت کی روشنی اندھیرے سے بدل بالکل آئی کرشاسف لڑکا کم سن ہی فرصت کا دن ہی افراسیاب
کو روبرو بلایا بالتفصیل مصاف کی تدبیر صاف کی فردوسی کے لشکر ساخت افراسیاب ز دشت سپنجاب
تا رود آب برآمد ہمہ کوہ برزن بجوش زایران برآمد سراسر خروش ایران کے رئیس صاحب جاہ و دول
زال کے پاس گئے افراسیاب کا پیچ و تاب لشکر کا حساب بتایا زال نے کہا ایک بار رستم نامدار کو بھیجونگا لطف

پر رستم چنین گفت کامی پلیتن	ببالا سرت برتر از انجمن	یکی کار پیش است و رنج دراز
کزین بگسلد خواب و آرام باز	چگونہ در رستم بدست نبرد	ترا نزد شیران پرکین و درد

چنین گفت رستم بدستان سام کہ من سستم مرد آرام و جام زال خوش اقبال خوش ہوا رستم نے
اسباب حرب طلب کیا گرز سام اوس پیل تنکنام کو دیا سبک زمین سے اوٹھا لیا پھر زال طویلہ شاہ مین لایا
رستم نے جس گھوڑے کی پیٹھ پر سے کھڑے ہاتہ رکھا وہ بیٹھگیا اس عرصے مین ایک گھوڑی سامنے سے آئی اور وہ
بچھیرا جو ابلق ایام کی نظر سے نکلا تھا پیلتن سینہ کشادہ شیر گردن ساتہ لائی رستم نے چاہا کہ اوسکو روکے نگہبان
اوسکا روکے چلایا کہا یہ گھوڑا نہین دیو کا بچا ہی میرا قول سچا ہی رخش نام ہے اسکی ماں خون آشام ہی
جسنے اسکو چھوا اوسنے زار و زبون کیا ہی بہتون کا خون کیا ہی یہ سنکے فردوسی

بینداخت رستم کیانی کمند
سر رخش آورد ناگہ ببند
بیامد چو شیر ژیان مادرش
همیخواست کندن بدندان سرش
بغرید رستم چو ببر دمان
ز آواز او خیرہ شد مادیان

غرضکہ رستم نے اوسکو گرفتار کیا خوش ہو کے پیار کیا شعر

زمین اندر آورد گلرنگ را
سر رخش سیر شد کینہ و جنگ را

جب گھوڑا ہاتہ آیا سامان جنگ سے فراغ پایا لشکر انبوہ وہ پر شکوہ
لیکے افراسیاب کے مقابلے کو چلا دو دن کے بعد زال کو تاب نہ آئی بیقرار رستم کے پاس وہ با وقار آیا زال کو
سلطان خرسال کی طرف سے تشویش تہی کہ کسینے خوشخبری سنائی یعنی نسل فریدون سے ایک شاہزادہ
عالیجاہ نیک نہاد کیقباد نام کوہ البرز مین ہی ایسا ذی شوکت عالی ہمت با عدل و داد نظر نہین آیا

یہ مژدہ سنکے فردوسی

برستم چنین گفت فرخندہ زال
کہ برگیر کوپال و بفراز یال
برو تازیان تا بہ البرز کوہ
گزین کن یکی لشکری ہم گروہ
ببر کیقباد آفرین کن یکی

بکن پیش او پر زرنگ آمدی	بگویی که لشکر ترا خواستند	همان تاج شاهی برآراستند
تهمتن بمژگان زمین را برفت	چو زال زر این داستانرا بگفت	برخش اندر آمد همانگاه شاد

گزاران بیامد بر کیقباد

اتفاقاً کیقباد کوہ البرز سے اوتر ایک ٹیکرے پر بیٹھا سیر کرتا تھا سامنے رستم پر نظر پڑی عجب زبردست پہلوان عجیب اسپ ہی پیکر بادرفتار دو تین ہمراہ وہ گزرگران جانستان کیقباد کو خواہش ہوئی کہ اس جوان سے ہمداستان ہو آواز دی کہ اس صبا رفتاری برق کرداری سے مطلب کیا ہی رستم نے جواب دیا شہریار کیقباد کی جستجو ہی سرعت کا سبب اوسکی آرزو ہی قباد نے فرمایا جو تم ہمارے پاس آؤ تو نشان بتا دیں یا بلا دیں

فردوسی

قباد نے رستم کی بہت تعظیم و تکریم کی	چو بشنید ز ایشان نشان قباد	تهمتن ز رخش اندر آمد چو باد
	دگر جام باده برستم سپرد	بدو گفت کای نامبردار گرد
بپرسیدی از من نشان قباد	تو این نام را از که داری بیاد	رستم نے کہا ای فرخندہ خصال میرا پدر زال
مرا گفت و تا به البرز کوه	قباد دلاور گزین با گروه	بگوییش که گردان ترا خواستند
سر تخت شاهی بیاراستند	ز گفتار رستم دلیر جوان	بخندید و گفتش که ای پهلوان
ز تخم فریدون منم کیقباد	پدر بر پدر نام دارم بیاد	چو بشنید رستم فرو برد سر
بخدمت فرو بست زرین کمر	که ای خسرو خسروان جهان	پناه دلیران و پشت جهان
سر تخت ایران بکام تو باد	تن زنده پیلان بدام تو باد	القصہ قباد نے وہ جام جو دیا تہمتن

نے پیا اختلاط ہونے لگا پھر قباد نے جو خواب میں دیکھا تھا وہ رستم سے بیان کیا

فردوسی

عرض کی جلد سوار ہوجیے فوج و لشکر طیار	زمار و ز تاج فرزان چو ماہ	تہمتن چو بشنید آن جواب شاہ

ہی فقط شاہ خجستہ نہاد کا انتظار ہی غرضکہ رستم کیقباد با خاطر شگفتہ و شاد وہان سے راہی ہو کے سرحد
ایران مین پہنچے قلون نام پہلوان کرشاسف کی طرف سے وہان تہا انکے آنے سے آگاہ ہو کے مسلح
ہو کے سد راہ ہوا اور نیزہ رستم کو مارا اس نامدار نے چہینکے جو وار کیا ڈانڈ سمیت سینے کے پار کیا قلون مثل تخت ر
واژون سرنگون گرا جان دی ہمراہیون نے راہ گریز لی پہر دونون نامدار عالی جاہ ان کو صحرا مین پوشیدہ
رکہتے رات کو مانند ماہ از شام تا پگاہ راہ طی کرتے زال کے پاس داخل ہوئے ایک ہفتہ پسر سام نے اوس ماہ دو ہفتہ
کو خفیہ رکہا مہمانداری کی بعد موبدون کو جمع کر کے بساعت فرخ و روز سعید تخت پہ بٹہایا سلطان کیا ایران [illegible] کیا

تخت پہ بیٹہنا کیقباد کا رستم کی لڑائی شکست کہانا افراسیاب بانی بیداد کا پشنگ کا پیام صلح قباد کا ماننا

جب کہ قباد والاتبار فرمان روا ہوا چند ساز و سامان کی درستی مین تامل کیا پہر بعزم رزم صحبت بزم سے
سوار ہوا لشکر اتراک سے دوچار ہوا پہلے جو صف شکن میدان مین نکلا وہ قارن تہا اور افراسیاب کی
طرف سے شماساس بد جو اس آیا قارن نے سر میدان للکار لیا جہٹ پٹ مار لیا رستم کا جی کلبلایا
زال سے کہا مین افراسیاب کو طلب کرتا ہون اوسکا مقابلہ کرتا ہون زال نے جواب دیا وہ گرگ باران دیدہ
تو طفل نارسیدہ ہی اوسکو بلا زور آزما رستم نے کہا یزدان مددگار ہی ہم جنگ سے خیال خام بیکار ہی
یہ کہکے رخش کو ٹہکرایا مثل برق چمککر فوج کے دل بادل سے نکل آیا اور افراسیاب کو آواز دی

ہم کم رستم کو دیکھا پھر کہا تجسے ہتیار کرنا ننگ ہی سر میدان باندہ لیجاونگا
ہم بہی گرز ہاتہ سے رکھدیا باہم زور آزمائی ہونے لگی افراسیاب نے ہر چند
ہا گاوِ یل ارجمند نے کمربند مین ہاتہ ڈالکے مثل پر کاہ پشت زین سے اوٹھالیا
ے غلغلہ تحسین و آفرین ہونے لگا رستم نے چاہا اسی طرح اس بانی فساد کو پیش
پا بلبستی دکہا مگر رشتہ حیات اوسکا مضبوط تہا دوال ٹوٹ گیا وہ چھوٹ گیا

ندرا و پر و جنگ	جدا کردش از پشت زین پلنگ
ش یاد	بچنگ سپہدار جنگی سوار
اندر آمد تنش	سواران گرفتند گرد اندرش

ہمی خواست بردن به پیش قباد
بیامد دوال کمر نامدار
جسدم پیلتن کے ہاتہ سے

ی مین گرا مانند ماہی آب بہت پیچ و تاب کہایا لشکر نے ہجوم کرکے بچایا دونون طرف کی
ن و سر جدا ہونے لگے رستم نے اوس روز جنگ عظیم کی ہنگامہ محشر بپا ہو گیا دریا دشت و
ڑا مین سیل خون روان تہا موج زن تلوار کا گہاٹ تہا دریا مین لاشے پٹ گئے تھے

ند کنا طرا آتا تہا نہ پاٹ تہا	**فردوسی**	ہزار و صد و شصت مرد دلیر

بجنگ رستم شد کشتہ از دست شیر | افراسیاب خفیف بادل تنگ پشنگ کے پاس گیا شکست کا حال کیقباد

کا فر و اقبال بصد حسرت و یاس بیان کیا اور ذکر رستم مین ہزار الم یہ تقریر کی **فردوسی**

سواری پدید آمد از نسل سام	که دستانش رستم نهادست نام

بیامد بسان نهنگ دژم

کہ گفتی زمین را بسوزد بدم	بزد دست اندر کمر بند من	تو گوئی کہ بگسست پیوند من
چنان برگرفتم ز زین خدنگ	کہ گفتی ندارم بیک پشہ سنگ	کمر بند بگسست و زرین قبای
ز چنگش فتادم نگون زیر پای	بدان زور ہرگز نباشد ہژبر	دو پایش بہ خاک اندر و سر بابر

اب صلح کے سوا چارا نہین مجکو اور فوج کو اون سے لڑنے کا یارا نہین پشنگ نے جب یہ حال مفصل سنا
بہت سا سر دہنا پیٹا افراسیاب کا رستم جی چہوٹ گیا رشتہ امید فتح ٹوٹ گیا پیران ویسہ
کو سپہ سالار اور نامہ دار کیا اس مضمون کا نامہ لکہا کہ سلم و تور نے جو ایرج مغفور سے کیا منوچہر
نے اوسکا بدلا لیا پہر افراسیاب نے کینہ سلم و تور منوچہر کے پوتے سے نکالا تا کی یہ فساد برپا رہیگا
ایک جہان کشتہ شمشیر ہوا ابہی تک لڑنے سے جی نہ سیر ہوا اب تک لہو کا دریا بہیگا لازم ہی
کہ ہم تم بر سر صلح ہو کے تقسیم قدیم پر راضی رہین باقی ماندہ خونریز نکہین جو ملک ایرج کو فریدون نے
تا کنار جیحون دیا تہا تم لو اسطرف کی حکومت ہمکو دو گو طرفین سے قتل و خونریزی کی کد ہی اگر
خیال کرو تو ہمارا تمہارا ایک جد ہی جب دم یہ نامہ پیران ویسہ کیقباد کے پاس لایا رستم تو راضی
نہوا مگر زال و محراب نے مشورہ کرکے فیصلہ کر دیا القصہ صلح کے بعد کیقباد نے اوس
عدل و داد کے ساتہ سلطنت کی کہ خلقت فریدون کا نام بہول گئی جب ہنگام اجل آیا طاقت
جل دہی ہوش و حواس مین خلل آیا چار بیٹے تہے کیکاوس آرش روم آرین تاج و تخت تو
کاوس کو دیا سلطنت کا مالک کیا اور بیٹون کو اطاعت کی تاکید کی مملکت فریدون کیطرح نہ بانٹی

زاب کا حال گرشاسف کا ذکر کیقباد کا آنا رستم کی لڑائی بموجب تحریر محققین و ائمہ تاریخ حافظ ابرو کی یہ گفتگو ہی کہ جب زاب جسکو فردوسی نے زو لکھا ہی افراسیاب سے

لڑنے لگا تو یہ نقشہ ہوا کہ صبح سے تا شام ہنگامہ رستخیز اور مقابلہ و مقاتلہ قیامت کا قیام رہتا تھا بعد
غروب خیمون مین آتے سوتے مین چونک چونک جاتے سناٹے مین صدای دار و گیر و تلوار کی برتن کی سن سن
تا فلک اثیر بلند رہی نوبت باینجا رسید کہ قحط عظیم ہوا سبکا حال سقیم ہوا طرفین سے دوبدو یہ گفتگو
ہوئی کہ ہمارے ظلم و ستم سے یہ روز سیاہ پیش آیا ناحق کی خونفشانی نے قحط و گرانی کا منہ دکھایا
اس تقریر کے بعد سالار ترکان نے جنگ ترک کرکے تورانکی راہ لی کسی منزل پر قیام کرنیکی مجال نہ کی

بتوران زمین رفت افراسیاب	جہان جملگی شد مقرر بزاب
تا بر و برس پنج و چہل بعد ایران	

مین افراسیاب کا عمل نہ تھا افراسیاب کے معنی جناح طاحونہ یعنی چکی کا پاٹ لکھے ہین اور زو و زوراع
بھی اسکو کہتے ہین جسدم ایران زاب کے قبضے مین آیا اسی برس کا سن تھا اسنے تعمیر پیرایہ
جو جو خرابی لشکر بیگانہ سے ملک مین واقع ہوئی تھی سبکی اصلاح کی مستحق اور ضعفا درویشون کو غنی کیا
محتاج فقرا کو اشرفی روپیا دیا سات برس رعیت والون سے محصول و خراج نلیا نہرین جو افراسیاب
نے بند کی تھین اونکی طیاری کی پانی جاری کیا کھانے وہ وہ لطیف دلپذیر طبیعت سے اختراع
کرکے پکوائے کھائے اور کھلائے جو کسی کے دیکھنے سننے مین نہ آئے تھے اور جو غنیمت عرب حاصل کی
فوج کو بخش دی ایک کوڑی خزانے مین نہ جمع کی تین برس سلطنت قبضے مین ہی جسدم مرگ قریب پہنچی گرشاسف

گرشاسف بن یامین بن یعقوب علیہ السلام کا نواسا اسکا بھتیجا تھا سلطنت اوسکے سپرد کی او مفاتیح العلوم میں یہہ مرقوم ہی کہ زاب اور گرشاسف باہم سلطنت کرتے تہے اور طبری کی یہ تحریر ہی کہ گرشاسف زاب کا وزیر ہی اور تاریخ معجم میں یہہ رقم کیا ہی کہ زاب کے بعد تیس برس تک گرشاسف بادشاہ ہی

مگر پیشدادیوں کی حکومت کا گرشاسف تک انتہا ہی پہر کیانیوں کا سلسلہ چلا ہی بیان کیقباد والا نژاد کا افراسیاب سے لڑائی رستم کی جرات نمود آزمائی اور فتح کیانیوں سے

پہلے جو بادشاہ ہوا بالاتفاق وہ کیقباد نیک نہاد تہا کی جسکے معنی پہلوی زبان میں جبار ہین بیت

جهاندار والا گہر کیقباد
نشسته بود بافر و آئین و داد

منوچہر کی نسل سے تہا گرشاسف کے بعد زال نے بڑی جستجو سے پایا تاج شاہی اپنے ہاتہ سے اوٹہاکے سر پر رکہا سریر سلطنت پر بٹہایا قباد لشکر کی سپہسالاری سپاہ کی سرداری رستم دستانکو دی اور در انعام خاص و عام پر کہولے لگے جنگ

افراسیاب پر کمر باندہی
سپاہی ز بحر موج سیل رفتار
سپاہی ابر سیر کوہ دیدار
سپاہی ز شمار اختر افزون
سپاہی ز حساب عقد بیرون

جمع کرکے رستم زابلی مجرب کابلی قارن پیل تن کشواد صف شکن سے ہمراہ کی اور آپ تمام پہلوانان ایران بصد شوکت و شان ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکے اونکے بعد چلا او سالار ترکان یہہ خبر سنکر لشکر مصرع

زیادہ ز مور و فزون از ملخ

لایا تاریخ معجم میں لکہا ہی کہ جب صفیں آراستہ ہو چکیں تو رستم پیلتن گرز کوہ شکن بانستان ہاتہ میں لیکے سمند میدان نکلا اور جوہر جلادت فن سپہگری

ابن جستی اور جلوہ گری سے دکہایا کہ افراسیاب کا حوصلہ بلند پست ہوا صلح کا بندوبست ہوا اور قباد بہی بہت ترحم آیا فرمایا کہ تمس دشمن مقہور راہ عذر ورے اگر نہ سنئے تو وہ دن دیکہے کہ تلافی جسکی ممکن نہو القصہ بعد فتح افراسیاب ملک بیحساب قبضے مین آیا سران سپاہ پہلوانان زرنجواہ

کو خلعتہای گرانمایہ عطا فرمائے	درم داد و دینار و تیغ و سپر	کرا بود در خور کلاہ و کمر
بیاراست پیلان گردون شکوہ	نگاور چو ابر و تن اور چو کوہ	یکی جامۂ شہریاران بزر
زیاقوت پر کردہ و در گہر	فرستاد نزدیک دستان سام	کہ بخشش مرا زین فزون بود کام
اگر باشدم زندگانی دراز	ترا دارم اندر جہان بی نیاز	رستم نے دست ادب باندہکے
زبان دعا و ثنا مین کہولی نظم	لبم براہی زمین بوس درگہ شاہست	اگرچہ سرے ز تفاخر بر اسمان دارم
وگرچہ پایہ گردون فزود قدر نشست	چو بندگان سر خدمت بر آستان دارم	وہان سے فارس مین

آکے ایک سو بیس برس سلطنت کی جیسا کہ شیوہ مقبلان و سنت صاحب دولتان روشندل ہی او سطح پر عدل کی داد دی نیکنامی سے زندگی بسر کی بعد ناموری حاصل کرنے کے جب زمانہ کوچ کا اس مقام سے قریب آیا تو درگاہ یزدان مین پناہ لی مدد اوسسے چاہی اور کہا نظم

از وجود خود نکردم ہیچ سود	آنچہ کردم آنچہ گفتم ہیچ بود	چون توانستم ندانستم چہ سود
چون ندانستم توانستم نبود	پہر کیکاوس کو بلاکے نصیحت کی جیسا فردوسی کہاہی نظم	
صد و بیست سالش چو نزدیک شد	زبان کند و چشمانش تاریک شد	بدانست کامد بنزدیک مرگ

بپژمرد خواهد همی سبز برگ	سر گاه کاوس کی را نجو اند	ز داد و دهش چند بروی اند
بدو گفت با بر نهادیم رخت	تو بسپار تابوت بردار تخت	اگر داد گر باشی و پاک رای
بیابی نکوئی بهر دو سرای	وگر آز گیرد سرت را بدام	برآری یکی تیغ تیز از نیام

یہ جہان کے سرای فانی سے روانہ ہوا مذکور اوسکا افسانہ ہوا لقب اوسکا اول ہی آلیاس و یسع اشمویل و حزقیل علی نبینا و علیہم السلام اوسکے عہد دولت مین مبعوث ہوئے اور اونکی ملت قبول کی تاریخ گزیدہ مین ہی کہ کوس اور فرنیخ کا تعین کیقباد سے ہی اور بیت السلطنۃ اصفہان تہا اور قاضی بیضاوی نے نظام التواریخ مین لکہا ہی کہ ہمیشہ کنار جیحون وہ شریک فریدون ہتا تہا دن رات اوسکو افراسیاب اور ترکون کا خیال تہا بر جنگ و جدال تہا ہوا کہ کاوس کہاٹ پر بحال تہا

کاوس کا مازندران جاکے پہنچنا رستم کا ہفتخوان کی راہ سے آکے چہڑانا سفید دیو کا قتل مازندران کا عمل ہاماوران کا عزم

چو کاوس بگرفت گاہ پدر ۔ مراورا جہان بندہ شد سر بسر

ایسا شاہ نیک نہاد و باعدل و داد تہا کہ فوج خوش رعایا کا دلشاد تہا باپ دادے کے طریق پر قدم بقدم تہا نکوئی اندیشہ نہ غم تہا مملکت زیر آباد کوئی فتنہ نہ فساد ایک روز گویا خوش الحان مازندران سے وارد ہوا اوسکا بجا بجانے کے بعد اوس نے مازندران کی تعریف بہت کی کہ ہوا وہانکی فرح افزا ہی پر بہار دشت و صحرا ہی شہر ہی نفیس ہی ایران سے بیس ہی گرد حسن حسین نقیر و نگین رنڈی مرد طرحدار حسین ماہ پیکر زہرہ جبین اس حسن بیان زبانی اور لسانی سے تقریر کی کہ کاوس کی طبیعت پہسل گئی وزیر امیر جوان پیر جو ہمصحبت اور مشیر تہے

اوسنے فرمایا کہ صحبت بزم کو بہت عرصہ ہوا نای نوش کا غل رہا چندے معرکہ رزم دیکھیے صدای
سنیں تیر سنیئے مازندران کو ضرور جاؤنگا اوس سرزمین کو تحت حکومت لاؤنگا سننے والے نے دست بستہ
عرض کی خیر ہی وہ شہر ای شہریار کون کہتا ہی کہ قابل سیر ہی دیو اور ساحر اونکا وطن بلا کا مسکن
ہی سابق کے شاہان نامدار کو اس عزم سے انکار رہا کاوس نے مطلق کسیکا کہنا نہ مانا عزم بالجزم ٹہانا
اور طوس و گستہم گیو وغیرہ جو جو مقرب بارگاہ مازندران کے حال سے آگاہ تہے روک نسکے مگر یہ صلاح ٹہری
کہ زال کو بلایئے شاید اوسکے کہنے سے بادشاہ یہ سفر پرخطر موقوف کرے سبنے متفق یہ پیام زال کو لکہا
وہ سنتے ہی روانہ ہوا کیکاوس کو زال کی آمد معلوم ہوئی سردار استقبال کو گئے وہ آیا شرط
زمین بوس بجا لایا مورد مراسم شاہانہ ہوا کاوس نے حال پوچہا قیل و قال کے بعد سفر کا ذکر آیا

زال نمک حلال نے منع کیا بہت سمجہایا بادشاہ نے یہ جواب دیا
جہان آفریننده یار منست
سر نره دیوان شکار منست
تو با رستم اکنون جهاندار باش
نگهبان ایران و هشیار باش
سبک شاه را زال پدرود کرد
دل از رفتنش پر غم و درد کرد
کاوس نے میلاد کو جانشین کرکے
مازندران کا رستہ لیا فردوسی
بمیلاد بسپرد ایران زمین
کلید در گنج و تخت و نگین

اور گیو کو پہلے با سپاہ فراوان سوی مازندران روانہ کیا کہدیا کہ جب سرحد مین اوسکی پہونچے زراعت ہو یا
باغ سبکو بے چراغ کرنا اور جو شخص نظر پڑے یا قتل یا گرفتار ہو تاکہ وہ سرزمین یکسر خراب و خوار ہو القصہ
حسب فرمان گیو نے تا دیار مازندران آدمی قتل کئے ملک ویران کیا کیکاوس بہی متصل جا پہنچا حاکم

حاکم وہانکا تاب جنگ کاوس نلایا ناچار قلعہ بند ہوا اور دیو سفید سے مدد چاہی نامہ لکھا فردوسی

کنون گر نباشی تو فریاد رس ۔ نه بینی ز مازندران زنده کس

دیو سفید کو یہ ماجرا سنکے بہت ملال ہوا غصے سے وہ سیہ رو لال ہوا مع فوج فوراً آیا ایک ایک دیو فیل سیاہ مستعد جنگ زر بخواہ ایران کے جوان اونکی ہیئات سے ہیبت کہا کے تعرو واد حیران ہوئے القصہ ایک ہفتے مین لشکر کی صفائی ہوگئی کچھ طعمہ نہنگ اجل بذریعہ خنجر و شمشیر ہوئے باقی کاوس کے ساتھ اسیر ہوئے ارژنگ دیو کو سپرد کیا کہ کیکاوس کو فوج سے جدا قید بزنجیر کرنا اور ایرانیونکے جدا بند کرنے کی تدبیر کرنا بارہ ہزار دیو خونخوار چوکیدار مقرر ہوئے کاوس نے گرفتاری سے پہلی سامان بد دیکھکے زال کو نامہ لکھا تھا کہ از راست کہ بر است تیرے کہنے پر عمل نکیا آہ صد آہ روز سیاہ پیش آیا جس وقت زال کو یہ خبر پہنچی گریبان پارہ کرکے سر کو دے مارا فردوسی

چو بشنید بر تن بدرید پوست ۔ ز دشمن نہان و شتان ہم ردو بست

مگر پوشیدہ رستم کو بلا کے کہا حیف ہی ایسا فرمانروا دین اژدہا دام بلا مین گرفتار ہو کسطرح جی کو آرام و قرار ہو مین ضعیف فراخ جنگ سے بیکار ہون تو فضل الہی سے

تو جوان از در پہلوان ہی ۔ ہمانا کہ از بہر این کارزار ۔ ترا پرورانید پروردگار

رستم بصد الم اوسی دم عازم ہوا زال سے کہا خوف یہ ہی کہ راہ دور و دراز ہولناک ہی کاوس غم و غصے سے ہلاک نہو جائے بادشاہ عیور راہ دور ہی زال نے کہا دو راہ ہی ایک رستہ تو سفر بعید ہی تو ا کا ہی دوسری جانب سے سات دن کی راہ ہی مگر خطر عظیم ہی ہر منزل مین

مقام خوف و بیم ہی خبردار ہوشیار جانا رستم نے کہا **فردوسی** تن و جان فدای سپہبد کنم طلسم ہمہ جادوان بشکنم زال نے بصد گریہ و زاری دست دعا بدرگاہ حاجت روا اوٹھاکے مدد چاہی اور رستم کو رخصت کیا **پہلی منزل** رستم فضل یزدان پر نظر کرکے سیستان سے روان ہوا اوسی راہ پر خطر کی طرف تمام دن روان دوان چلا گیا قریب شام وہ پہلوان ایک نیستان مین پونہچا چشمۂ خوشگوار نظر آیا گورخر کا شکار کیا وہین کباب لگائے رخش کی لگام اوتارکے چرنے کو چہوڑا آپ کباب کہاکے لب چشمہ سورہا قضارا وہ مقام شیر برخون آشام کا تہا شام کو وہ جو آیا اپنی جگہ پر ایک بیرومان کو سوتا پایا اور گہوڑا بہی نظر پڑا پہلے اوسی پر حملہ کیا **فردوسی** سوی رخش رخشان بیامد دمان چو آتش بجوشید رخش از مکان دو دست اندر آورد و زد بر سرش همان تیز دندان بہ پشت اندرش غرضکہ رخش نے شیر کو زیست سے سیر کیا مارے ٹاپون کے زمین پر ڈہیر کیا رستم جو اوٹہا یہ ماجرا دیکہکے رخش پر خفا ہوا کہا تو اگر زبون و زار ہوتا تو مین یہ گرز و کمند لیکے کس پر سوار ہوتا **دوسری منزل** دوسرے روز دم سحر وہ پہلوان اژدر در سوار ہوا شام تک پانی کہین نظر نہ آیا پیاس کی شدت سے بہت گہبرایا زار نالی و مناجات بدرگاہ عالی بر آرندہ حاجات کی دعای تشنہ دہن سے ہرن رہبری کو آیا اور آہستہ آہستہ ایک سمت کو چلا رستم یہ رمز سمجہا اوسکے ساتھ ہوا ایکساعت مین ہرن نے پیش قدمی کرکے خضر وار بہ سر چشمہ و مرغزار پونہچا دیا رستم نے پانی پیا اور داور کا شکر کیا اوس روز بہی گور کے شکار سے تمام

تمام دن کی بھوک کا افطار کیا گھوڑے کو چھوڑ کے سو رہا نصف شب جب گذری اژدر دریدہ دہان شعلہ فشان

پیدا ہوا فردوسی	چگویم ازان اژدہائے دژم	بپہنا و گر بود و از دم بدم

رخش نے اوسکو دیکھکے ایسی آواز دی کہ رستم کی آنکھ کھل گئی اژدر تو آواز سنکر زمین مین غائب ہو گیا رستم نے ہر طرف نگاہ کی کچھ نہ دیکھا گھوڑے پر غصہ آیا کہ مجھے کیون جگایا پھر سو رہا ایکدم کے بعد وہ مار خونخوار پھر نکلا گھوڑے نے غل مچایا رستم اوٹھ بیٹھا ہر چند چپ و راس بہوش و حواس دیکھا کچھ نپایا گھوڑے سے کہا اگر بار جو چونکا تو اندھیر ہو گا تو تہ شمشیر ہو گا یہ کہکے لیٹ رہا وہ سانپ پھر نمود ہوا رخش چپکا دیکھنے لگا جب وہ رستم پر آتا گھوڑا سامنے ہو جاتا آہستے رستم کی آنکھ کھل گئی دیکھا اژدر کو پیکری جھپٹ کر تلوار لگائی خط نہ پڑا کھال مین ہی نہ درآئی اژدہے نے قصد کیا کہ دم سے کھینچ کے نگل جائے رستم نے لنگر جما کے چاہا کہ گرز لگائے کہ رخش نے فردوسی

بلند اژدہا را بدندان گرفت	بمالید گوش و ز درآمد شگفت	بدرید جوشن بر و چو شیر
برو خیرہ شد پہلوان دلیر	بزد تیغ و انداخت از تن سرش	فرو ریخت چون رود خون از برش

رستم اوسکا قد دیکھکے حیران ہوا بصد عجز ثنا خوان یزدان ہوا **تیسرا کوچ نرا پیچ**

تیسری منزل سخت گرمی سامنے پڑی دو گھڑی دن سے مقام دیکھ پہ نظر آیا چشمہ آب روان دیکھی صحرا نمونہ گلستان پایا وہان مقام کیا دن کو تمام کیا گھوڑا سبزے مین چھوڑا آپ لیٹ رہا شام کو عورت پری پیکر با صراحی و ساغر وارد ہوئی ایک ہاتھ مین شراب کا پیالہ

دوسرے مین طنبور بہت اچہی رستم نے پاس بٹھایا اختلاط کیا وقدح شراب ناب پیا نہ سمجہا
کہ ساحرہ ہی اوسکا حال پوچہا کہنے لگی شباب کے سن سے کہ لہو ولعب کے دن ہوتے ہین صحبت بشر کہ
اوسمین نہ اثر ہی کنارہ کیا عبادت معبود کو دامن صحرا اختیار کیا تو کون ہی کہان سے آیا ہی رستم
سے پہلے حمد خدا بر زبان لایا اور کچہ کہنے نپایا تہا کہ اوسنے بل کہایا تیوری چڑہالی رو کہی صورت بنالی
اوسوقت رستم سمجہا کہ یہ جادو گرنی ہی فوراً مضبوط باندہا کہا سچ بتا تو کون ہی لاچار بتایا کہ مین
ساحرہ ہون بشرطیکہ مجہے قتل نکر جو تو کہے گا وہ بجالاؤنگی بہت کام آؤنگی رستم نے کچہ نسنا دو ٹکڑے
کیا پہر سو رہا **چوتہی منزل** جبکہ مسافر مغرب بمطلع مشرق سے نمودار ہوا رستم سوار ہوا ایک
دشت تیرہ و تار مین گذار ہوا ہول سے آفتاب اودہر کم جاتا تہا ہر طرف اندہیرا نظر آتا تہا رستم
راہ بہولے ایک زمین سبزہ زار مین جا نکلا چشمہ آب بہی آب تاب کا دیکہا راہ کے
کسل سے اوتر پڑا خرد یدمین رخش کو مطلق العنان کیا اپنے سونے کا سامان کیا وہان کا نگہبان
جو آیا رستم کو خواب غفلت مین پایا بے تکلف چوب دست پاؤن پر لگائی اور کہا تو نہین جانتا
کہ یہ دشت اوس پہلوان زبردست کا ہی جسکی داد ہی نہ فریاد ہی نام اوسکا اولاد ہی اوسکے
خوف سے اولاد آدم کا تو ذکر کیا پرند و پرند جلتے ہین قوی ہیکل دیو یہ را نہین چلتے ہین رستم نے
اوس ہنکان سے اوٹہکے دونون کان اوسکے پکڑکے تکان جہدی جڑ سے چہوٹ گیے اور آہستہ طمانچہ
جو لگایا کئی دانت ٹوٹ گیے بہاگ کر اولاد پاس پونہچا وہ مع فوج شکار کہیلتا تہا دشت بان

دشت بان کو لہولہان دیکھکے حیران ہوا جب حال سنا غصے مین بہا رستم قریب آکے کہا

جلد اپنا نام بتا کہ تیرے ہاتہ سے کمنام تمام ہو | فردوسی | چنین گفت رستم کہ نام من ار

بہ تیر و چہ پیل و بہ قوت ہزبر | پہر پوچہا تو کس راہ سے یہان آیا رستم نے جواب دیا کہ ای

نادان ہفتخوان سے تین بلا عنایت یزدان سے گذر رہو ہین آج تیری باری ہی یہ کلمہ سنکے

اولاد گہبرایا خوف کہایا فوج سے کہا اسکو قتل کرو زندہ جانے ندو چارطرف وہ گہر آئے

تلوار چلی بروی زمین ہزارون سر آئے لشکر پراگندہ ہوکے فرار ہوا اولاد بہاگا رستم نے

تعاقب کیا جان بچانا دشوار ہوا پانچوین منزل آخر کار پانچوین منزل مین رستم نے

زیر کمند کیا ایک جہٹکے مین ڈہیلا بند بند کیا دونون ہاتہ باندہکے ساتہ لیا راہ اوس گمراہ

سے پوچہی ڈپٹ کے مارے بہ سر چشمہ سرو شیرین لایا رستم اوترا رخش کو کہولا اولاد کو درخت

سے باندہا تیل گاہی اور ہیرن اوس جنگل سے شکار کرکے کہائے اور بکہیڑے ساتہ نہ آئے

کہ یہ منزل ہی اولاد کی تہی پہر رستم نے کیکاوس کا حال پوچہا اولاد نے سب قصہ مفصل سنایا رستم

نے خنجر کہینچکے چاہا کہ اوسکا تن و سر جدا کرون وہ شفاعت خواہ ہوا رستم نے کہا اگر تجہے قتل

نکرون تجہسے کیا فائدہ ہوگا اولاد نے تبسم کہا جانفشانی کو ہمراہ ہونگا یہانکی راہ سے دیوون

کی رسم و راہ سے آگاہ کرونگا رستم یہ سنکے خوش ہوا اولاد کو کہول دیا کہا جلد سے چل انعام

دونگا تیرے حوصلے سے زیادہ کام دونگا اولاد نے کہا جس پہاڑ مین کیکاوس قید ہی وہ نزدیک ہی

مگر دو ہزار دیو زبردست پاسبان ہین ہر دم سر راہ نگران ہین اور بارہ سی فیل مست جنگی
روبرو فیل فلک پست نظر آتا ہی دو رویہ کہڑے ہین بان اور پٹّے سونڈ مین چڑہے ہین راہ کا

	فردوسی	
یہ حال ہی ہوا کا چلنا محال ہی		بخندید رستم بگفتار او
بدو گفت گر با منی راہ جو	ببینی تو از یک تن پیلتن	چہ آید بران نامدار انجمن

غرضکہ اولاد کی رہبری سے ایک دن رات راہ طی کی آدہی رات کو پہاڑ پر کچہ روشنی نظر آئی رستم نے
کہا یہ کیا جلتا ہی اولاد نے کہا مازندران کے شہر کا دروازہ ہی سفید دیو یہ آتش افروزی دلسوزی سے
کرتا ہی رستم نے رخش سے اتر کے سونے کا قصد کیا ہر چند اولاد سے عہد و پیمان تہا دغا
کا نہ گمان تہا الا احتیاطاً دشمن سمجہکے درخت سے باندہ دیا

چہٹی منزل

صبح کو کمر
باندہی اولاد کے ہاتہ کہول کے چلا تہوڑی راہ طی کی تہی اولاد بہت گہبرا کر بولا خبردار ہوشیار رہو [illegible]

	فردوسی	
ارژنگ دیو کا خیمہ قریب ہی یہ سنکے رستم		یکی نعرہ زد در میان گروہ
کہ گفتی بلرزید دریا و کوہ	برون جست از خیمہ ارژنگ دیو	چو آمد بگوشش از آنسان غریو

ارژنگ نے آ کے رستم کے کمربند مین ہاتہ ڈالا تہمتن نے پہر ایک ہاتہ سے شانے کا نشانہ بنا کے دوسرے
سے گردن پکڑ کر دہڑ سے کہینچکر دیو کے غول مین ادہر سے پہینک دی دیو دیکہکے بہاگے کسی نے
ساتہ نہ دیا میدان مصاف یکسر صاف ہو گیا رستم پہاڑ پر چڑہا جہان کاؤس قید تہا اس طرف ہا
جو جو دیو چوکی پہرا دیتے رات بہر بیدار رہنے سے دم سحر ٹہنڈی ہوا پاکر سو گئے تہے رستم نے دیکہا کہ

کہ کاوس نامدار ہے کی زنجیر مین گرفتار ہی اور کیکاوس نے جو دیکھا ہنسکے اوٹھا رو کر لپٹ گیا رستم سے
سبکا حال پوچھا اوسنے بیان کیا جہان پہلوان زنجیر کاٹنے کے خیال مین تہا کہ پوچہنے کی خبر دوڑا
ہوئے بیدار رنگ اس گروہ کا سردار تہا مقابلے کو آیا پیلتن نے ارژنگ کا سر تن سے جدا
کر دیا بقیجوان سے گذرنا کہلکے کہا اب سفید دیو کی اجل میرے ہاتہ ہی اوسکا مار ڈالنا کیا بات ہی
تو اپنی جان مفت کیون کہوتا ہی ملک الموت کے روبرو ہوتا ہی یہ باتین سنکے بیدار رنگ کے
دل مین رستم کی ہیبت چہا گئی بدحواسی آگئی ہنوز رستم کی تلوار چمکی تہی کہ اوسنے گردن خم کی
ہتیار رکہو کے سامنے کہڑے اطاعت قبول کی ملازمت حصول کی رستم نے دلاسا دیا
اوسکا اطمینان کیا دیو سفید کے قتل کا سامان کیا ایک دیو وہان سے راہ بتانے کو ہمراہ لیا رات کو چلا
ایکجا مجمع اور انبوہ نظر آیا رستم اولاد سے مخاطب ہوا وہ بولا دیو سفید کا لشکر ہی تمام رات جاگے ہین
صبح کو سوتے ہین دن بہر بیدار نہین ہوتے ہین رستم نے وہان تامل کیا **ساتوین منزل**
جسدم روز روشن ہوا پیلتن گرز لیکے جہپٹا اور راست وچپ چپا چپ گرز لگانے لگا
بہت تو سوتے کے سوتے رہے کچھ جو جاگے رستم کی ضرب نہ اوٹھا سکے وہ سنکے نوک دم
بہاگے کشتون کے پشتے ہوئے انبار ہوئے باقی ماندہ فرار ہوئے رستم سفید دیو کے سر پیان اجل آیا
وہ بہی غار سے نکل آیا رستم نے ایک ہاتہ مین اوسکا پاؤن کاٹا وہ گہبرا کر لپٹ گیا کشتی ہونے لگی
قضا اوسکے سر پر رونے لگی یہان تک ہوا کہ دونون تہک گئے جابجا لہو کے تہکے جم گئے

یکایک فردوسی بپوست و برداشتش نره شیر	بگردون در آورد و زفگند زیر	
زدش بر زمین همچو شیر ژیان	چنان کز تن او برون شد روان	اولاد با دل شاد گردید ابر کہیا

فتح مازندران اور مخلصی کیکاوس شہنشاہ ایران مبارک رستم نے جواب دیا بفضل یزدان حاکم
مازندران سے ستم کے کرونگا اولاد بند فکر سے آزاد ہوا بفتح و ظفر دیو کش اژدر در کاوس
کی خدمت مین حاضر ہوا لڑائی کا حال سفید دیو کا قتل اولاد نے شرح عرض کیا فردوسی

بر آفرین کرد کاوس شاه	کہ بی تو مبادا کلاه و سپاه

بیدار ژنگ دست بستہ حاضر ہوا

بندگران کاوس کا او سکے نامور پہلوانون کی رہائی ہوئی ایک تخت مرصع مطلا رستم کے
روبرو لایا رستم نے کیکاوس کو تخت پر بٹھایا طوس فرامرز گودرز گیو رہام گرگین گرد صف بستہ
کھڑے ہوے دست راست تہمتن کرسی زرین پر جاگزین ہوا بیدار ژنگ دیو دونکا پرا باندہ کے
روبرو آیا جائزہ دیکھا پھر جشن کی طیاری ہوئی ایک ہفتہ شراب کباب ناچ گانا جلسہ بے تکلفانہ
رہا اسکے بعد کاوس نے فرہاد کو برسم رسالت شاہ مازندران کے پاس بھیجا اس مضمون کا نامہ
لکھا کہ بعد شکر پروردگار و حمد خلاق لیل و نہار واضح ہو کہ وہ نرہ شیر جسنے جہان کے زبردست
زیر کیے رستم نام نبیرہ سام ہیان ہفتخوان کی راہ سے آیا ساتون منزلون مین مقام کیا کھٹکا مٹایا
تنکے کی طرح ارژنگ دیو کی گردن توڑی سفید دیو کی فوج زندہ نہ چھوڑی اور سفید دیو کو ہاتھ سے اوٹھا کر
بلند کر کے زمین پر پٹک دیا تن سے سر جدا کیا اگر آبادی مملکت اور اپنی زیست اور سلطنت درکار

درکار ہو دست بستہ حاضر ہو ملازموں میں تمہیں عز و وقار ہو نہیں تو شہر لٹے کا تخت چھنے گا
تن و سر جدا ہوگا بہت برا ہوگا نہ چتر نظر آئیگا نہ تاج رہیگا ملک تاراج ہو جائیگا تو گور و
کفن کو محتاج رہیگا جسدم یہ نامہ شاہ مازندران کے پاس آیا مضمون سنکے بہت پیچ و تاب
کہایا جواب دیا سابق میں بے خبر تہا ملک زیر و زبر ہوگیا اب مثل سفید دیو اور رستم بہت سے
خادم رکہتا ہون ابکی بار وہ قید شدید ہوگی جس سے بے جان و رہائی نظر آئیگی غرض
بے نیل مرام جان شیرین تلخکامی سے بچا کر حاضر ہوا اور اوسکا جاہ و حشم پہلوانون کا عالم سطرح
سے بیان کیا کہ کاوس حیران ہوا ایران کا سامان ہوا رستم نے یہ رنگ دیکہکے کہا ابکی نامہ لیکے
ہم جائینگے ایلچی ہونے کی شرط بجا لائینگے القصہ نامہ لیکے چلا شاہ مازندران کو خبر پہنچی فرد

تبر زیر اندرون بارہ گام زن	کمندی بفتراک چون شست خم	فرستادہ چون شیر برد ژم
شاہ مازندران نے پہلوانان نامی گردان گرامی استقبال		یلی زندہ پیل ست گوئی بتن

کو بہیجے رستم نے اونکو دیکہکے ایک درخت اوکہاڑ لیا نیزے کی طرح ہلاتا چلا وہ پہلوان
جب قریب آئے درخت ہاتہ سے پہینک دیا کچہ بے ادب اوسکے تلے دب گئے پسکے کلاہور نام
بڑا زبردست پہلوان تہا شاہ مازندران نے اوسکو بہیجا کلاہور سے پنجہ ہوا کلائی کلاہور کی
توڑ ڈالی اوسنے دست شکستہ جاکے سر دست بادشاہ کو دکہایا کہا ہیہات میرے ہاتہ سے
صدمہ مجکو پہنچا اسی گفتگو میں رستم نامہ لیکے دوبدو ہوا اور سخنان درشت بزبان لاتا

شاہ مازندران سے اور تو کچھ نہو سکا غصہ کہا کے خلوت مین اوٹھ گیا رستم کاوس کے پاس آیا دوسرے
روز سامان جنگ درست کرکے کاوس سوار ہوا شاہ مازندران دیوون کی فوج لیکے نکلا ایک
ہفتہ دونون لشکر خوب لڑے طرفین کے لاشے نگرے کشتون کے اٹھم لاشون کے ڈھیر
تھے باقی ماندہ مشتاق اجل پست سے پست تھے آٹھوین روز رستم بگڑ کے میدان مین آیا شاہ مازندران
پر سیفیچر لایا جو فیل مست سے دوبرو ہوا گرز کوہ شکن سے پست ہوا فوج کو درہم وبرہم کرکے شاہ مازندران
تک رستم پہونچا ناگہان گرز گران ہاتہ سے گر پڑا مگر رستم کا منہ پہرا کیونکے بچستی
نیزہ اژدہا پیکر جہپٹ کر دست تہمتن مین دیا **فردوسی** ازان پس تہمتن ہمان نیزہ باجست

سوی شاہ مازندران رفت راست	برآمیخت با شاہ مازندران	ہمہ لشکرش خیرہ گشتہ ازان
ہمان نیزہ زد بر کمربند او	جدا ساخت آن بند و پیوند او	غرض کہ شاہ مازندران کو

نیزے پر اوٹہا کے تمام لشکر کو دکہا کر پہینکا ہنوز بر سر زمین نہ آیا تہا بیچ مین ایک ضرب
شمشیر سے دو ٹکڑے کیا لشکر بہاگ نکلا پہر تو کیکاوس بنقارہ وکوس مازندران
مین داخل ہوا مطلب حاصل ہوا باقی ماندون نے ہاتہ باندہ سے ہتیار کہولے
پہلوانون نے امان دی کچہ نبولے بصلاح رستم مازندران کی حکومت اولاد نے پائی
تناہی کی برائی کچہ دن کاوس نے وہان مقام کیا پہر مال اسباب زر جواہر لیکے کوچ کا سرانجام

کیا **فردوسی**	بعالم خبر شد کہ کاوس شاہ	ز مازندران بستدان تاج گاہ

بماند بکیسر همه زین شگفت | که کاوس شاه این بزرگی گرفت

سرتابی شاه ہاماوران اور جانا کیکاوس کا باشوکت وشان صلح سوداب کے عقد پر فریب سے گرفتاری

رستم کا آنا بعد فتح مازندران گردنکشان دہر نے سر جھکایا اطاعت شاہ ایران قبول کی ملازمت حصول کی
لیکن شاہ ہاماوران کو اوبار نے گھیرا فرمانبرداری کاوس کی نکی سنہ پھیرا شاہ ایران بشوکت وشان
جا پہنچا شہر کا محاصرہ کیا کسینے کوشش گذار شاہ ذی اقتدار کیا کہ بیٹی اوسکی سوداوہ نام غیرت
ماہ تمام ہی بہت سے اوسکی طلبگاری کے سودے مین سڑی ہوے اوس متاع خوبی کا وصال
نہ میسر ہوا برباد گھر ہوا یہ خبر سنکے نادیدہ کیکاوس فریفتہ ہوا خواستگاری کی اور صلح ہی
اس وصلت پر ٹھہری اوسنے اپنی بیٹی سے مصلحت پوچھی وہ کاوس سے راضی ہوئی القصہ وکیل
میانجی گئے نکاح کرکے لے آئے کاوس کو اوسکے وصال سے مسرت کمال ہوئی اوسکے باپ کو ممتاز
کیا زر و مال سے نیاز کیا اوسنے قلعے مین کاوس کو مہمان کیا دعوت کے بدلے عداوت کا
سامان کیا سوداوہ اس بھید سے آگاہ تھی کاوس کو منع کرتی ہی کہ میرے باپ کے دل مین پرخاش ہی
تیری گرفتاری کی تلاش ہی قلعے مین اگر جاوگے پھر نہ آوگے کاوس نے نمانا باسعد وچند داخل ہوا
اوسنے ایکدن اور رات گانا ناچ سنایا دکھایا کھانے بہت تحفہ عمدہ کھلائے رام کیا آخر گرفتار دام کیا **فردوسی**

گرفتند ناگاه کاوس را | همان گیو و گودرز هم طوس را
چو شد بسته آن شاه دیهیم جوی | سپاهش بایران نهادند روی

اور جاسوسون نے یہ خبر شتاب افراسیاب کو دی وہ بالشکر جرار

باخار ایران مین آیا ملک نے قبضے مین لایا **فردوسی** | سپاہ اندر ایران پراگندہ شد

زن و مرد و کودک ورا بندہ شد | نامداران ایران سیستان مین گئے زال سے حال کہا رستم

نے نامہ لکھا کہ اگر اسکو پڑھکے کاوس کو رہا کیا تو خیر نہین تو برا اثر ہوگا تمنے اپنے حق مین کیا کیا
دیکھنا کیا کیا ہوگا تو نے سنا نہین مین نے شاہ مازندران کو سر میدان کسطرح مار لیا دیو سفید کا سر کا غرور
کیسا اوتار لیا شاہ چین کو ایک کمند کے جھٹکے مین خانہ زین سے بروی مین لایا کلاہور کو
روز سیاہ دکھایا الغرض نامہ پڑھکے جواب یا کہ اگر تو اودہر آئیگا جدا بند بند کرونگا کاوس کیا تیرا
کہیلے گا اوسکے پاس تجھے بند کرونگا یہ کلمہ سنکے تہمتن شعلہ غضب سے افروختہ ہوکے لال ہوگیا
خون اوس حرامزادے کا حلال ہوگیا لشکر کو جمع کرکے باخاطر پریشان ہاماوران کو چلا اوسنے
بادشاہ مصر اور والی بربر کو بہر مدد طلب کیا جنگ کا سامان درست سب کیا القصہ رستم

اوس روز داخل ہوا کہ وہ دو نون بادشاہ پرشوکت وجاہ آ چکے تہے | ہمہ دل پر از بیم بر خاستند

سپاہ سہ کشور بیاراستند | رستم نے حقیقت بیکل سر میدان رخش کو جولان کرکے مبارز طلب

کیا وہ کون تہا جسکو خوف رستم تہا دلاوری کے دم مین دم تہا جب کوئی روبرو نہ آیا شاہ ہاماوران نے
فوج کے سرداران کو سپاہ کے سرداروں کو نصیحت کی اور وقت کی مرکب پہلوانان آہنین ا
رستم نے حملہ جو کیا میدان مین ہانہ لگا تہا مٹے فوج کو چہوڑکر منہ کو موڑکر بیابان مین بہاگ گئے ایک جرار
شاہ مصر کو غیرت فرعونی آئی سامنے آیا جہان پہلوان نے گرز لگایا اوسنے بہی سر چرایا اور بہاگا ٹکر

کاوس نے از سرنو ایران مین عمل کیا بلکہ دیو اور پری فرمان ہی مین آئے کاوس نے کوہ البرز مین
مکانات مرتفع عمارات عالی شیشہ اور زبرجد و یاقوت کے دیوون سے بنوائے یہان تک کہ دیو
فرمانبری سے تنگ ہوے آمادہ جنگ ہوے مار ڈالنے کی ترکیب سوچنے لگے چنانچہ شیطان کی تعلیم سے جیساکہ

فردوسی مغفور نے لکہا ہی کہ چند عقاب کے بچے **فردوسی**

بمرغ و کباب بره چیلگاه　　چو نیرو گرفتند هر یک چو شیر　　همی پرورانید شان سال ماه
زعود قماری یکی تخت کرد　　سر تختها را بزر سخت کرد　　بدانسان که آیند بالا و زیر
ببست اندر اندیشه دل یکسره　　وز ان پس عقاب دلاور چهار　　بیاویخت از نیزه بران بره
چو شد گرسنه گشت پران عقاب　　سه گوشت کردند هر یک شتاب　　بیاورد و بر تخت بست استوار
زهامون بابر اندر افراشتند　　　　زروی زمین سخت برداشتند

دوسرا قول یہ ہی کہ باکمان و تیر بحکم رب قدیر چلا انکو نسار گرا ایہر

وزیر نے زر خطیر دینے کے دیوون سے وعدے کیے وہ حریص آسمان و زمین مین ڈہونڈتے تہکے آخر کار چین
کے جنگل مین پایا پہر لاکے تخت پر بٹہایا چنانچہ رستم اور گودرز نے کاوس سے یہ کہا **فردوسی**

سه بارت چنین رنج و سختی نمان　　سرت از آزمایش نگشت اوستاد　　تو کار زمین را نکو ساختی
که بر آسمان نیزه افراختی

کاوس اپنی حرکت بیجا سے پشیمان سر بگریبان ہوا پہر بعدل و داد
زندگی کی شہرت پائی نیکنامی ہاتہ آئی

اور بعضی تواریخ مین یہ دیکہا کہ شاہ مازندران نے فسق و فجور اختیار کیا تہا اور راہ و رسم دینداری سے انکار

انکار کیا تھا ہر چند بادشاہ دین پناہ نے پہلے قاصد کو بھیجکے باب نصیحت و پند اوسپر کہولا مگر اوسنے
خیال فاسد جو باندہا تہا کلمہ حق نبولا سو اسطے سلطان خدا شناس اسلام کے پاس سے گوشمالی کو چلا
وہ طاقت مقابلہ لیاقت مقاتلہ نرکہتا تہا تیند نہ سنا قلعہ بند ہوا چند سے محاصرہ رہا پھر صلاح
یہ ٹھہری دہو کا دیجیے اپنا کام کیجیے کئی منزل وہان سے ہٹکے مقام کیا کچہ لوگ پوشیدہ
سوداگر بنکے با مال و متاع گئے غلے سے اسباب بدلنے لگے ایکروز انبار مین اناج کے اگ لگادی
غلے کی راکہ بنادی اس انائی سے دانہ جب قلعے مین نرہا کاوسنے پھر آکے گہیرا کئی دن کے بہوکے
پیاسونے برچہی پہل کہاکے آب دم شمشیر پیاز یست سے سیر ہوے کشتون کے ڈہیر ہوے دارالبقا کا
رستہ لیا پھر کیکاوس نفتح و ظفر ہندوستان مین آیا ہندکو سر کیا زبردستون کو زیر و زبر کیا
کوئی پیش نلیگیا بعد اسکے مکران کی راہ سے سیستان مین رونق افروز ہوا کچہ دنون ولایت
نیمروز مین باعیش و عشرت شب شب برات دن نوروز ہوا وہان سے بیت السلطنہ مین وارد ہوا
چندے توقف کرکے ذوی الاوغار کی گیرودار کو مین چلا ارکان دولت ہواخواہ ہمراہ ہوے تماما
جسدم طی مراحل قطع منازل کرکے سرزمین مین مع جوانان پلتن صف شکن داخل ہوا
ذوی الاوغار پرادبار لشکر خونخوار لیکے نکلا جنگ عظیم فوج غنیم سے ہوی آخرکار حریف دغا شعار
فرار ہوا اسی ہنگامے مین یہ خبر پہونچی کہ حاکم ہمن کے حجلہ عصمت مین وہ شمع انجمن افروز ہی
کہ مہر درخشان اوس مہپارہ سے ہردم ضیا طلب ہی اختر برج شہریاری عالی نسب والاحسب ہی

کاوس سنکے مشتاق ہوا بیقرار ہوا اسی مقدمے پر صلح کا دار ومدار ہوا اوسکی طلب کا پیام بہیجا حاکم یمن
طوعاً وکرہاً اس وصلت پر راضی ہوا اطلب قاضی ہوا وہ متاع کرانبہا جہیز عظیم سے عجم جسکو سوداوہ کہتے ہیں
کاوس کو تسلیم کی شاہ ایران نے بادل شادان اوس پاری مین غلغلہ عیش وعشرت بگوش مہر وماہ
شام وپگاہ پونہچایا حاکم یمن نے بخوف خونریزی دیکے سمجھاتے سنکے یہ حرکت کی تہی مگر وقت کا منتظر
تہا وقعہ موقع پاکے محبوس اور رستم بیجن اور پہلوان لشکر شکن مع کیکاوس قلعے مین محبوس کیے
رستم دستان یہ خبر موحش جانستان سنکے ہزار ہنر بر ہمراہ لیکے یمن مین آیا ذوی الاذعار کو تاب جنگ
کہان تہی بعجز وبست پیش آیا صلح کی کیکاوس کو رہائی ملی اور سوداوہ کو بانجل فراوان ہمراہ لیدیا ان پر چہی
رستاک ماہ وہر دیکے بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا اونہین روزون افراسیاب میدان خالی پاکے غصے
مین بہرا ایران مین آیا قتل وغارت کا کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا ظلم وستم بپا رکہا جب کاوس کی رہائی
سنی جی توچہوٹا تہا غرضکہ جو کچہہ لوٹا تہا اوسکو لیکر بلبلی تان کیا ترکستان کیا اور کیکاوس مستقر دولت
مین آکے اس مضمون کا فرمان لکہا کہ ہمنے رستم دستان کو فرمانبرداری سے فرمان روا کیا سیستان اور زابلستان کا
کا حکمران اب ہوا اور جہان پہلوان وتہمتن اوس لشکر شکن کا لقب ہوا اور کلاہ زرنفت مرصع کہ جسکو
سوا بادشاہ کے کوئی سردار سر پر نہین رکہ سکتا تہا اوسکے زیب فرق کیا اتنا مرتبے مین فرق کیا اور اجازت
دی کہ تخت سیمین زرین پر جلوس کرے رستم نہایت شوکت وعظمت سے زابلستان ہوا مین جلوہ افروز
ممالک سیستان اور کابل کو اوسکی معدلت اور نصفت سے رونق حاصل ہوئی عنایت خدا شامل حال ہوئی

ایکی بار کیکاوس جو ایران مین تخت نشین بفر و تمکین ہوا سب سلاطین روزگار اور گردنکش جو تہے سب نے
خدمتگاری مین کمر باندہی زبانکو صفت وثنا مین کہولا بجز اطاعت اور کوئی کلمہ نہ بولا رعایا برایا جہد امن و
امان مین خوش خرم گذران کرنے لگے شور و شر فتنہ و فساد مملکت سے یکسر جاتے رہے اور توران سالار کا
یعنی افراسیاب نے نہایت آب و تاب سے آباد کیا سب کو شاد کیا لشکری با رعیت مرفہ حال دکاندار
مالامال ہر دم صدای نای و نوش عیش و طرب سے دوش بدوش رہنے لگے جنگ و جدال کے خدشے

موقوف تہے بیان سہراب کے پیدا ہونے کا تہمتن سے دہوکے مین لڑنا بعد قتل حال رستم کے رونے کا لاش کا سیستان جانا زال کا بلبلانا

فردوسی

کنون رزم سہراب و رستم شنو	دگرہا شنیدستی این ہم شنو

ایکدن شکار مین رستم بامداد گور کے تعاقب مین گہوڑا گرم خیز کیا اوسنے بہی چالاکی ڈر سے اپنی
رفتار کو تیز کیا تمام روز رہا تہ نہ آیا سرحد توران پر لایا شام کو رستم نے شمشیر خون آشام سے گورکو اول شکار
کو مین پہنچایا کباب لگائے خوب کہائے اور رخش کی لگام اوتار چہوڑ دیا آپ سو رہا گہوڑا گہاس
کہاتا پہرتا رستم سے دور ہو گیا چند ترک عیار پہلوان جو ادہر قریب آئے رخش کی گردن کمند مین کی گہوڑے نے
کئی جوان لاتون سے زخمی کئے دو ایک جان سے گئے اور کمندین گلے مین رخش لاتا رہا لیکن نہ چہوٹا وہان سے شہر سمنگان
نزدیک تہا گہوڑے کو لیجا ایک گہر مین کہ نا بابا حقیقت مین اوسکا جوڑا تہا اوس سے جوڑا پہر رخش کو باندہ رکہا
وہ بہی حاضر باشی ہی فورا القصہ جب پہر وہ کار بار دار ہوئی رستم جو چونکا رخش کو نہ پایا حیران ہوا ادہر بہا

کوئی نے کیا نشان قدم سے پتا لگاتا شہر مین داخل ہوا وہ توران کی سرحد تہی مگر والی شہر
افراسیاب کے سوا اور تہا خراج گزاری کا طور تہا رستم کی آمد سنکے استقبال کو وہ خود شخصاً آیا تہمتن کو
بڑے اعزاز و اکرام سے اپنے مکان پر لایا آنے کا سبب پوچہا جہان پہلوان نے آواز سخت تند و
کرخت جواب دیا کہ میرا گہوڑا تیرے ملازم مرغزار سے گرفتار کر لائے ہین جلد منگا دے وگرنہ اچہا نہوگا
شاہ سمنگان نے کہا بہت تندی و تیزی کام نہین آتی ہی خونریزی ہوجاتی ہی جو جوانمرد جبار
ہوتے ہین وہ بردبار ہوتے ہین آپکے تشریف لانے سے مین ممتاز ہوا ہمسرون مین سرفراز ہوا شرط مہمانداری
بجالاؤنگا سرکار کا رہوار تلاش کرکے منگواؤنگا **فردوسی**

تہمتن زگفتار او شاد شد
دل او زاندیشہ آزاد شد

اوسنے مطربان خوش آواز با سرود و ساز طلب کیے اور شراب ناب کے
سامان حاضر سب کیے آرام کرنے کو مسہری مغرق بچہوائی پہلتن کو دور اندیشے سے نیند نہ آتی سوچ مین
لیٹا تہا سنہ کو لپیٹا تہا ایک ساعت کے بعد جو رش نازنین از پس دو نکلی رستم کے آگے آبیٹھی **فردوسی**

ز پردہ برآمد یکے ماہروی
چو خورشید تابان پر از رنگ و بوی
دو ابرو کمان و دو گیسو کمند
ببالا بکردار سرو بلند
بپرسید رستم کہ نام تو چیست
چہ جوئی شب تیرہ کام تو چیست
چنین داد پاسخ کہ تہمینہ ام
تو گوئی کہ از غم بدو نیمہ ام
یکی دخت شاہ سمنگان منم
بر شک ہژبر پلنگان منم

تیرا اوصاف سنکے مدت سے مشتاق تہی جدائی بہت شاق تہی نادیدہ
دام محبت مین گرفتار تہی ازبسکہ بیزار تہی خدا سے عہد تہا کہ اپنا جوہر کرونگی مگر سوا تیرے اور شوہر کرونگی باپ

باپ میرا جو یہانکا بادشاہی میرے اس عہد و پیمان سے آگاہ ہی رخش کو مین نے چرا منگوایا ہی جسکے
حیلے سے تو یہان آیا ہی للّٰہ الحمد دعا مستجاب ہوئی مین کامیاب ہوئی صبح کو یہ کام کرنا میری طلب
کا پیام کرنا رستم یہ مژدہ سنکے فرخناک ہوا جامہ گریبان سحر چاک ہوا بذریعہ مقربان بارگاہ اوسکے
باپ کو اس مقدمے سے آگاہ کیا بشوق تمام اوسنے قبول کیا تہمینہ نے اپنا مطلب حصول کیا چار دو
روز بعیش و طرب رستم نے مقام کیا پھر رخش کو منگوایا کوچ کا سرانجام کیا دم رخصت مہرہ سام اوس
گلفام کو دیا اور کہا جو بیٹا پیدا ہو تو اوسکے بازو مین باندھنا اگر بیٹی ہو گیسو مین باندھنا یزدان اوسکو
جرات سام و نریمان عطا کریگا ناموری پیدا کریگا غرضکہ رستم رخصت بصد درد و آہ ہوا تہمینہ کی

انکھو مین جہان سیاہ ہوا **فردوسی**	چو نہ ماہ بگذشت بر دخت شاہ	یکی کودک آورد مانند ماہ
تو گفتی کہ او پیلتن رستم ست	دیا سام شیرست یا نیرم ست	چو یکماہہ شد ہیچو یکسال بود
برش چون بر رستم زال بود	چو سہ سالہ شد زان زمین کش بود	کہ یارست با او نبرد آزمود

شاہ سمنگان نے نام اوس مہر جہانتاب کا سہراب کہا جب دس برس کا سن ہوا اماں سے پوچھا کہ میرے باپ کا
کیا نام ہی کام کیا کرتا ہی کہان مقام ہی تہمینہ بولی زبان زد عالم ہی نام اوسکا رستم ہی **فردوسی**

جہان آفرین تا جہان آفرید	چو رستم سواری نیامد پدید	اس عمر مین دو لعل تین یاقوت رستم نے

بھیجے خبر منگوائی تہمینہ نے لکھا لڑکی ہوی رستم ملول ہوکے چپ ہو رہا یہ مقدمہ کسی سے نکہا اور سہراب
کی مان نے منع کیا کہ تو اپنے باپ کا نام کسیکے روبرو نلینا ورنہ افراسیاب تجھے چھین لیجایگا

میرے سامنے روز سیاہ ہوئے گا سہراب نے کہا مجھسے یہ نہو گا کہ اپنے باپ کا نام پوشیدہ کروں کسی کے روبرو نہ لوں

کنون من ز ترکان نام آوران — فراز آورم لشکری گران — برانگیزم از گاہ کاوس را
ز ایران ببرم سر طوس را — بگیرم سر تخت افراسیاب — سر نیزہ بگذارم از آفتاب
چو رستم پدر باشد و من پسر — بگیتی نماند کسے تاجور — سہراب کی ماں یہ سنکے بہت روئی

ہر چند اوسکو سمجھایا وہ کچھ خاطر میں نہ لایا ماں سے کہوڑا سواری کو طلب کیا بہت سے کہوڑے آئے اونمیں کوئی اسکو پسند نہ آیا آخر کار گلہ بان رخش کے بچے کو لایا سہراب نے اوسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا دیکھکے خوش ہوا

نوازید و بالید و زین بر نہاد — برو بر نشست این یل شیرزاد — جسدم وہ کہوڑا اسکے ہاتھ آیا

اور سلاح حرب بابدن پر سجکے باہر نکل آیا ایک عالم نگران ہوا اسکے ہاتھ پاؤں دیکھکے حیران ہوا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ ایک یل نامدار پیلتن لشکرشکن یادگار روزگار پیدا ہوا ہی نرہ شیر جنگل سے بستی میں کوئی گھیر لایا ہی وہ نادیدہ شنیدہ ہوا بہت سا نقد و جنس ساز و سامان کے طور پر اسکے پاس بھیجا نامہ لکھا کہ کاوس ہمارا دشمن ہی اور تجھے بھی اوسکا خیال ہی مجھسا بادشاہ تجھسا پہلوان شیر بہر فتح میں یکجا ہو رہیں ہمارا شریک ہوں فتح کے بعد تجکو اختیار ہی ملک تو لینا یا کسی کو بخش دینا اور دو پہلوان جہاندیدہ نامی ہومان اور بارمان سالار لشکر بنا کر بھیجے اونکو سمجھا دیا کہ بار اطاعت سہراب اوٹھانا اوسکو ہیچ طور پر لانا خلاصہ یہ کہ وہ تنگ ہوکہ اس سے اور رستم سے جنگ ہو تہمتن اسکے ہاتھ سے جان بر نہو گا اسکے فراق میں اوسکا سر ہو گا اور

اور جب رستم کو اسنے مارا تو اوسکا مار ڈالنا کتنا کام ہی یہ شکار تو تہ دام ہی وہ تیغ خواہ اور اسباب فوج لیکے شتاب سہراب کے پاس آئے اسکو سپہ سالار بنا کے پہلے اثنای راہ مین کیکاوس کا قلعہ تہا سپند نام در با استحکام اور ہجیر وہانکا قلعہ دار تہا سہراب جب وہان آیا ہجیر تاب نلایا دوچار ہوا آمادہ کارزار ہوا سہراب ہنستا ہوا مقابلے مین آیا ہجیر نے نیزہ کمر مین لگا سہراب کو اوٹھایا اوسنے گھوڑے سے جنبش بہی نکی کمند ہجیر کی گردن مین ڈالکے کہینچ لی ایک جھٹکے مین گھوڑے سے اوتار لیا شکار زبون کی طرح مار لیا گرفتار کیا اسکے بعد گرد آفرید نام پہلوان زادی میدان مین نکلی فردوسی

پری چهره و نام گردآفرید — که چون او کس اندر زمانه ندید
بپوشید درع سواران جنگ — نبود اندران کار جای درنگ
نهان کرد گیسو بزیر زره — بر افکند بند زره را گره
فرود آمد از دز بکردار شیر — کمر بر میان باد پایے بزیر
بپیش سپاه اندر آمد چو گرد — چو رعد خروشان یک آواز کرد

سہراب نے نہ پہچانا کہ یہ رنڈی ہی یا مرد خردسال ہی یا سال خوردہ

مرد میدان نبرد ہی لڑتی ہی چند تیر نے خطا جیسے کمان ابرو سے سر ہوتا ہی لگائے سہراب کے جوشن مین پیوست ہوئے مجبور سپر کو پناہ رو و سر کرکے سہراب نے نیزے پر اوسکو اوٹھایا اوسنے چستی سے شمشیر برق فام سے نیزے کی داندا کے دو ٹکڑے کیے اور زمین پر گری گرتے ہی بسان تند صبا صرصر کے سے ہوا ہوئی سہراب نے جھلا کے کمند ہاکی وہ پہنس گئی فردوسی

رہا شد ز بند زره موی او — درفشان چو خورشید شد روی او

سہراب اوسپر فریفتہ ہوگیا

اوسنے عاشق ہو کر بیدم سمجھکے دم دیا کہا میرا باپ مرد ضعیف ہی قلعہ میرے اختیار مین ہی مجھکو چھوڑدے
وہان جاکے تیرا کام کرونگی شادی کا پیغام کرونگی قلعے کا مالک تجھے کرونگی اطاعت مین ہونگی
یہ تو خود دام محبت کا اسیر تھا وسکے نو کار فورا رہا کر دیا وہ اپنے باپ کے پاس آئی سرگذشت لڑائی
کی کیفیت اپنی گرفتاری اور رہائی کی مفصل سنائی صلاح یہ ہوئی کہ حرامزدگی بُری ہی بہر کیف کاوس
کے پاس چلیے اندہیری رات مین وہ شمع محفل افروز اوسی روز تنگی کے ایران مین داخل ہوئی سہراب
کو یہ خبر سنکے بیقراری اور ندامت حاصل ہوئی کاوس سہراب کا حال لڑائی کا ڈہنگ دریافت
کرکے دل تنگ ہوا کیو کو رستم کے پاس بہیجا اور تاکید کی دیر نلگانا جلد لیکے آنا کیو سیستان مین پہنچا
رستم سے بیان کیا کہ ایک جوان پیلتن کوہ ہیکل سام و نریمان کی شمائل وارد ہوا ہی ایران مین
تہلکہ پڑا ہی رستم کو خیال ہوا کہ میرا بیٹا نہو پہر سوچا کہ تہمینہ کیون چھپاتی لڑکے کو لڑکی بتاتی
غرضکہ جب حال سن چکا عیش و طرب مین مشغول ہوا کیو نے جلدی کی رستم نے جواب دیا کہ دنیا مین
فی الحال تو ایسا کوئی نہین جو میرے روبرو آسکے اور جان سلامت لیجاسکے آخر کار جب کیو
مضطر اور بیقرار ہوا تو رستم سوار ہوا   **فردوسی**   بفرمود تا رخش را زین کنند
دم اندر دم نای زرین کنند   الغرض منزل بمنزل مقام کرتا بصد شوکت و شان جہان پہلوان داخل ہوا
کیکاوس انتظار مین بیقرار تھا دیر کے باعث اندیشہ ہوا غصہ آیا **فردوسی** برآشفت بر گیو و بر پیلتن
بدو خیرہ ماندہ ہمہ انجمن   فرط غضب مین طوس سے کہا جلد یہ کار کر رستم اور کیو کو زندہ دار کر

طوس نے ہاتھ بڑھایا تہمتن کو جوش آیا **فردوسی** تہمتن برآشفت بر شہریار

که چندین بدار آتش اندر کنار   تو سهراب را زنده بردار کن   برآشوب بدخواه را خوار کن

دلیران بشاهی مرا خواستند   همه گاه و فر برآراستند   سوی تخت شاهی نکردم نگاه

نگهداشتم رسم و آیین راه   اگر من پذیرفتمی تاج و تخت   همه هرچه گفتی سزا است

رستم بدمزه ہوکے چلا عجب حال ہوا اسکو اندیشہ اور ملال ہوا کچھ لوگ گودرز کے پاس گئے اور عتاب تباہ کیا انجام کی خرابی سے آگاہ کیا اوسنے کاوس کو سمجھایا پند مشفقانہ کیا نصیحت کے کلمے بزبان لایا ہرچند غیظ سے بادشاہ کا حال تباہ تھا مگر نے دلجوئی اور رستم کے آنے کے کہان نباہ تھا مجبور گودرز کو رستم کے پاس بھیجا اوسنے جہان پہلوان کو گلے سے لگاکے نشیب و فراز سے آگاہ کیا غدر غلطی شاہ کیا پھر کہا اگر تہمتن کاوس کے کلام سے ملال ہوگا تجاوز تو ایران کا کیا حال ہوگا مملکت تہ تیغ اور اسپ ہوجائیگی بستی بستی بسائی ویران و خراب ہوجائیگی اسکے سوا یہ مشہور ہوگا کہ رستم سا پہلوان لڑکے کا مقابلہ نکرسکا حیلہ کرکے چلا گیا **فردوسی**

برستم چنین داستانها بخواند   تہمتن چو بشنید حیران بماند

مروت اور جرات دلشکنی کی مقتضی نہوئی اوسکے ہمراہ کاوس سے روبرو آیا **فردوسی**

چو از دور شه دید بر پا بخاست   بسی عذرهای گذشته بخواست

چو آزرده گشتی تو ای پهلوان   پشیمان شدم خاکم اندر دهان

بدین چاره جستن ترا خواستم   چو دیر آمدی تندی آراستم

القصہ صحبت بزم آراستہ ہوئی

تمام شب ناؤ نوش میں گذری جسوقت مغان فلک نے جام آفتاب چرخ پر دکھایا دور شراب ناب

موقوف ہوا بزم سے رزم کا ہنگام آیا بہت گرد فرسے لشکر رستم کے ہمراہ ایک طرف کاوس شاہ
قلعہ سپید کے قریب خیام پر احتشام ایستادہ ہوئے مثل درمیل سب اوتر سے شب کو تہمتن نامدار کہ
عیار آزمودہ کار بہی تہا ہیئات بدلکے سہراب کے خیمے مین گیا دیکہا تخت مرصع کار پر ایک نیر برج آسمان
شجاعت بیٹہا ہی گرد پہلوانان نامدار سپہ سالار اپنے اپنے مرتبے کے موافق کرسی اور صندل پر بیٹہے ہین
ساقیان سیمین ساق عشوہ و غمزہ سے مین طاق جام زرین صراحی بلورین دردست نشاہ حسن سے مست
ہین دور ساغر مانند چرخ اخضر چل رہا ہی نشاہ اور سرور ہر ایک کے سر مین ہی آنکہین مل رہا ہی
رستم گوشے مین پوشیدہ یہ سیر کر رہا تہا قضاے کار زند نام پہلوان مجلس سے اوٹہا رستم کے قریب آکر پوچہا
تو کون ہی تہمتن نے فوراً ایک گہونسا گردن پر اوسکی مارا زند مردہ ہوگیا پہر اپنے لشکر مین چلا آیا کچہ دیر کے بعد
مرگ زند کی خبر سہراب کو ہوئی کہ کوئی عیار طرار یہ کار کر گیا زند مر گیا بہت سا پیچ و تاب کہا غلیظ قسمین
زبان پر لایا کہ صبح کو اسکا بدلا کاوس سے لونگا سر میدان جو کہنا ہی وہ کہونگا یہان رستم نے آکے
کاوس سے سہراب کی تعریف بہت کی

فردوسی

بکردار سرو ست بالاش راست | کہ ہرگز ز ترکان چنین کس نخاست
ز ایران و توران نماند بکس | تو گوئی کہ سام سوارست و بس

صبحکو سہراب ہجیر کو ہمراہ لیکے قلعے پر چڑہا بہت دلداری سے کہا جو مین پوچہون اگر سچ بتائے گا قید سے رہا
ہوگا انعام پائے گا یہ خیمہ پلنگی جہان ہاتہی جمع ہین کسکا ہی اوسنے کہا طوس کا ہی پہر پوچہا یہ سراپردہ
سرخ کس خون آشام کا ہی جواب دیا کہ گودرز کے واسطے یہ ایستادہ ہی پہر سہراب نے پوچہا یہ خیمہ

خیمہ لاجوردی سبز جہان درفش کاویانی درخشان ہی بڑی شوکت و شان ہی اور تخت سلطانی
رستم کی نشانی ہی کس نبرد آزما کا ہی ہجیر سوچا یہ رستم کا نشان پوچھتا ہی اگر کہدون
اوسکا ہی مبادا یہ چلا جائے اور غافل پائے تو غضب آئے فردوسی

بدین زور و این کتف و این یال او
شود کشته رستم بچنگال او
ز ایران نباشد کسی کینه خواه
بگیرد سر تخت کاوس شاه
چه خوش گفت موبد که مردن بنام
به از زنده دشمن بدو شادکام

ہجیر ٹالگیا لکھا تو کچھ اور تھا ہونا وہ طور تھا کیونکر نہ بنتا اذا جاء القدر اعمی البصر کہا خاقان
چین کا سردار شرکت سلطان ایران زمین کو آیا ہی سہراب نے دل سے کہا جو جو نشان رستم کے
میری مان نے بتائے ہین وہ سب مین نے پائے ہین الا جو رستم ہوتا تو ہجیر کہدیتا فردوسی

نشان داده بد از پدر مادرش
همی دید و دیده نبد باورش
نبشته بسر بر دگرگونه بود
ز فرمان نکاهد نه هرگز فزود

پھر رستم کا حال پوچھا ہجیر نے کہا ابھی زابل سے نہین آیا
اور تہمتن کی مدح کرنے لگا

تنش زوردار و بصد زورمند
چو او خشم گیرد بروز نبرد
سرش برترست از درخت بلند
به پیشش چه پیل و چه شیر دژم

غرضکہ سہراب نشان رستم
سے ناامید ہو کے قلعے سے اوترا پھر سلاح نبرد بدن پر سجکے فوج کو ہمراہ لیکر جنگگاہ مین آیا علم کھلے
کوس حربی نقارہ جنگی کی صدا بلند ہوئی جس جس کی نگاہ اوس پیل زر خواہ پر پڑی اور آنکھ سے
آنکھ لڑی خود بخود ہانپنے لگا خوف سے کانپنے لگا بجز اسکے کہ آنکھ چرالے یہ جرات نہوئی

کہ اوسکے روبرو آئے پہر وہ پہلوان ارجمند آواز بلند پکارا کہ مین نے شبکو قتل کاوس کی قسم کہائی ہی اگر اوسکو
جرات ہو میرے روبرو آئے لڑنے کی حسرت نہ جائے **فردوسی** غمین گشت کاوس و آواز داد

که ای نامداران خسرو نژاد | یکی نزد رستم برد آگہی | کزین ترک شد مغز گردان تہی
ندارم سواری ورا ہم نبرد | ز ایران نیارد کسی کار کرد | رستم نے کہا تہا آج اور کوئی پہلوان

اوس نوجوان سے نبرد آزما ہو کل مین سمجہ لونگا اس سبب سے تہمتن نہ آیا تہا جب پیام شاہ سے آگاہ ہوا
مسلح ہوکے روبراہ ہوا جسدم پر سے رخش بڑہایا سہراب بہی فوج سے نکل آیا رستم سے کہا تو میرے
ہاتہ سے زندہ بچکر جائیگا ناحق جان دینے کا غم کہائیگا رستم نے جواب دیا کہ وہ مین ہون جسنے میرا سامنا
کیا مارا گیا جان سے بیچارا گیا مگر **فردوسی** ہمی رحمت آید بتو بر دلم نخواہم کہ جانت ز تن بگسلم
سہراب نے کہا کیا تو رستم ہی تہمتن نے جواب دیا رستم کہان مین کہان تیرا وہم و گمان ہی **فردوسی**

ز امید سہراب شد نا امید | برو تیرہ شد روی روز سپید | لڑائی ہونے لگی پہلے تو نیزہ بازی

ہوئی ڈانڈین ٹکڑے ہو گئین پہر تلوار کہچی اسکے بعد دونون نے گرز اوٹہائے عجب رنگ دکہائے
صف جنگگاہ مین بہونچال تہا زمین تکسیر ملتی تہی جوانون کی چہاتی دہلتی تہی کہڑا رہنا محال تہا **فردوسی**

فرو ماند ہر دو نگاور ز کار | یکی را نبد دست و بازو بکار | رستم نے کہا تیر کی آگئی سیاہی

چہا گئی دیکہنے والون کو نظر نہین آتا لڑائی کا لطف نہ رہا سہراب سے کہا جا تجکو فرصت دیتا ہون
لشکر کو دیکہ لیتا ہون غرضکہ سہراب نے ادہر گہوڑا اوٹہایا رستم تورانیون پر آیا یسان

فردوسی میان سپہ آمدندان دو گرگ پراگندہ گشتند خرد و بزرگ عین جنگ مین تہمتن کو خیال

آیا ایسا نہو یہ پہلوان نعرہ زنان شاہ ایران کے روبرو جائے اسکو بہی جوش شجاعت آئے تو عجب نہیں

ہو اسی دشت مین خاتمہ بالخیر ہو یہ سوچکے پرسے نکلا اپنی فوج مین آیا نیا تماشا نظر پڑا جہانتک نگاہ گئی

لاشے پر لاشا نظر پڑا جدہر سہراب منہ اوٹہاتا ہی پہلوانون کے دل بیٹہے جاتے ہین پرا صاف

ہوا جاتا ہی آواز دی کہ او نوجوان بس اور اگر ہوس ہی میرے سامنے آ سہراب بہی تہک چکا تہا

اپنے لشکر مین پہر گیا شب کو کاوس کے روبرو رستم نے حال نبرد سہراب با دل پر درد و جان بیتاب

بیان کیا فردوسی کہ کس در جہان کودک نارسید بدین شیر مردی و گردی ندید

مین نے کوئی فن اور کوئی حربہ اوٹہا نرکہا ایک کارگر نہوا کچہ پیش رفت نگیا صبح کو دیکہیے پروردگار

کیا کرتا ہی کون جیتا ہی کون مرتا ہی دوسرے روز پہر سامنا ہوا سہراب کے دل مین رستم کی

محبت آگئی یہ کہا فردوسی	ز کف بفکن این تیر و شمشیر کین	بزن جنگ بیداد را بر زمین
نشینیم ہر دو بپرسش بہم	ہمی تازہ داریم روی دژم	بنام تو کردم بسی جستجوی
نگفتند نامت تو با من بگوی	نشانی ہمی بینم و نام نی	زین نام پیدا نہ و کام نی

ہر چند سہراب نے چاہا کہ یہ رزم بزم سے بدل ہو جائے لیکن تحریر تقدیر کاتب کے لکہے کون مٹا دے

یہ نسمجہا کہ جو نوشتہ پیشانی ہی وہی پیش آتی ہی رستم سوچا کہ یہ نوجوان خوردسال ہی اسکی صلح

کا اعتبار عقل کے خلاف ہی خدا جانے اسکا کیا خیال ہی جب تہمتن نے اوسکا کہنا نمانا

مجبور سہراب گھوڑے سے کودا | چو شیران بکشتی در آویختند | ز تنها چو خون همی ریختند

بزد دست سهراب چون پیل مست | برآورد از جای و بنهاد پست | کمربند رستم گرفت و کشید

ز بس زور گفتی زمین بردرید | چو زد رستم شیر را بر زمین | بیامد پس آنگاه پر خشم و کین

نشست از بر سینهٔ پیلتن | پر از خاک چنگال و روی و دهن | یکی خنجر آبگون برکشید

همیخواست از تن سرش را برید | رستم نے دیکھا یہ ہلاک کرتا ہے زیر خاک کرتا ہے یہ کلمہ کہا فرد

نخستین که پشتش نهد بر زمین | نبرد سرش گرچه باشد بکین | سہراب نے یہ جو سنا خنجر کو غلاف

ن کیا رستم کے کہنے سے خلاف کیا ایک فتح نصیب دوسرا شکست خوردہ مرگ سے قریب اپنی اپنی جگہ پر آیا ما
نے سہراب سے کہا بڑی غلطی تجھسے ہوئی کہ تو اپنے زبردست کو زیر کرے اور اوسکے قتل مین دیر کرے کس
شد و مد سے تو پیش نے گیا ذبح کا عزم بالجزم کیا اب فتح ہونا بہت محال ہی اتنی کسر کی آخر کو جوان
خورد سال ہی سہراب نے جواب پایا بیجا ہی کیونکہ زدہ ایستوان زدہ مین سے جز قتل سے اوسکو چھوڑا تہا طاقت
مین ہارا تہا بالفعل اگر پہر سے سامنے آئے کیا حرف ہی کہ مارا جائے ادہر رستم جو محجوب پہر لشکر اندو
الم مین گہر اسکان پر آکے غسل کیا تمام شب بدرگاہ خدا گریہ و بکا کرتا رہا اور طاقت اول رب
طلب کی کہتے ہین کہ رستم مین ایسا زور تہا جسکا دنیا مین شور تہا جب پیادہ چلتا اور پتہر پر پاؤن
پڑجاتا او مین گڑجاتا چنانچہ پاؤن چلنے سے ہاتہ اوٹہا یا تہا اتنا رنج اپنے زور سے پایا تہا
اوسی حالت مین مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کی تہی نصف طاقت سے زیادہ کم ہوگئی تہی اس

اس رات وہی طلب کی فردوسی

برو واد یزدان ہر انچہ او بجواست | برآورد کاہمن ون شد زکاست

جسوقت تہمتن مشرق لغشتہ بجوبن سمند نیلگون پر سوار ہوا سہراب رستم دو چار ہوا فردوسی

بکشتی گرفتن نہادند سر | گرفتند ہر دو دوال کمر | ز نیشگیر تا سایہ گسترد ہور

ہمی این بران آن برین کین فزود

آخر الامر تہمتن نے نعرہ کیا کوہ وہامون کا جگر پارہ کیا اور سہراب کو

کمر بند پکڑکے سے بلند کیے | برو بر زمین سر بکردار شیر | بدانست کو ہم نماند بزیر

سبک تیغ تیز از میان برکشید | بزد پہلو وکتف و دل بردرید | سہراب نے آہ سرد دل زخمی

پر درد سے کھینچی اور کہا افسوس مشتاق دیدار پدر مجہہ سے مر و ناکام بیسر از پا پدر سے چلا تہمتن شیر افکن

نکلا مگر تو اب مچھلی بنکر زیر قدم کا زمین پا لیجاوے کا یا اختر ہو کر فلک نشین پر جا ئیو پر چھپا یگا میرا

باپ کہین منہ موڑیگا کسیطرح تجکو زندہ نچہوڑے گا رستم نے پوچھا اوسکا کیا نام ہی سہراب نے کہا

رستم جہان پہلوان ہی اور بان میری دختر شاہ سمنگان ہی فردوسی

چو رستم شنید این سخن خیرہ گشت

جہان پیش چشم اندرش تیرہ گشت | بپر سہراب کہا فردوسی | بگو تا چہ داری ز رستم نشان

کہ کم باد نامش ز گردنکشان | کہ رستم منم کم بماناد نام | نشیناد بر ماتمم زال سام

سہراب نے جواب دیا کہ اگر نشانی مجہہ بے نشان سے چاہتا ہی تو زرہ کی گرہ کہول مجہمین اب طاقت نہین

چہرہ سام بازوی ناکام پر ہی | کنون کار کرشد کہ بیگار گشت | بپہر پیش چشم پدر خوار گشت

رستم نے زرہ کہولکے پہچانا وفعتہ رخ زرد ہونے لگا دل مین درد ہونے لگا چپلین شطرنج مین غرق ہوا

سم مین رعشہ پیدا ہوا ہوش و حواس مین فرق ہوا لب پر نالہ آیا فریاد کہکے غل مچانے لگا بیٹے
بے بچھاڑ کے پچھاڑین کہانے لگا دیر تک رخش کو خالی جو دیکھا سبکو یہ خیال ہوا کہ رستم مارا گیا سہراب سپاہ
نامداران زرمخواہ آگے بڑھے سہراب کو تو خون مین غلطان دیکھا اور تہمتن کو بر وہی خاک گریبان
چاک طپان دیکھا پہلوانون نے رستم کا سر مین سے اوٹھا کر زانو پر رکھا حال پوچھا رستم آہ کہینچکے بولا یہ

فردوسی پسر را بکشتم بہ پیرانہ سر   زتقدیر کشتم چنین کور و کر   زوارہ گیا مجمع سارا رونے لگا

جان کہونے لگا سہراب نے اوسی حالت مین سبکی تشفی کی سمجھایا کہ اس سے کیا فائدہ مین نہین سمجھتا

فردوسی چنینم نوشتہ بد از خبر بسر   کہ من کشتہ گردم بدست پدر   لیکن یہ آخری وصیت ہی کہ جو جو

سردار اور پہلوان نامدار مع فوج میرے ہمراہ آئے ہین مجھکو وطن سے ماور خستہ تن سے چھڑا کر لائے ہین
انکو کسیطرح کا رنج و ضرر نہو لڑائی انسے بار دگر نہو یہ کہکے سہراب نے جان بحق تسلیم کی رستم کی کمر

بار الم سی دو دیم کی جہان پہلوان گریہ کنان کلمے یہ بر زبان لایا **فردوسی**

کہ جز خاک تیرہ مبادم نشست	بریدن و دو دستم سزا وار ہست
دریغ انہمہ مردی و رای تو	دریغ آن رخ و قد زیبای تو
زمادر جدا و ز پدر داغ دل	دریغ این غم و ... گسل

پھر زوارہ کو ساتھ کرکے ہیون کو

... ن پار اوتار دیا اپنے سر کا بار اوتار دیا نعش سہراب ایک تابوت تہا سر اپا ... حسب وصیت
... بدان حیران تہا ایکطرف تو داغ نوجوان پسر کی لاش خنجر پدر سے ... کا سامان تو
... کسی جا غسال سر بگریبان گور کن کہین کہڑے گہڑے بیر کی ... اور ... دل و جگر پاش

اور روئی تھی قتل پسر سے سراسر رستم کی بی آبروئی تھی آخر کار غسل و کفن دیکے تابوت مین رکھا اور
صندوق نعش اوٹھا کر سبز زربفت کی چادر اوسپر ڈالی سرہانے کی طرف سہرا لٹکایا شامیانہ اوپر کھینچا
فرش کاویانی اوسپر کھولا دہنے بائین سپاہ بالباس سیاہ تلوارین کھینچی حال زبون نشان سب سرنگون
اور فوج کے سرداریلان خنجر گذار اکی پوشاک نیلگون آنکھین جیسے جوی خون جہان پہلوان کی یہ شان
نعلون مین لوگ ہاتہ دیے سر فلک فرسا ننگے کیے پیراہن بصورت کفن گریبان تا دامان چاک کپڑون
مین بیٹے کا لہو لگا تمام عمر کا دھبا سر پر خاک اور طرز تقریر جسطرح ناوک بیداد کا تیر ایک ہاتہ درد کی
شدت سے کلیجے پر دوسرے سے خاک بر سر پاؤن رکھتا کہین لڑکھڑانے سے کہین جاتا نالہ تا عرش برین
جاتا ہر بار یہ کلمہ زبان پر لاتا لوگون کا دل دکہ جاتا کہ ضعیفی مین کلنک کا ٹیکا لگا مطعون مین پیرہ روزگار
ہوا میرے سوا کس باپ کا خنجر آبدار تشنہ دیدار بیٹے کے سینے سے پار ہوا مجکو اپنا قتل
گوارا ہی نوجوان بیٹا مین نے مارا ہی **فردوسی** سراپردہ اش آتش اندر زدند همہ لشکرش
خاک بر سر زدند اسی شوکت و شان غم کے سامان سے سیستان مین جنازہ پونہچا زال نے
ماتم کی خبر سنکے سن ہوگیا نیلی پوش ہوا دین و دنیا فراموش ہوا شہر کے دروازے پر وہ
جگر خراش تپے ہو کی لاش لینے چلا عزیزون کا غول ہمراہ ہوا اور رستم کی مان با اندوہ و فغان قبیلے کی
رنڈیان نعرہ زنان شہر پناہ تک آئین سر نعش حلقہ باندھا دیر تک ماتم کیا نوجوان کے مرنے کا سب نے
غم کیا **شعر** کہ پیر فرود سالہ بمیر دعجبی نیست این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد رنڈیون کے

پیان کا زبان قلم کو یارا نہین باوای عام تھا قیامت کا قیام تھا آخر کار رستم کے جوان سعہ جبین کو
پیوند زمین کیا اونکا جینا کیا جسکا نتیجہ اندوہ والم سے کلیجا چھنا ہوا ایسے جوان بیٹے کی صورت
بگاڑ کے بوڑہا باپ قہر کا مجاور بنا ہو جو ندیدہ پسر نادیدہ پدر کو پایا کر جان کو کھویا عمر بھر کنبا اوسکے ماتم مین بیٹھا
اور اوسکی مان کا یہ ماجرا سنکے عجب حال ہوا ایکدم جینا محال ہوا تہمینہ نگان کو آگ دی اوس آتش سوزان مین
وہ ال جلی کود پڑے لوگون نے گو جلدی نکالا تھا مگر سر سے پاون تک تن مین ہر ار ہا چھالا تھا لا کہو رنج

		فردوسی	کہتی تھی ہر بار یہ کہتی تھی
ز بہر چہ نامد بہ مادر	نشان داده بود از پدر مادر	شدم از تو یکبارگی بیخبر	چرا با تو ام ما اندر سفر
بہر انگشت پیدا اوین بکند	وزان نقش کہ بد تاب داده کمند	ہمان نیلگون غرق کشتہ بخون	بپوشید پس جامہ نیلگون
لبین از مرگ سہراب بر بیست	ہمی روز و شب نوحہ کرد و گریست		

اب افسانہ سیاوش کہ مرگ سہراب سے حیرت افزا زیادہ ہی وہ شروع
ہوتا ہی خامہ قصص نگار بھی اشک سیاہ ورکا ہ سے سرخ سے
روتا ہی ہمت سوداہ ہاوس پیداتان آفت کا آنا مملکت توران

کہن گشتہ این داستانہا من	بگار سیاوش بپردا ختیم	ازین داستان روی بر تافتیم
فردوسی لکھا ہی کہ ایکروز گیو اور طوس دریای جیحون کے کنارے شکار		ہمی نو شود نزد ہر انجمن

کہیلنے ترکستان کیطرف گئے اور وہان کی کیفیت اور بہار سے اوسی دشت مین مقام تہا شب کو آرام کر کے
سیر اور شکار کے سوا دوسرا نہ کام تہا اتفاقاً صحرا و دشت مین ایک آہو سپید دروی دام صید ہوا

صیاد ندیدہ نظر آیا یعنی چہپارہ قابل نظارہ مہجبین پریکل اندام پری پیکر دل آرام بالباس شاہانہ نادر آئی
اوس سے حال جو پوچہا دم سرد بھر کر جواب دیا کہ بلغار کا بادشاہ شاہپور جو مشہور ہی مین کم کردہ
خانمان اوسکی بیٹی ہون بہت سے شاہ و شہریار میرے طلبگار تہے میرے باپ کو انکار تہا جب اونکی
مرضی والی توران پشنگ سے ہوئی مین سخت دلتنگ ہوئی کہ وہ صورت اور سیرت کا بد از حد تہا میری
نارضامندی پر تمام گہر دیپی قصد ہوا ناچار گہبرا کر نصف شب گذرے گہوڑے پر سوار ہوکے مین فرار ہوئی
دریا مین ڈوبنے کو گہوڑا ڈالا پروردگار نے پار نکالا کوس کرے جو چلی سکے نحوست بخت سے گہوڑا سقط
ہو گیا پیادہ پا چلنا پڑا تین دن سے اس جنگل اور دو دام مین ہون گرفتار آلام بسر کرتی ہون شب مصیبت
تنہائی مین رو رو کے سحر کرتی ہون دیکھیے چرخ سفلہ پرور دربدر تو کر چکا اب کیا دکہاتا ہی یہ اندہیری
راتین تو کٹین اب کونسا روز سیاہ پیش آتا ہی گیو اور طوس یہ سنکے اوس سے مانوس ہوکے مشتاق
کنار و بوس ہوے دو ملا مین ایک مرغی حرام ہوتی ہی دونون ناکام تہے کیونکہ اوس سے مطلب
کے جو سائل ہوے آپس مین قصہ درمیان آیا فساد حائل ہوئے فیصلہ اسپر ہوا کہ ابہی اسکو کوئی
ہاتہ نہ لگائے جبتک کیکاوس کے روبرو نجائے بعد ملاحظہ بادشاہ جسکو عنایت کرے وہ لے جس وقت
وہ آفت روزگار کاوس سے دوچار ہوئی بنظر اول طبیعت بے اختیار ہوئی ارشاد کیا تم دونون اس سے
ہاتہ اوٹہاؤ سرو ست ہمارے محل مین پونہچاؤ عنایت پروردگار دیکہیے چند عرصے مین وہ باردار ہوئی خاتون
باعز و وقار ہوئی اور فرزند نرینہ جیسے الماس کا نگینہ مہر طلعت ماہ جبین انتہا کا حسین پیدا ہوا

جسنے دیکہا نثار ہوا کاوس شیدا ہوا موبدان اختر شناس سعد و نحس سے ماہر اور نجومی خوش قیاس
گردش مہر و ماہ جن پر ظاہر تہی حاضر ہوے بادشاہ نے کیفیت طالع اوس نے طالع کی پوچھی سب نے
بعد تامل بسیار بہت غور کرکے اظہار کیا کہ جوان بخت ہوگا شباب مین صاحب تاج و تخت ہوگا لیکن بعلت
اقتراہتان کے باعث پریشان خاطر رہیگا دل کا راز نکہیگا پہر کچہ ایسا مقدمہ دی کار ہوگا کہ مجبور غریب
دیار ہوگا پریشانی پہر دور ہوگی جمعیت خاطر حاصل طبیعت مسرور ہوگی صاحب فوج ہوگا ملک اور مال کا
مالک بڑا اوج ہوگا پہر دفعتہ یہ ڈہنگ ہوجائے کہ جنگ ہوجائے اور گرفتار ہو بیجرم و گناہ تیغ آبدار ہو مگر نام اوس
خانہ بدوش کا سیاوش رکہا چاہیے **فردوسی** چو شد دیدان کودک چون پری بچہر نشان
بہتا آزری جہاندار نامش سیاوخش کرد بر و چرخ گردندہ را بخش کرد بادشاہ کو خوشی تو
ہوئی مگر مآل کار کا نجومیون کے اظہار سے ملال رہتا تہا اسی کا خیال رہتا تہا رستم اوس اختر تابندہ
کو دیکہکے پرورش کا طلبگار ہوا کاوس نے حوالہ کیا چند عرصے مین طریقہ فرمانروائی آداب شاہی سیکہا
اور فن سپہگری مین بہی کوئی دقیقہ باقی نرہا **فردوسی** سیاوش چنان شد کہ اندر جہان
بمانند او کس نبود از مہان اور سوای شکار شیر اور کسی جانور پر رغبت اوس دلیر کو نتہی جب
وہ نامور زمانہ ہوا تو رستم مع تحف و ہدایا اوسکو لیکے کاوس کی خدمت مین روانہ ہوا آمد کی خبر سنکے
کاوس نے وزیر امیر سپہ سالار اور نامدار استقبال کو بہیجے بڑے تجمل اور شوکت و شان سے
وہ نوجوان کاوس کے روبرو آیا مہر پدری خون جگری نے جوش کہایا کاوس نے کلیجے سے لگایا اور

اور اوسکے علم و ہنر پر مطلع ہوکر رستم کی تعلیم کی بہت تعریف کی پھر سات برس اپنے ساتھ رکھکے جو از فضل و
کمال باقی رہا تھا اوسمین بیمثال کیا القصہ ہر علم و فن مین طاق ہوا صورت اور سیرت مین خلف شہریار
شہرۂ آفاق ہوا قضای کار اسکا حال اور دہوم حسن و جمال کی سنکے سوداوہ دوسری جورو
کاوس کی سیاوش پر فریفتہ ہوئی حیلہ سوچنے لگی ایکدن کاوس سے کہا مین نے شاہزادی کی جانب
لیکے پالی ہی چاہتی ہون کہ اوسکا عقد سیاوش کے ساتھ ہو میرے پاس اوسکو بہیجدو کاوس نے سیاوش کو
محل مین بہیجا جیسے سیاوش نے سلام کیا سوداوہ کو ننگ کا خیال آیا نہ عار کیا تنگ بغل مین لیا خوب
پیار کیا یہ جوان عنادی عقل و دانا تہا طرز دلبری دیکہا مہر مادری کو نپایا بہت گہبرایا بظاہر شاہزادی کا
سوداوہ نے پیام دیا باطن مین اپنا کام کیا سیاوش زمانہ سازی کچہ دمبازی سے رخصت ہوکے اپنے مکان پر آیا
دو چار دن کے بعد پہر اوسنے طلب کیا اور صحبت نے دغدغہ غیر ہوئی یعنی خلوت تو عجب سیر ہوئی وہ لوئی زن
ضبط ہو سکا راز دل بر زبان آیا وقت امتحان آیا کہا مین تجہپر عاشق زار ہون مرغ بسمل سے زیادہ طپان
اور بیقرار ہون میرا مطلب برلا دام الم سے چہڑا کاوس کا جو تخت و تاج ہی وہ تیرے واسطے آج
ہی سیاوش نے کہا معاذ اللہ یہ لذ الزنا کا کام ہی تو مجہپر بہر کیف حرام ہی مین اپنی جان دونگا
جان ہو جہکے یہ حرکت ناشایستہ نکرونگا جب سوداوہ کو وصال سے یاس ہوئی تو بدحواس ہوئی آن کیدکن
عظیم خدای علیم فرماتا ہی فی الفور گریبان و امن تک پاش پاش کیا اور ناخن سے روی تابان کو خراش
بالون کو نوچا پریشان کیا ستم رسیدون کا سامان کیا شور و غوغا آسمان تک پہونچا آخر کہ کاوس

کان تک پہونچا محل مین آیا عجب تماشا نظر پڑا سو وہ وہ کو سٹرن پایا کپڑے سکے لتے چہرے پر ناخن
کے نشان آئینے کی طرح حیران ہی حال پوچھا اوس مکارہ نے کہا تیرے پسر ناخلف نے میرا دوپٹہ پہاڑ ڈالا ہی
بڑی کوہ کنی سے شیشۂ عصمت اوس سنگدل کے ہاتہ سے بچایا ہی ابہی مجکو و بوجا مین نے انکار کیا تو نوچا
کاوس نے سیاوش کو طلب کیا کہا یہ کیا غضب کیا اوسنے راست راست کم و کاست بیان کیا کاوس ہی
سن رسیدہ گرم و سرد روزگار دیدہ تہا وان سے دریافت کیا کہ سیاوش معصوم ہی بانی فتنہ یہی حرافہ
ہی اور اہل نجوم کی تقریر ہی اوس شاہ کشور گیر کو یاد تہی چاہا کہ اوس جہوٹی مکارہ کو تیغ بیداد
سے پارہ پارہ کرے چند امر مانع ہوئے ایک تو سراپردۂ خاص مین اور کوئی خواص غمگسار پر تیمار
نپائی دوسرے اوسکی اولاد کی خردسالی یاد آئی تیسرے بڑا یہ بچاو تہا کہ طبیعت کا لگاو تہا
قتل سے درگذرا دہمکا کے کہا کہ سیاوش بے گناہ تیرا سامان جعلی اوسکا شاہد ہی خدا
گواہ ہی اس راز کو افشا نکرنا اپنی عصمت خاک مین ملا کے مجکو رسوا نکرنا مگر وہ بے حیا کب
باز آتی تہی روز نیا فعل لاتی تہی اتفاقا ایک فاحشہ حاملہ اوسکے ہاتہ آئی شیطان کی نذر
دلائی بہت سے روپے دیکے اس بات پر اوسکو آمادہ کیا یہ سبق دیا کہ تو اپنا پیٹ گرا کے زنا کی
تہمت مین سیاوش کو لپیٹ لالچ برا ہوتا ہی وہ راضی ہوئی ایکشب کاوس محل مین سوتا تہا
یکایک غل ہوا کاوس چونکا پوچھا کیا ہی لونڈیون نے عرض کی فلانی مدنظر سلطانی حاملہ تہی اسوقت
وضع حمل کچا ہوا مردہ بچہ ہوا اوسکو روبرو بلایا رات کا وقت بادشاہ نے صورت تو دیکہی ماجرا

ماجرا پوچھا اوسنے حرف بحرف سوداوہ کی تعلیم بیان کی کہ سیاوش نے بصیغہ جبر و تعدی مجھے زیر
کرکے زبردستی بدفعل کیا مین روتی پیٹتی تڑپی کچھ پیش نگیا اوسی دن سے درد ہوتا تہا آج حمل گرا
سوداوہ نے کہا دیکھا تو اوسکو نیک پارسا جانتا تہا میری بات نمانتا تہا اللہ نے انکھون سے دکہایا
تیرے روبرو آیا کاوس نے صبح کو جلوس کرکے پہلے موبد اور نجومی بلائے وہ مردہ بچہ دکہاکر حال
پوچھا اون لوگون نے ہفتے کی مہلت لی جب خوب حقیقت دیکھی حاضر ہوکے عرض کی یہ نطفہ
بادشاہی شوکت و ثروت سے عاری ہی اگر نطفہ شاہ و شہریار ہوتا خفتہ بخت ہوتے طالع بیدار ہوتے

نشان بداندیش ناپاک زن　بگفتند با شاہ در انجمن　سوداوہ نے فریاد وزاری سے ہنگامہ

برپا کیا کہا رستم نے نجومیونکو دہمکایا ہی اس سبب سے اونہون نے یہ فقرہ بنایا ہی تو اپنے بیٹے کی
حمایت کرکے مجکو ذلیل و خوار کرتا ہی امر حق کا انکار کرتا ہی مین اپنا جوہر کرونگی یا زہر کہاکے
جان دونگی ناچار اس بات پر قرار ہوا کہ لکڑی کا انبار ہوا وہین آگ لگا دو جب شعلہ کرنا رنگ جائے
سیاوش اوسمین در آئے جہوٹ سچ کی حقیقت اوس حال مین کہل جائے غرضکہ مثل آتش نمرود
آگ جلی بعد اسکے وہ شاہزادہ خلیل مانند خلیل اوسمین جاکے ٹہہرا جسوقت باہر آیا دامن عصمت

مین وہان نظر نہ آیا ہمی گرد و دود　ز آتش برون آمد آزاد مرد　لبان پر ز خندہ و رخان ہمچو ورد
چو بخشایش پاک یزدان بود　دم آتش و آب یکسان بود　کاوس کو اپنے فرزند کی راستی کا

یقین ہوا سوداوہ کا برا کام ذہن نشین ہوا جلاد طلب ہوکے قتل کا اشارہ ہوا سیاوش اور رستم سفارشی ہوئے

درگذرنے کے سوا کچھ چارہ ہوا اگر وہ بدذات دن رات سیاوش کے کہاتے مین ہستی تھی اسی اثنا
مین خبر آئی کہ افراسیاب پھر با ساز و سامان عازم ایران ہی کاؤس نے کہا قوم ترک کے نزدیک ترک کرنا
عہد و پیمان کا بہت آسان سہل بات ہی عجب یہ قوم ہی بد انکی ذات ہی پریشانی مین عجز
سے صلح کرتے ہین و دلجمعی ہوتی ہی توڑتے ہین ابکی بار انکی آسایش تلخ کرونگا مملکت کو ویران
خراب تا بلخ کرونگا جب تک افراسیاب خستہ و خراب توران سے فرار ہوگا مجکو صبر و قرار
نہوگا سیاوش سوچا اس لڑائی کا بار اپنے ذمے لو سوداوہ کی جنگ زرگری سے نکلو کاؤس سے
عرض کی اس مہم کا اس بار فدوی امیدوار ہی تہمتن صف شکن اگر میرے ہمراہ ہوگا تو افراسیاب
بدونیزدان جلد تباہ ہوگا کاؤس نے رستم سے مصلحت پوچھی اوسنے بھی سیاوش کی خاطر خواہ صلاح
دی کہا شہریار راحت و آرام فرمائے یہ غمخوار سیاوش کے ہمراہ شرط خدمتگاری بجالائے القصہ فوج جرار
جوق جوق او خیل خیل مانند سیل روانہ ہوئی اور زر نقد فزون از شمار فیل جنگی کوہ پیکر اسپان
سبک جست رفتار مین صرصر یلان نامدار خنجر گذار جو میدان نبرد او معرکہ رزم کو بزم طرب سے
اچھا جانتے تھے اور عروس مرگ کا مہر نقد جان باندھکر نکھوتے تھے دامن گردلتے تھے ہزار دم
تلوار توڑتے تھے سیاوش کے ساتھ چلے کاؤس ایک منزل ہمراہ آیا وہان سے رخصت کیا اوسطرف
افراسیاب گرسیوز کا انتظار کرتا تامل سے چلا آتا تھا مگر سیاوش نے بجلدی تمام شہر بلخ کا محاصرہ کیا فرد

چو ایران سپہ رفت تنگ اندرون   بدروازہ بلخ برساخت جنگ

بارمان بلخ کا حاکم تھا کچھ دن نکلکے لڑا جب

جب عافیت تنگ زندگی تلخ ہوئی بہاگکے قلعے مین چہپا گرسیوز یلغار آیا پہر دونون لشکر لڑے لیکن تاب
گرزکوہ شکن اور شمشیر برق دم بہمن کی نلائے پہر فرار ہوکے قلعے مین آئے ہزار ہا سر پامال سم سمند
ہوئے دونون قلعہ بند ہوئے یہ خبر وحشت اثر سنکے افراسیاب بہت بیتاب ہوا شب کو عالم خواب
مین نعرہ کرکے چونک پڑا مخدرات عصمت متحیر حال پوچہنے لگین **فردوسی** چنین داد پاسخ کہ
پرسش مکن مکو اندرین وقت بر من سخن آخرکار جب تکرار کی نوبت آئی تو کہا مین نے
اسوقت خواب مین دیکہا کہ ایک صحرای پرخطر ہولناک ہی وہان سع لشکر مین کہڑا ہون جہان تک
نگاہ جاتی ہی سانپ نظر آتے ہین اور سر پر عقاب منہ کہولے تہرلتے ہین ناگاہ ایران کی طرف سے
تند ہوا چلی اور پہلوان آئے علم میرا انگونسار کیا خیمے کی طنابین کاٹکے مسمار کیا تمام فوج بہی میری قتل
ہوئی جو جی خون ہی پہر مجکو گرفتار کرکے کاوس کے روبرو لیگئے دو نوجوان بلند قامت خرد سال تخت
کے روبرو بیٹہے تہے وہ اوٹہے مجپر تلوار لگائی غصے سے نگاہ کی اوسکی ضرب سے مین نے آہ کی تاب
صدمہ دل پر ہی تعبیر دان حاضر ہوئے برعکس اوس خواب کی تعبیر کی افراسیاب کی تسکین ہوئی اونسے
کہا اس واقعے کی حقیقت بے کم و بیش بیان کرو سچ کہدو اوسکے خوف و ہراس نے ان سبکے ہوش و
حواس کہوئے تہے ایک نے جان کی امان مانگکے عرض کی کہ بالفعل سیاوش سے لڑنا مناسب نہین
صلح کرنی ضروری ہی وگرنہ اس جنگ مین ضرر ہی فتور ہی یہ بات افراسیاب کو پسند آئی اوسکو
خلعت و انعام دیا اور گرسیوز بہی اوسی روز بلخ سے بہاگ آیا افراسیاب نے ہدیہ ہای نادر گران بہا

تحفے نہایت تحفہ اور صلح کا نامہ لکھکے گرسیوز کو سیاوش کے پاس بھیجا سیاوش نے بہت تعظیم و تکریم سے بائین
طرف تخت پہ بچھوا کے بٹھایا لطف سے پیش آیا بہت رستہ تہمتن خیو و ہمت چپ گرسیوز روبرو مجلس طرب
قرینے سے سب پہلے اوسنے نامہ پا رخصت کے وقت پیام زبانی عرض کیا تخلیے مین سیاوش نے جہان پہلوان
مرد کار روان سے نامے کا مضمون بیان کر کے مصلحت وقت پوچھی تہمتن نے کہا افراسیاب اپنے لڑنے کی
تاب نلایا پھر صلح آیا لیکن وہ جھوٹا مکار ہی اوسکے قول و فعل کا کیا اعتبار ہی دو شرطین جو قبول کرے تو
مضایقہ نہین ایک تو یہ کہ سو آدمی بطریق گرو بھیجے اوسمین بعض عزیز و اقربا اپنکے سا آئے جو پہلوان نامدار
دوسرے ایران سے جو کچھ لوٹکے لے گیا ہو جس بستی کو اوجاڑ کیا ہو اوسکو بسائے لوٹ ہمارے پاس
پہونچا دے تو صلح ہو جائیگی دوسرے روز گرسیوز کا جواب لیکے آیا سیاوش نے شرطونکو سنایا گرسیوز نے سب ماجرا
افراسیاب کو لکھا اوسنے قبول کیا پہلوان نامی عزیز گرامی حسب طلب روانہ کیے اور سمرقند و بخارا
اوسکے قبضے مین تھے خالی کر دیے آپ بادل تنگ توران سے لب گنگ قیام کیا سیاوش نے وہ
اسباب بطریق پیشکش رستم کے ہمراہ کیا فتح کی صورت کاوس کو آگاہ کیا یہان تہمتن کے
آنے سے پیشتر افراسیاب کے خواب کی خبر کیکاوس کو پہنچی تھی نجومیون سے مآل کار کا حال معبرون
سے تعبیر سب کچھ پوچھ لیا تھا وہ بالاتفاق یہ کہتے تھے کہ نصرت و اقبال شاہی سال افراسیاب کا
اضمحلال ہو جائیگا مقصد آئیگا جسدم جہان پہلوان مع ہدیہ افراسیاب اور صلحنامہ کاوس کے روبرو لایا بہت
اور غصہ ہو کر تیوریہ پھیر لیا کہا تعجب سے مین چشم انتظار کا طلبگار ہون اگر تجھو اس لڑائی سے انکار ہی

چندے آرام کرو دوسرا شخص اس کام پر چلیا ہی تہمتن کو یہ کلمہ سخت گران گذرا غرض پھر ابو انکو
ہمراہ رکاب ظفر انتساب کے رکھیے کسی اور کو اس لڑائی پر نامزد کیجیے کاوس نے اوسی دم طوس کو
سالار لشکر کیا سیاوش کو یہ پیام دیا کہ وہ جو سو آدمی افراسیاب نے بھیجے ہین اونکو میرے پاس
روانہ کردو ہدیہ و سوغات سترد کرو اور فوج و لشکر طوس کو حوالے کرکے یہان چلے آؤ سیاوش ماجرا سنکے
افسردہ خاطر ہوا دل مین سوچا کہ باپکی اطاعت و فرمان برداری مین عہد شکنی ہوتی ہی تمام زمانہ تا محشر کا لم
کہیگا اور عدول حکمی مین کہان جا سکے گا اسی طرح دو چار گھڑی عقل سے اور دل سے گفتگو
رہی پھر افراسیاب کے لوگون کو اوسی کے پاس رخصت کیا نامہ لکھا کہ کاوس صلح پر راضی نہوا مین
اعتراض مین آیا طوس کو سپہ سالار بنایا وہ مستعد جنگ آمادہ کارزار آتا ہی خبردار مین نے عہد و پیمان پر ثابت رہا
سلطنت کو چھوڑا یار و دیار سے منہ موڑا سلسلہ الفت و محبت توڑا اب یہ عزم بالجزم ہی وہان جا کے کسیکا سر
سے ہاتھ نہ لیے وہ خون آشام ہی و درپی انتقام ہی والسلام افراسیاب نامہ کو پڑھکے غمگین ہوا
لڑائی کا یقین ہوا پہلے تو کاوس کو نفرین لکھی سیاوش کو تسکین لکھی پھر یہ تحریر کیا کہ کاوس
سے مجکو کسی طرح آشتی منظور نہین اور طوس بیچارہ ہی اوسکو لڑائی کا شعور نہین جسدم فوج مقابلے
مین آئیگی سر میدان گوشمالی ہو جائیگی اور آپکی تشریف آوری جو لکھا تہا اگر اسطرف چلے آؤ دلکو سرور
آنکھون کو نور ملے گا کاوس کا جہد انشرین ہو جائیگا جو نسا ملک تو چاہے خواہ دور بہتر راحت کو منظور
ہوگا بجان و دل حاضر ہی ۔ تو فرزند باشی و من چون پدر ۔ بود هم پیش فرزند بستہ کمر

جسدم جواب باصواب افراسیاب کے پاس سے آیا سیاوش بشاش ہو ابہرام کو بلایا مملکت بلخ اور خزانہ
تمام سپاہ اوسکے سپرد کی طوس کی راہ نہ دیکہی تین سو سوار ہمراہ لیکے توران کی راہ لی جیحون سے پار ہوا
افراسیاب سے دوچار ہوا پہر نامہ کاوس کو بصد رنج و الم رقم کیا کہ ایک زن مکارہ عیارہ کی تہمت بیجا
سے میرا قتل گوارا تہا نجومیوں نے بلا ترغیب بیگناہی کی گواہی دی اسپر آتش غضب نہ بجہی جلتی ہوئی
آگ میں سوداوہ کی لاگ سے ڈالا دانای نہان و آشکارا نے سلامت اوس سے نکالا جب یہین کے
افراسیاب کو تنگ کیا جنگ سے صلح کی نوبت باین شان و شوکت پونہچائی مفسدون کو پہر کاٹے
اسکو پسند نہ آئی اولٹے مورد عتاب تقصیروار ہوا طوس فوج کا سپہ سالار ہوا آیندہ کس جانفشانی پر
امیدوار عنایت و مہربانی ہوتا تاکی بیہودہ اوقات کہوتا ایسی باتوں سے مجبور ہوکے اپنے پاؤں سے دامن
اژدر مین نقشہ جہکر دی آیا تنگ ہوکے ننگ گوارا کیا اگر دشمن خواری سے ہلاک کرے بہتر ہی نہ کہ باپ
بیزاری سے انکہ اوٹہا کے دیکہے **فردوسی** زشادی بکردم دل خود رہا شدم من زغم در دم اژدہا
القصہ افراسیاب سیاوش کی آمد سنکے استقبال کو آیا دوبدو ہوئے تو گہوڑے سے اوترا **فردوسی**

سیاوش چو اورا پیادہ بدید | فرود آمد از اسپ پیشش دوید | گرفتند مر یکدگر را ببر
ببوسہ داوند بہ چشم و سر

پہر سیاوش کو سوار کیا دروازۂ شہرپناہ سے دیوان خاص تک سیم و زر
نثار کیا اور جشن شاہانہ ترتیب ہوا ایک طرف مطربان خوش صدا نغمہ پرداز اور کہیں سارنگ رباب چنگ و سرود و دہل
سے لیکر حاضر ہوئے اپنے قرینے سے بیٹہے ایک سمت پریرخان مہ جبین شنگ لعبتان چین کا مجمع

مجمع ہوا غلغلۂ عیش و نشاط تا چرخ بریں پونہچا تا ہی و نوش کا شغل رہا افراسیاب سر محفل سیاوش
کی مدح کرنے لگا کہا پروردگار نے تین شرف تجکو عطا کیے ہین ایک تو یہ کہ نسل کیقباد سے ہی
دوسرے اس سن و سال مین راسخ الاقرار ہونا محال ہی تیسرے صاحب حسن و جمال ہی ایک جہان مفتون و
شیدا ہی یہ ہماری خوش نصیبی ہی کہ تونے اس سرزمین کو فردوس آئین کیا اگر گوشہ کلاہ میرا
آسمان فرسا ہو تو بجا ہی تجسا جلیل القدر شاہزادہ عالی گہر میرے شہر مین رونق افزا ہی سیاوش
اس الطاف و عنایت سے بمرتبہ اتم مسرور ہوا رنج و ملال طبیعت سے دور ہوا کلمات شکریہ زبان
لایا کہا یہ جو کچھ ارشاد ہوا فقط مراحم شاہانہ ہی وگرنہ بندہ غریب دیار بی یار و مددگار گم کردہ آشیانہ
ہی اب ہر روز محبت و الفت کی ترقی ہوتی تہی دل کی کلفت کھوتی تہی چند عرصے مین مشیر
خاص باختصاص ہوا رطب و یابس سے مشورہ سیاوش ہوتا تہا پہلے یہ جب آرام کر لیتا تو افراسیاب
سوتا تہا پیران ویسہ کہ اتابک سلطنت اور عقل کل افراسیاب کا تہا اوسنے یہ چال اوس صاحب اقبال
کا جو دیکھا سیاوش کو تنہا لے گیا اور یہ کہا فردوسی بدین مہربانی کہ با تست شاہ
بنام تو خسپد در آرامگاہ چنان دان کہ خرم بہار تو ئی نگارش توئی غمگسارش توئی
آپ ایسے شفیق کے پاس سے دور جانا عقل کے نزدیک ناروا ہی بڑا ہی مصلحت یہ ہی کہ آپ ہی
شادی کیجیے کہ مونس و غمگسار ہو شب تنہائی مین جلیس و وفا شعار ہو سیاوش راضی ہوا
پیران نے اپنی بیٹی کا کہ یا اوسکو جریرہ کہتا تہا اور نام اوس سنبر کا کل شہر تہا اسکے ساتہ عقد کر دیا

نہایت حسین وہ مہر جبین تھی شمع انجمن افروز شب تار یادگار روزگار خجستہ اطوار تھی فردوسی

سیاوش چو روی جریرہ بدید | خوش و خوب خندید و شادی گزید
شب و روز خاطر عہدیدہ اوسے

خرم وشاد کرتا تھا ہو لیکن کبھی کبھی کاوس کو اور سلطنت ایران کو نہ یاد کرتا تھا اتفاقا کسی ملازم نے سیاوش سے کہا آپ نے شادی مین جلدی کی مگر نہ افراسیاب نے اپنی بیٹی فرنگیس غیرت بلقیس تجویز کی تھی سیاوش نے جواب دیا اب کیا بگڑا ایسے مقدمون مین اتنی بات سے کہین خلل ہوتے ہین بادشاہزادون کے سیکڑون محل ہوتے ہین یہ کہکے افراسیاب کے موبد خاص کو پاس بلایا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ افراسیاب مجھسے محبت اپنے فرزندون سے زیادہ کرتا ہی اور مین بھی باپ سے زیادہ اوس شاہ عالیجاہ کو سمجھکے پناہ لایا ہون اگر مجھکو دامادی مین سرفراز کرے شفقت سے بعید نہو یہ خبر افراسیاب سنکر راضی ہو گیا سیاوش نے گلشہر سے اجازت چاہی وہ عاشق زار تھی فریفتہ شار تھی کہنے لگی میری عین خوشی ہی تجھسے زیادہ فرنگیس کی اطاعت کرونگی لونڈیون کی طرح خدمت مین رہونگی اور اوسی روز رسم کے موافق سامان ساچق درست کرکے خود گئی فردوسی

زمین را ببوسید گلشہر گفت | کہ خورشید را ناہید جفت

اور ایسی خدمت کی کہ فرنگیس اسکی عاشق ہوگئی ایک ہفتہ جشن خسروانہ مجلس بے تکلفانہ رہی آٹھوین دن فرنگیس سیاوش کے عقد مین آئی نقد و جنس بیحد و جواہر ہاتھی گھوڑے بہت سے افراسیاب نے جہیز مین دیکے حکومت چین اوس رشک غزال ختن مہ جبین کو دی کہ چند روز کے بعد غیرہ وہان سیر کرے سیاوش تو فرنگیس کو ساتھ

ساتہ لیکے چین مین آیا اور یہ حال مفصل کسی نے کاوس کو سنایا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی بہت غمگین ہوا
رستم بہی بے اجازت سیستان مین جاکے خانہ نشین ہوا کاوس نے طوس کو نامہ لکہا جبتک تو نے منع کیا ذکر یاہی
فساد باعث تحریک لشکر سیوز تہا کہ وہی افراسیاب کا داماد تہا اور سیاوش کا
پہنانی عدو جانی لکہا ہی کہ سیاوش جو چین مین گیا وہانکی آب ہوا سے چین نکلا کچہ لوگ اطراف
جوانب مین رخصت کیے کہ کوئی سرزمین پر فضا ڈہونڈ خبر کرو آخر کار کنار گنگ سبکو پسند آیا سیاوش سے آکے کہا

نہ گرماش گرم و نہ سرماش سرد	ہمہ جای شادی و آرام خورد	نہ بینی دران شہر بیمار کس
یکے بوستان از بہشت و بس		

سیاوش نے جاکے دیکہا صحرای پر فضا دریای گنگ کا کنارہ اوسی جا عمارت
عالی کی بنا ڈالی اور قلعہ مستحکم بنوایا اوسمین ایوان کلان عمارت کی جان طیار ہوا مصوران سبکدست
باریک نظر نقاشان نادر ملک کاوس و قباد و پشنگ و افراسیاب سام نریمان زال و رستم و دستان کی
تصویرین کہچوا کے تختہ ارژنگ مرقع مانی سے مثل لاثانی کردیا افراسیاب یہ خبر سنکے خوش ہوا اوسی دم
ہزارہا روپے اور کاریگر ایک سے ایک جلد دست بہتر تلاش کرکے بہیجے اور لکہا جو کچہ صرف ہو خیال نکرنا
روپے کا ملال نکرنا خاطر خواہ بنانا دم سفر چین سیاوش فرنگیس کو ہمراہ لایا تہا اور گلشہرہ بہی جریرہ کو
پیران ویسہ کے پاس چہوڑ آیا تہا اسواسطے کہ وہ حاملہ تہی راہ کی صعوبت نہ اوٹہا سکتی جب تو مہینے گذرے
بیٹا پیدا ہوا گلشہرہ اپنی جسیارہ افراسیاب کی اوسکو دودہ پلاکے فرود نام رکہا اور بموافق رسم توران زعفران
ہاتہ کے ہاتہ مین لگا کر نشان پنجہ زعفرانی سیاوش کے پاس نشانی بہیجا اور بہت سے تحائف بہی

کرسیوز کے ہمراہ روانہ کئے یہ بہی افراسیاب کا داماد تہا مگر بڑا کینیا وہ بدنہاد تہا سیاوش کے کینے اوس
کمینے کے سینے مین تہے ہر دم منتظر وقت کمین مین رہتا تہا فساد مین کمی نکرتا تہا الا افراسیاب کے
ڈر سے کچہ کسی سے نکہتا تہا جب پر فتور یعنی گرسیوز سیاوش پاس پہنچا وہ مسرور ہوا اوسکو بہت کچہ دیا مگر استقبال
نکیا اسکی بدباطنی کا خیال نکیا ہر روز فوج کا جائزہ مکانات کا تماشا اوسکو دکہاتا اس کوتہ بین کو رشک آتا
کچہ دنون کے بعد یہ نطفہ غلط رخصت ہوا افراسیاب کے پاس آیا قساوت قلبی سے سیدہی باتون کو
اولٹے قالب مین سنایا سیاوش کا ڈہنگ طبیعت کا رنگ منحرف بیان کیا اور لشکر جرار کا جمع کرنا
بعزم رزم و پیکار اظہار کیا اور کہا اوسکے تیور سے ظاہر ہوتا ہی کہ صبح و شام توران مین فساد عظیم برپا ہو
دشمن بغل مین ہی دیکہیے انجام کیا ہو افراسیاب بزدلا روبہ بازی مین آگیا دہوکا کہا گیا اوس نہنگ بیشہ
شجاعت کی تدبیر سوچنے لگا لیکن کسی پر ظاہر نکیا پہر یہ صلاح ٹہہری کہ حیلے سے سیاوش کو یہان بلا کے
گرفتار کیجیے قید و بند مین ذلیل و خوار کیجیے نامہ طلب پہر اوسی بدباطن کے ہاتہ بہیجا سیاوش نے اوسکی
خاطر داری اور سفر کی طیاری جلد کی یہ منظور ہی تعمیل حکم مین مقدمہ برعکس سمجہا کہ اگر یہ فورا پہونچ جائیگا
میرا کلام باطل ہوگا افراسیاب اسکی توقیر بڑہاے گا تہا سیاوش کو بہکا کر وہ خاطر ہوکے
کہنے لگا دوستانہ اتنا کہتا ہون جلد جانا مناسب نہین اگر دانا ہو سمجہ جاوگے نہین تو پچہتاوگے
سیاوش اسکا سبب پوچہنے لگا اوسنے تجاہل کرکے ٹالا یہان تک کہ قسم کا حرف زبان پر آیا ایسا جال
بچہایا بعد تمہید بیان یون بیان کیا کہ افراسیاب کو تیرے جاہ و حشم کا رشک ہی غم ہی تجہسے آشفتہ خاطر ہی طبیعت

طبیعت برہم ہی چاہتا ہی کہ تجھے بلاکے بیاستم کرے گلا تیرا تیغ دودم کرے سیاوشس نے جواب دیا
کہ وہ مجہسی محبت و الفت رکہتا ہی دنیا مین داماد کا جلا و نہین سنا یہ حرکت اوس سے نہوگی کرسیوز کہنے لگا
داماد کی حقیقت بہائی سے زیادہ ہونے مین نہین آئی جو حقیقی بہائی کو حلال کرے اوس حرام زادے کی
محبت کا کون خیال کرے اور جو چلنا ہی منظور ہی تو اوکی بار نامہ لکہ کہ فرنگیس کی طبیعت علیل ہی
میرے آنے کی کون سی سبیل ہی بعد صحت حاضر خدمت ہونگا سیاوش راستباز نشیب و فراز کچہ
نسوچا نامہ لکہکے حوالے کیا پہر تو اوسکی بن آئی افراسیاب کو خوب بگاڑا آگ لگائی اوسی دم لشکر
جرار بہم کرکے افراسیاب نے کوچ بکوچ سفر اختیار کیا کرسیوز کو لشکر کا سالار کیا جسدم آنے کا حال سیاوش

نے سنا فرنگیس سے کہا کرسیوز سچا تہا	فردوسی		فرنگیس بگرفت گیسو بدست
	کل ارغوان تا بفندق بخست	ہمی کند موی و ہمی ریخت آب	زگفتار و کردار افراسیاب

فرنگیس نے مشورہ دیا کہ تو ایران کو چلا جا مین مجبور ہون یہ بار لیکر تیرے ہمراہ فرار نہو سکونگی کیف ما
شام و سحر اسی جا بسر کرونگی پانچ چہہ مہینے کا حمل تہا گہوڑے کی سواری اور بہاگنے مین اسے خلل تہا
سیاوشس نے ہزار سوار ایرانی جانفشانی کرنے والے ساتہ لیے چلا دم رخصت فرنگیس سے کہا اگر پروردگار
تجھے فرزند عطا کرے تو کیخسرو نام رکہنا ہماری یاد علی الدوام رکہنا افراسیاب اسکے فرار سے
آگاہ ہوکے یلغار آیا تقدیر نے مقابلہ کروایا ہزار سوار کی حقیقت لاکہون کے روبرو کیا ہوتی ہی ایک کی
دو سرے دو ا ہوتی ہی سبکے سب جان سے سیر ہو کے تہ شمشیر ہوے سیاوش کا گہوڑا پی ہوا وہ پیادہ ہوا

رگ کا آمادہ ہوا افراسیاب نے فوج سے کہا اس شیر کو حلقے مین گھیر لو پاس نہ آئے دو وہ تدبیر کرو دور
سے باران تیر کرو ولاوروںکو اسکی تنہائی کا ملال ہوا قتل سے انکار کیا مگر زندہ گرفتار کیا فرنگیس نے
دامن و گریبان چاک سر و روی خستہ بخون و خاک کیا اور افراسیاب کے روبرو آئی بنت کے یہ کلمے زبان پر لائی ؎

مکن بی گنہ بر تن او ستم | کہ گیتی دو در و زشت بر باد دوم
چو دستان و چون رستم کینہ جو | زکین سیاوش بنوشند آب
دل شاہ توران بر و بر بسوخت | ہمین خیرہ چشم خود را بدوخت

کنون زندہ بر گاہ کاوس شاہ
کند خلق نفرین بر افراسیاب

فرنگیس کی امید قطع ہوئی ناچار با دل زخمدار امید نظارہ اسپین سیاوش کے قرین آئی

فردوسی

دو رخ را بکند و فغان بر کشید | ہمانا کہ روی سیاوش بدید
بگفت از پدر این کجا بد امید | کہ از غم بلرزاندم ہمچو بید
خدا مشکلت را بر آسان کناد | دل بد سگالت ہراسان کناد

دو سہ روز غم اندوز ہوا

افراسیاب نے گروی نام ایک پہلوان تھا اوس سے کہا کہ سیاوش کو سر میدان کشان کشان لاوے چلا

سیاوش بنالید بر کردگار | کہ ای برتر از جای و از روزگار
یکی شاخ پیدا کن از تخم من | چو خورشید تابندہ بر انجمن
کہ خواہد ازین دشمنان کین من | کند تازہ در کشور آئین من

غرضکہ پہلوان نے طشت طلب کیا سیاوش کا سر کاٹنے کے ہر تیغ چڑھایا اور طشت خون افراسیاب کے سامنے لایا

یکی طشت بنہاد زیر برش | جدا کرد ازان سرو سیمین سرش

اوس سفاک بیباک نے سر لٹکا کر خون اوس کا بر سر زمین بہا دیا لکھا ہی کہ جب وہی زمین خون بیگناہ سے رنگین ہوا تو خالق لیل و

لیں و نہارے بطریق یادگار ایک کہاس کو اوس مقام سے پیدا کیا خون سیاوشان اوسکا نام ہی فایدہ

اوسکا زبان در خاص و عام ہی
بسے خلق را فایدہ ہست زو

کیا را گنونت دہم من نشان
کہ ہست اصلش از خون آن ماہ رو

کہ خوانی ہمی خون اسیاوشان
فرنگیس با جان سوختہ و دل اعدا

اوسکے مزار پر گئی نالہ و آہ کیا کی حال بہت تباہ کیا کی افراسیاب کو اس حال کی جب خبر ہوئی گرسیوز
سے کہا اوسکو قید کرکے ایسا مارو یہ تکلیف دو کہ اس پیٹ مین اوسکا پیٹ گر جائے اسقاط حمل ہو
کو زیست مین خلل ہو اور الفت سیاوش سے اسکی طبیعت پھر جائے پیران ویسہ اس قصے سے آگاہ آگاہ
ہوا افراسیاب کے حضور مین آیا یہ کلمے زبان پر لایا فردوسی

نہ اورنگ شاہی نہ تاج و نہ تخت
اگر شاہ روشن کند جان من
ہمانا نخوبید فرنگیس بخت
وستہ در اور اسفجان من

افراسیاب نے جواب دیا کہ اس شرط سے کہ کبھی گھر سے بیرون در قدم رکھنے نپائے اور جسوقت لڑکا
ہو تو میرے روبرو آئے پیران ویسہ نے سب کچھ قبول کیا اپنا مطلب حصول کیا فرنگیس کو اپنے
گھر میں لے آیا رونے پیٹنے کو منع کیا تشفی کرکے نشیب و فراز سمجھایا القصہ جب مدت حمل پوری
ہوئی درروزہ ہوکے لڑکا پیدا ہوا نام اوسکا حسب وصیت سیاوش خسرو کیخسرو رکھا اور دودھ
پلانے کو دایہ مقرر کرکے گلہ بان جو معتمد علیہ تہا لڑکا مع دایہ اوسکے حوالے کیا اور تاکید کی
کہ صحرا میں اوسکو دودھ دایہ سے پلاکے آرام سے پرورش میں مصروف رہنا اور اس حال کی کسی کو خبر
نہونے پائے یہ لڑکا زبان پر ہرگز نہ آئے وہان اوسی شب کو خواب افراسیاب نے دیکھا کہ ایک شخص

شمع روشن ہاتہ مین اوسکے پیچہے سیاوش تلوار کہینچے آیا ہی چاہتا ہی کہ میرا چراغ ہستی گل کرے مملکت
مین اندہیرا بالکل کرے اور یہ کہا **فردوسی** ازین خواب نوشین سر آزاد کن ز فرجام گیتی یکی یاد کن

افراسیاب بصد اضطراب		شب زادن شاہ کیخسروست	که روز نو آئین و جشن نوست

چونک پڑا پیران کو بلا کے پوچہا فرنگیس کے گہر مین لڑکا پیدا ہوا اوسنے کہا درست ہی کہا میرے روبرو لائین
دیکہونگا پیران نے ایسے جواب دیا کہ فوراً اوس لڑکے کو مینے جنگل مین پہنکوا دیا باوجود وعدہ سامنے نلایا اسمین یہ
مصلحت تہی کہ تجہے آفت عظیم سے بچایا قتل یتیم سے بچایا ایک تو سیاوش کو بے ثبوت جرم و گناہ
عداوت بدخواہ سے قتل کر چکا ہی زمین لہو سے بہر چکا ہی اب جو یتیم کا خون بر فرش خاک گرتا آسمان پہ
عرش پاک کرتا کونسی تدبیر کام آتی آفت و بلا سے ساکنان شہر کو بچاتی لکہا ہی کہ جس روز سے ہنگامہ قتل
سیاوش ہوا تہا افراسیاب ہر شب خواب پریشان ہولناک دیکہتا تہا روتا تہا چین سے نسوتا تہا اور سیوش
کا فتور کہل گیا تہا کوفت سے ہردم کے افراسیاب کا بدن گہل گیا تہا یہ سنکے چپ ہو رہا کچہ نکہا جب
کیخسرو اوس صحرا مین سن سن کا ہوا پیران نے معلم و ادیب یکتای روزگار تیر انداز شہسوار کشتی گیر جو جو علم و
ہنر شاہ و شہریار زادون کے ہوتے ہین شاہزادے جس روش سے پرورش پاتے ہین جتنی چیزین اونکو
سکہاتے ہین سب کچہ اوسکو اوسی دشت مین سکہایا جسدم اوسنے سب مدارج سے چہٹی پائی پیران نے
کیخسرو کی ہمت و جرات جودت طبیعت کی خبر آئی تو ایک روز بر سبیل تذکرہ افراسیاب سے کہنے لگا کہ
فرنگیس کا بیٹا جنگل مین پرورش ہوا تہا اوسکو جنون ہو گیا دن رات دیوانون کی طرح پہرتا ہی بکتا ہی کوئی

کوئی کام اوس ناکام سے ہو نہین سکتا ہی افراسیاب نے کہا میرے سامنے اوسکو لاؤ کسی سے بلوا بہیجا پیران ویسہ
خسرو کو سکہا کے لے گیا کہ اگر افراسیاب تجہسے گفتگو کرے یا کچہ حال پوچہے تو دیوانہ وار گفتگو کرنا مجنونانہ
باتین کرنا القصہ جب خسرو افراسیاب کے روبرو آیا ندامت سے اوسنے سر جہکایا دم تقریر کہنے سے خسرو نے عجب باتین
کہین اگر صبح کا حال پوچہا تو مذکور شام کیا ہر طرح سے اپنا کام کیا افراسیاب کی خاطر جمع ہوئی انتقام خون پدر کا کہٹکا
مٹا کہ یہ مجنون ہی حال اسکا زبون ہی یہ نسمجہا کہ خرابی انجام کار ہی دیوانہ بکار خود ہشیار ہی حکم کیا کہ یہ لڑکا فرنگیس
کے حوالے کرو کچہ کہانے کو مقرر کردو کہ دونون گذر کرین سر قبر سیاوش زندگی بسر کرین غرض کہ وہ عمارات
عالیشان تحفہ مکان سیاوش نے بنوائے تہے اب ویران بے مکین تہے یہ وہان گوشہ نشین ہو دونون عزلت گزین ہوے

آگاہ ہونا پدر پیر کا قتل فرزند جوان پر نالہ پہونچانا زمین سے آسمان پر رستم کی طلب سوداوہ کا مارنا افراسیاب کی لڑائی

جسدم یہ خبر وحشت اثر جانگزا قتل سیاوش کی ایران مین کاوس کو پہونچی کہ بیٹا اس ذلت و خواری سے
مارا گیا بیگناہ کا سر ناحق اوتارا گیا الفت پدری نے سینے مین جوش کہایا لخت جگر خوناب دل
کے راہ ہوکر چشم تر کی راہ سے نکل آیا لشکر نصرت اثر کو جمع کرکے رستم ناموَر کو بلایا حال سنایا
تہمتن نے شدت سے گریہ وزاری فریاد و بیقراری کی پہر کہا یہ سب فساد سوداوہ بدبخت کی بدولت ہوا اگر
او سپہر ہمت بیجا نہ کہتی تو وہ کلہے کو افراسیاب کے پاس جاتا یہ روز سیاہ پیش نہ آتا کاوس نے کہا سچ
ہی رستم نے کہا ایسی مکار خونخوار عورت سے گرفتار رہنا عقل مصلحت اندیش کے نزدیک بہت واہی

باعث فتنہ سو جب فتور ہی	کسی کو بود جہت انجمن	کہن ہتہرا ور از فرمان باز
اگر نیک ہو وی تن و رامی زن	زنان را مزن نام بود نہ زن	یہ کہکے مجلس آرای سلطانی مین جا کر

سوداوہ کا سر تن سے جدا کیا اور تامل بالشکر گران متوجہ سر زمین ایران ہوا قتل سوداوہ سے
مرگ سیاوش مشتہر ہوئی گہر گہر خبر ہوئی یلان نامدار سپہ لار تیغزن خنجر گذار سیاوش کے ماتم دار ہوے
سب نے لباس سیاہ کیا عزم انتقام خون بے گناہ کیا بادل خار خار آمادہ جنگ مستعد پیکار ہوے
اثنای راہ مین حاکم سنجاب نے مقابلہ کیا ایک ضرب مین دو ہوا یہ خبر افراسیاب کو پہونچی
سرخہ نام ایک پہلوان زبردست نشانہ زور سے بدست تہا تیس ہزار سوار آمادہ پیکار اوسکے
ساتہ کر کے رستم سے لڑنے کو بہیجا جس دم مقابلہ ہوا پہلے سرخہ میدان مین آیا روی سیاہ
پردے سے نکلکے دکہایا اور مبارز طلب ہوا فرامرز رستم کا بیٹا تہا اوسنے آکے کمند مین
لپیٹا سر میدان یہ ہنر دکہایا کہ اوس مرگ رسیدہ کو زندہ گرفتار کر کے رستم کے روبرو لایا پہلتن
نے طوس سے کہا مثل سیاوش اسکو ذبح کر کے کاوس کے پاس بہیجدو کہ کچہ اوسکو تسکین ہو
اسواسطے کہ افراسیاب سرخہ کو اپنے بیٹے سے کم نجانتا تہا غرضکہ طوس نے طشت منگا سرخہ کو ذبح
کیا وہ طشت پر خون اور سر اوس بخت برگشتہ کا کاوس کے حضور مین روانہ کیا اس حادثے
سے افراسیاب کی کمر ٹوٹ گئی زمانہ نظر مین سیاہ ہوا ایسا حال تباہ ہوا ضبط کی عنان ہاتہ سے
چہوٹ گئی کہا اب نوبت ہماری ہی مرنے کی طیاری ہی اور اطراف و جوانب سے فوج بیحساب

بیحساب جمع کرکے رستم کے مقابلے کو آیا جسدم سامنا ہوا اور طرفین سے صف کارزار طیار ہوئی

جہان تک پیک نظر جاتا تھا سوار و نکا پرا نظر آتا تھا فردوسی	نہان گشت خورشید گیتی فروز
تو گفتی نہ شب بود پیدا نہ روز / شد از سم اسپان زمین لالہ رنگ	ز نیزہ ہوا شد چو پشت پلنگ

پیلسم پیران ویسہ کا چھوٹا بھائی تھا بڑا زبردست جوان بہر دمان آ کے کہا آج رستم سے میں مقابلہ کرونگا اور سیاوش نے کہا جو تو اوسے مارے گا تو نصف توران اور اپنی بیٹی نوجوان تجھے دونگا حاکم کرونگا اور گھوڑا بخاصہ مع سلاح جنگ اوس نہنگ بحر شجاعت کو دیکے رخصت کیا بڑے کروفر سے

پیلسم سر سیداں آیا فردوسی	با یرانیان گفت رستم کجاست	کہ گویند کو روز جنگ اژدہاست
چو بشنید گیو این سخن بر دمید	بزد دست و تیغ از میان بر کشید	پیلسم نے بچستی تمام تلوار خالی

دیکے نیزہ گیو کی ہین لگاکے چاہا کہ خانہ زین سے اوٹھالون فرامرز نے بجلدی تمام تلوار علم کرکے نیزہ قلم کیا پیلسم نے جھلا کے تلوار پر ہاتھ ڈالا اور اس چمک سے لڑنے لگا کہ آنکھ خیرہ ہوتی تھی گیو اور فرامرز دونون کو عاجز کیا رستم نے یہ حال دیکھکے رخش کو جولان کیا عزم میدان کیا اور بڑا آگے گیو اور فرامرز کو جدا کیا خود مقابلہ کیا پیلسم نے اوسی گرم خیزی مین تلوار رستم کے سر پر لگائی چھناکے کی آواز آئے تلوار ٹوٹکی ہاتھ سے چھوٹکی مگر رستم پہلوان کا مغز پریشان ہوگیا

بخشم اندر اندیشہ تا مد ازو	عنان را بپیچید و رکاز زار	یکی نیزہ زد ور کمر بند او
ز زین برگرفتش بکردار گو	ہمی برد تا قلب توران سپاہ	بیفگند خلقش خوار در قلبگاہ

چنین گفت رستم بافراسیاب	که این پهلوانست با جاه و آب	کنون دختر و گنج و مال و سپاه
بدو ده که زیبد باو تاج و گاه	بامید دختر یلان را بجنگ	فرستاده خواهی تو بی نام و ننگ
بجای سیاوش چه کردی وفا	که دیگر کسان را نمائی صفا	ایسے کلمے سخت اوس صاحب افسر و تخت

کو سنا کر پیلسم کو قلبگاہ مین پہینک کے اپنے لشکر کی طرف پہرا کسی کو اتنی جرات نہوئی کہ رستم سے آنکہ ملاوے
جسطرف بڑہتا تہا کوئی منہہ پر نہ چڑہتا تہا پہلوانون کا دل ٹوٹ گیا پیلسم کے بانڈہنے سے جی چہوٹ گیا
جس سے افراسیاب نے لڑنے کا اشارا کیا وہ بگڑنے لگا زمین پکڑنے لگا ایک نے سامنا نکیا مجبور افراسیاب
نے بصد پیچ و تاب گہوڑا بڑہایا رستم ہنستا ہوا اپنے پرے سے نکل آیا باواز بلند یہ سنایا کہ آج شہید میدان
سیاوش کے خون کا بدلا لیتا ہون فاش کر کے تجکو دیتا ہون افراسیاب نیزہ پکڑ کے دوبدو ہوا
چند طعنون کے بعد نیزہ تان کے تہمتن کے سینے پہ لگایا جوشن پر اثر نہوا رستم نے خشمناک
ہوکے نیزے سے جواب دیا وہ تو بچ گیا گہوڑا زخمی ہوا **فردوسی** تکاور ز درد اندر آمد بسر نگون
ازو شاہ پرخاش کر   جہان پہلوان نے چاہا کہ سر میدان بر نوک سنان اسے سر بلند کرون
کہ ہومان پہلوان نے دوڑ کر گرز رخش کے سر پر مارا رستم تو نگرا کر ضرب کے صدمے سے گہوڑے نے سر جہاڑا
اتنی فرصت افراسیاب نے جو پائی دوسرے گہوڑے پر اچہل کے باگ اوٹہائی تہمتن ہومان پر حملہ ور ہوا اوسکا بہی
حال خوف سے نوع دگر ہوا بہاگا رستم نے پیچہا تعاقب کیا سران فوج نے جو برگشتہ اقبال دیکہا کچہ
سر پیٹ بن آئی سب نے چشم پوشی کی پیٹہ دکہائی **فردوسی** سه فرسنگ چون اژدہای دمان

بگرد وند دنبال تورانیان افراسیاب نے سواروں سے کہا جلد جا کے کیخسرو اور فرنگیس کو میرے پاس لاؤ
اگر رستم کے ہاتھ کیخسرو آئے گا قصہ بڑھ جائے گا پیران نے کہا وہ دریای چین کے پار ہو گیا وہاں لشکر کا کب
گذار ہے یہ سنکے چپ ہو رہا پر نہ کچھ کہا جہان پہلوان شادمان با فتح و ظفر افراسیاب کے تخت پر بیٹھا

توران تخت حکومت ہوئے افراسیاب سے تہمتن نشست از بر تخت او		بخاک اندر آمد سر بخت او
زایوان همه گنج او بازجست	بگفتند با او یکایک درست	سات برس بڑے لطف کے ساتھ

توران کی سلطنت کی افراسیاب کی تلاش میں موج رہی پھر وہاں کی حکومت فرامرز کو سونپی آپ سب مال
اور گنج بے رنج ہمراہ لیکے کیکاؤس کی خدمت میں آیا داستان گذشتہ مفصل بزبان لایا گیو کو بطلب کیخسرو و فرنگیس
دریای چین کی طرف بھیجا جب گیو رخصت ہوکے گیا تو گودرز نے خواب میں خسرو کو دیکھا اوسنے جزیرہ کا نام
اپنے رہنے کا مقام سب بتا دیا گودرز نے کچھ لوگ وہ نام اور مقام بتا کے گیو کے پیچھے دوڑائے کہا جہاں وہ ملجائے

پیتے کہنا رفاقت میں رہنا ڈھونڈھنا گیو کا کیخسرو کو پھر پانا لب چشمہ اوس
نیک خو کو لیکے چلنا پیران ویسہ کی لڑائی اور گرفتاری کا قصہ

گیو منزل و مقام بادل پر آلام طی کرتا جاتا تھا جس سے پوچھتا کیخسرو کا پتا نہ بتاتا تھا پھرتے پھرتے
گیو تنگ ہو چلا تھا کہ پھر چلوں غیرت مانع ہوئی جرأت نے رخصت نہ دی دل سے کہا اگر نیل
مقصد پھر جاؤگے رستم کو منہ کیا دکھاؤگے ایک روز رہبری طالع بیدار اور مدد بخت کا مکان
سے کچھ آدمی اوس دشت میں دو چار ہوئے گیو نے پوچھا کہ اس صحرای ہولناک جنگل پر خطر میں

تم کہان سے آتے ہو کدہر جاتے ہو انہون نے جواب دیا کہ ہم پیران ویسہ کے نوکر ہین کیخسرو کے پاس ہمکو
بہیجا ہی سنتے ہی دل مین شاد بند فکر سے آزاد ہوا پتا سب پوچھ لیا اپنا حال ظاہر کیا رات کو
اون لوگون نے گیو کو دیو سمجھ خوف کہایا اور ایسا ہراس آیا کہ بہاگ گئے صبح کو گیو نے کسی کو
نہ پایا پوچھتے ہوئے پتے پر قدم بڑہایا اوسکی نظر بفضل رب تہی دوسرے کی پروا کب تہی چلا
کئی دن کے بعد ایک چشمہ سرد و شیرین روان نظر آیا اور ایک جوان بصد فر و شان کیان وہان
پایا جام می لالہ فام در دست نشۂ شباب سے مست گیو نے دل سے کہا الحمد کہ منزل مقصود کو پہنچا [illegible]
جو یہ سرو روان ہی بے شک کیخسرو وہی شان ہی قریب آیا دست ادب باندہ کے شرط بندگی
بجا لایا عرض کی کہ ای جوان دولت صاحب صولت و شوکت بادہ نوش خلف سیاوش تو ہی ہی یہان
نگاہ اول کیخسرو نے پہچانا فورا فرمایا تو گودرز کا بیٹا گیو ہی اسکو تعجب ہوا قدم پر سر جہکا کے کہنے لگا کہ
ای سلطان روی زمین آپکو کیونکر یقین ہوا کہ مین گیو ہون خسرو نے کہا میری مان نے نگار خانہ
سیاوش مین سب پہلوانونکی تصویرین دکہا نام بتائے تہے میرے باپ نے بڑی شفقت سے سب
نقشے کہچوائے تہے لیکن تو نے کیونکر دریافت کیا اوسنے عرض کی حضور کے چہرے سے دبدبۂ شوکت
سلطانی ظاہر سے فر کیانی عیان ہی مگر امیدوار ہون کہ دست راست کا بازو دکہاؤ فردوسی

برہنہ تن خویش ہمچو شاہ	نگہ کرد گیو آن نشان سیاہ
دستی [illegible] کیان را نژاد	[illegible]

کہ میراث [illegible] کی [illegible]

[illegible] جہکایا شکر کا سجدہ بجا لایا اپنے گہوڑے پر سوار کر کے [illegible]

فرنگیس کے پاس آیا اوسنے کہا یہان توقف مناسب نہین اور جو سواری کی فکر ہی تو قریب مرغزار ہی
تہوڑا سا پلہ ہی وہان افراسیاب کا گلہ ہی اوسمین ہزار ایک گہوڑے کا نام ہی اوسپر زین ہی
لگام ہی تند رفتار تیز گام ہی افراسیاب نے اپنی سواری کے واسطے پالا ہی بڑا دوڑنے والا ہی اوسے لا
کیو وہان گیا ہزار ولایکہ اوسکے ساتہ اور ایک او فرنگیس کی خاطر لایا یہ سب باہم بے اندیشہ و بیم وہان سے
گرم خیز او تند سے تیز سمت ایران بادل فرحان ہوئے اور وہ لوگ جو کیخسرو کے واسطے کچہ رکے
آئے تہے سر میتنے خالی پہرے پیران کو خبر پہنچائی کہ غضب ہوا گیو فرنگیس اور کیخسرو کو لے گیا

چو بشنید پیران غمین گشت سخت	بلرزید برسان برگ درخت	اوسی وقت کلباد کے ہمراہ تین سی

سوار جرار نخواہ روانہ کیے کہ گیو زندہ جانے او لیجانے نپائے یہ برق و باد سے تند تیز تعاقب کر
جا پہونچے یہان کسل راہ سے کیخسرو والا جاہ اور گیو سو گئے تہے آہٹ سے گیو کی آنکہ کہلی دیکہا کہ حریف
آپہونچے مسلح ہو کے بہزار پر سوار ہوا فوج سے دوچار ہوا رجز پڑہا و کیا خدا کو یاد کیا فردوسی

میان سواران برامد چو گرد	ز پرخاش او خاک شد لاجورد	زمانے بہ تیغ و زمانے بہ گرز
همی ریخت آہن ز بالای برز	مثل شیر گرسنہ جسطرف حملہ کرکے جاتا تہا پرے کا پرا اون	

بزدلوں کا ٹہر آتا تہا القصہ دو چار حملے کی بہی تاب نلائے ایک ہزار سے تین ہی سوار بہاگ لیے اونکو بہگا کے
کیخسرو کو جگایا کشتوں کا انبار دکہایا حقیقت حال گذشتہ زبان پر لایا یہ تو بادل شاد روانہ ہوئے وہ
نالہ و فریاد کرتے پیران ویسہ کے پاس بحواس پہنچے کلباد پیران نے نفرین کی کہا ایک سوار نے

تم سبکو بہگایا تو بخت نے غیرت تہا کہ زندہ پیرے رو برو آیا وہ گیو کی تعریف کرنے لگا کہ رستم سام
سے وہ کام ہو جو آپنے کیا پیران نے کچہ نا نا خود عازم ہوا یہان فرنگیس سفر دراز کی متحمل تہی منزل
بمنزل راہ طی کرتی تہی پیران غیظ مین سو سو کوس یلغار آتا تہا ٹہہرنے کی تاب نہ لاتا تہا قضائی کار
جس روز وہ آپونپچا خسرو بہی اور گیو سوتا تہا فرنگیس کی آنکہ جو کہلی فوج کی آمد معلوم ہوئی اور
پرچم علم پیران کا دور سے نظر آیا اوسنے دونون کو نیند سے جگایا کہا دشمن قریب آیا
کیخسرو نے کہا اکی بار مین لڑونگا انکو پست پا کرونگا گیو نے عرض کیا کہ تو سلطان با عز و وقار
ہی اقبال تیرا مدد کو کافی ہی لڑنے کو یہ جان نثار طیار ہی **فردوسی** جہاندار پھر وز
یار من ست سر اختر اندر کنار من ست یہ کہکے مقابلہ کیا پیران نے کہا تو نے تنہا
میری فوج کو بہگایا خبردار اب مین آیا دیکہ کیا بلا تیرے سر پر لاتا ہون جو دن تمام عمر نہ دیکہا ہو گا
وہ دکہاتا ہون **فردوسی** اگر کوہ آہن بود یک سوار بیایند چون مور گردش ہزار کنند
این زرہ در برت چاک چاک بخواری و زاری کشیدہ بخاک گیو نے جواب دیا ہزار بکریون کو
ایک شیر کفایت کرتا ہی بہادرون کی کون حمایت کرتا ہی اتنا کیون گہبراتا ہی جو اون لوگون نے
دیکہا وہی تیرے سامنے آتا ہی **فردوسی** اگر زندہ ماند کسی زین سپاہ زمین نام فری نگیتی مخواہ
ایک حملے مین یہ غول تو فرار ہو گا تو زندہ میرے ہاتہ گرفتار ہو گا اور ابہی تو افراسیاب سے خون
سیاوش کا انتقام لینا ہی مملکت توران کو تاراج کرنا ہی **فردوسی** نہ توران بماند نہ افراسیاب

کنم مملکت را چو دریای آب

اور اس کلے ٹھلّے سے پیران ویسہ کو للکارا کہ فردوسی

دلش گشت پر بیم و دم در کشید

چو پیران ز گیو این سخنها شنید | بلرزید بر سان چو لرزنده بید

هم از جان شیرین بشد ناامید

اور اسطرح کا خوف پیران کے دل مین آیا کہ گھبرا کے گیو سے کہا تجھے

اور خسرو سے ہاتہ اوٹھایا گیو نے جواب دیا کہ اب پیچھا نہ چھوڑونگا تجھے زندہ پکڑونگا پیران ناچار ہوا

جان بچانیکو فرار ہوا فردوسی

گریزان چو شد پهلوان بلند | ز فتراک بگشاد پیچان کمند

کمند کے حلقے گیو کے ہاتہ سے چھوٹکے پیران ویسہ کی حلق اور گردن مین بند ہوئے باعث صد گزند ہوئے فوج نے حملہ کیا چاہا کہ یہ ہاتہ کمند گردن سے جدا ہو یکبارگی سب نیزے اور تیر لگانے گیو کے جوشن پہ کارگر نہ آئے کشان کشان اوس نیچان کو خسرو کے روبرو لایا سر کمند پیران جسمین بند تھا خسرو کے ہاتہ مین دیا پھر کر فوج پر حملہ کیا کوئی مقابلے کی تاب نہ لایا جیسے بھیڑین بھیڑئے سے بھاگتی ہین اسطرح سب نے منہ اوٹھایا گیو نامور مع الخیر با فتح و ظفر خسرو کے روبرو حاضر ہوا کہا اب تک اسکو زندہ کیون رکھا فقیں حکایت گذشتہ بزبان لائی پیران کی حمایت کی شفاعت کی خسرو کے پالنے سے جان بچائی گیو نے کہا مین نے قسم کھائی ہی کہ اسکے سر کے خون سے زمین لالہ گون کرونگا اس حرام کو حلال کرکے تیغ خون آشام اسکے لہو سے لال کرکے کاوس کو دکھاونگا زاغ و زغن کو بوٹیان اسکی کھلاونگا کیخسرو نے وہان اسکے کان چھیدنا کہ گوش کے تیرا کام ہو جائیگا اسکی جان بچ جائیگی تیرا نام ہو جائیگا القصہ حسب ارشاد کیخسرو دلاور آزادہ گیو نے عمل مین لایا کان چھید چھوڑ دیا وہ ریدہ گوش باختہ ہوش

افراسیاب کے سامنے گیا حال مفصل عرض کیا اوسنے طلیش کہا کہ فرمان گرفتاری جا بجا روانہ فرماے اور
جیحون سے گذربانونکو تاکید اکید تحریر کی کہ کشتی اونکے ہاتھ نہ لگنے پاے تا مانع عبور سد راہ دریا کی طغیانی ہوتا
زورق حیات تلاطم امواج بیحد ارین طوفانی ہو پہر آپ بلغار فوج ساتھ لیکے روانہ ہوا یہان کیخسرو با اقبال روز افزون
کنار جیحون آپہونچا ملاحون نے خوف افراسیاب سے ناؤ نہ دی بہت گفتگو رہی اوس وقت گیو نے
کہا کہ گاوہ فریدون کو دجلہ بغداد سے بے زورق و کشتی خرم و شاد لے گیا آپ کو بہی اونکی پیروی
درکار ہی جو فضل خدا یار ہی تو یہ بیڑا بہی پار ہی یہ کلمہ سنکے خسرو نے دریا مین گہوڑا ڈالا فرنگیس اور
گیو دونون ہمراہ ہوے بچشم زدن حافظ حقیقی نے صحیح و سالم اوس بحر زخار سے پار نکالا
گذربان ششدر و حیران تہے کہ یہ جن تہے یا انسان تہے ایسے بحر و گرداب تلاطم آب سے
کس طرح پار پہونچے قضارا افراسیاب بہی اوسی وقت وارد ہوا کیخسرو کو دریا کے پار پایا خجالت سے
ہمہ تن آب ہو کے بیجا جلکر کباب ہوا نادم خفیف تورانکو پہرا گیو کیخسرو کو لیکے ایران مین داخل ہوا
مطلب حاصل ہوا کاوس کو خبر ہوئی سران سپاہ وزیر امیر ترقی خواہ استقبال کو آئے شہر
آراستہ ہوا ہاتہون ہاتہ کاوس کے روبرو لائے جسم کیخسرو نظر آیا کاوس کا دل بہر آیا تخت سے اوٹہا
گلے سے لگایا دیر تک پیار کیا زر و جواہر نثار کیا دوسرا تخت برابر بچہوا کے خسرو کو بٹہایا دست دعا بدرگاہ جل و علا
اوٹہایا کہ بچہڑے سے ملایا جتنے ارکان دولت ہوا خواہان سلطنت تہے حلقہ اطاعت کیخسرو مین
دست بستہ آئے مگر طوس پسر نوذر کہ | ببستند گردان ایران کمر | جز از طوس نوذر کہ پیچید سر

دوسرے روز گودرز نے بحکم شاہ مجلس طرب اپنے گھر میں آراستہ کرکے تمام نامداروں کو سپہ سالاری کو طلب
کیا اندر دلوائی مگر طوس نہ آیا فریبرز کاوس کا دوسرا جو بیٹا تھا وہ اوسکا شریک ہوا اس صحبت سے منہ چھپایا

گودرز اوسکے مکان پر گیا باہم سخت گفتگو ہوئی	بدو گفت طوس ای یل شوربخت
فردوسی	
چہ گوئی سخنہای بے مغز سخت	بر زر جہان تو آہنگری
نہ خسرو نژادی نہ والا سری	

آج تک ایسا مقدمہ کہیں ہوا ہی بیٹے کے ہوتے پوتے محجوب الارث کو تخت کسی نے دیا ہی کاوس نے جواب دیا
کہ میرے روبرو دونوں یکسان ہیں میں اسکا فیصلہ کردونگا تم باہم نزاع لفظی دور کرو پھر دونوں کو اپنے
سامنے بلا کے کہا بہمن دژ دیو کا مکان ہی وہی جای امتحان ہی جو اوسکو فتح کرے وہی سلطنت کے لائق ہی اس بات پر
طوس اور فریبرز دونوں راضی ہوے پیش قدمی کی کاوس نے فوج ہمراہ کرکے رخصت کیا سردار لشکر
طوس ہوا جس دم راہ طی کرکے قلعے کے قریب پہونچے دشت کوہ آہنگران نظر آیا جس طرف نگاہ گئی
شعلہ آتشین دوان نظر آیا تمام فوج کا زہرہ آب ہوا اگر جانور نے پر مارا فورا کباب ہوا جنگل میں بجای خار
انگاروں کا انبار معلوم ہوتا تھا زمین سے آگ اوبلتی تھی آسمان شرربار معلوم ہوتا تھا درخت [illegible]
برگ و بار کا ذکر کیا سب کہڑے ٹنڈ تھے بجز مرغ آتشخوار دوسرے جانور کا گذر نہ تھا سمندر کے سوا کسی کو
اوس صحرا میں قرار نہ تھا چرند پرند یکسر جلتے تھے سرطان فلک کے پر جلتے تھے کبھی جو وہ دشت پر غبار
ہوتا تو سارا زمانہ دہوان دہار ہوتا چشمے وہاں کے کہولتے تھے حباب کے بدلے چہالے تھے ہرن کیا بنگلے
وہاں کے کانٹے تھے ایسی گرمی پانی کی سنی تھی جو مچھلی دیکھی بہنی تھی القصہ ایک ہفتہ اوس صحرا میں دل کباب

ہر ایک بیخود خواب تہا آٹہوین دن کوچ ہوا خائف و خاسر بیزار و طوس سے بفتح مایوس کاوس کے روبرو آئے اونسے کیخسرو کو مع گیو اور گودرز با سپاہ جرار آزمودہ کار روانہ کیا جس دم شاہزادہ با اقبال بفر و شوکت بکمال راہی ہوا نصرت و ظفر زیر علم فیروزی پیکر جوان ہر ایک اژدرہ برابر القصہ وہ صحرای آتشناک نظر آیا او سی جا مقام ہوا سفر تمام ہوا دم سحر شاہزادہ والا گہر اسمای الٰہی جو خواب مین کسی بزرگ نے بتائے تہے پڑہتا ہوا آگے بڑہا اور ایک اسم لکہکے بر سر نیزہ بلند کیا جب وہ نیزہ قلعے کے سامنے آیا دفعۃً زمین کو زلزلہ ہوا تڑاقے کی آواز سب نے سنی لیکن صفحہ دشت مین اندہیرا چہایا کیخسرو نے فرمایا کہ تیر انداز سب یکدست قلعے کی طرف تیرون کا مینہ برسائین خوف و ہراس خاطر مین بلائین ایکبارگی ہزار تیر قدر اندازون کی کمان سے جہوٹے قضا اونکی آگئی ہزارہا دیو پیکان خونفشان سے ہوئے فردوسی

بہ پیکان سنسے شدند دیوان ہلاک	بسے دیو افتاد بر روی خاک	پہر وہ تیرگی دور ہوئی قلعے

کا در و بام نظر آیا غم گرفتون کی طبیعت مسرور ہوئی طلسم ٹوٹگیا باقی ماندہ گرفتار ہونے لگے دیوون سے وہ مکان چہوٹگیا کیخسرو بفتح و فیروزی قلعے مین داخل ہوا عنایت پروردگار سے گودرز کا مطلب حاصل ہوا اسقدر نقد و جنس مال اموال ہاتہ آیا کہ ہر متنفس مالا مال ہوگیا نہال ہوگیا اور اوسکے گرد و نواح مین جتنے قلعے اور قلب مکان مسکن سرکشان تہے سب فتح کرکے خسرو کاوس کی خدمت مین حاضر ہوا اسباب مال غنیمت کا نذر کیا کاوس نے شاد ہوکے کہا فردوسی

تو ہستی سزاوار شاہی و گاہ		ترا زیبد این تاج این تخت گاہ

ذکر کاوس کے تخت پر بٹھانے کا کیخسرو کو اور اسکا عزم جنگ افراسیاب سے پیران کا مارا جانا خسرو کا کنج کرنا اور پہلے فرود بن سیاوش بدست طوس

کشتہ ہونا یہ الم پر الم قلق پر قلق جب سدم کیا اوس کو ظفر و اقبال پیش کیخسرو دست بستہ نظر آیا تمام نامداروں کو جمع کرکے اوسکو تخت پر بٹھایا فردوسی سرش را بوسید و نہاد تاج پس انگہ نشاندند بر تخت عاج جہان را چنین است ساز و نہاد زیکدست بستد بدیگر بداد سلطان نوجوان کے قدم کی برکت سے بڑی رونق ہوئی سلطنت از سر نو چمک گئی اور کیخسرو نے تخت پر بیٹھتے پہلے ہی کام کیا تالیف قلوب کرکے چھوٹے بڑے کو رام بندہ بیدام کیا فردوسی سے بگسترد اندر جہان داد را

بکند از زمان بیخ بیداد را | بہر جای ویرانی آباد کرد | دل اہل عالم زغم شاد کرد

رستم اور زال یہ حال سنکے سیستان سے فوراً آئے بہت کچھ پیشکش کو ہمراہ لائے ملازمت حاصل کی خلعتہای گرانبہا سے مخلع ہوئے سرفراز ہوئے ہمچشموں مین ممتاز ہوئے چندے تو صحبت راگ و رنگ جلسۂ عیش و طرب رہا اسکے بعد انتقام خون سیاوش کا مشورہ ہوا رئیسان نامدار پہلوانان شیر دل خنجر گذار افسران سپاہ غرضکہ جتنے ترقیخواہ تھے یکدل و یکزبان آمادہ کارزار ہوئے جان لڑانے کو طیار ہوئے کاوس نے سو لاکہ سوار کارگزار فریبرز کے ہمراہ کرکے فوج کا ہراول بنایا طوس اسی کی رفاقت مین رہا اور میمنہ گیو اور گودرز کو سونپا گستہم طوس کا بہائی میسرہ کا مالک ہوا اور تیس ہزار پہلوان زبردست جوان فوج کے سوا

کیخسرو کی رکاب ظفر انتساب مین مستعد رہے اور فرمایا کہ اس لخت جگر کی جا قلب لشکر مین کرنا کچہ لوگ
انتخاب بیژن نامدار کے اختیار مین ویکے ارشاد ہوا کہ اڑی گڑی مین اطاعت کا دم بہرنا جان سے
درگذرنا فریبرز جب آگے بڑہا طوس سے کیخسرو نے کہا کہ کلاب جرم کی راہ مین میرا بہائی فرود نام قلعہ
بناکے بیٹہہ رہا ہی اوس سے متعرض نہونا بلکہ وہ راہ چہوڑ دینا دوسرا رستہ لینا فریبرز تو راہ بچا گیا لیکن
طوس اوسی طرف چلا جب فرود بن سیاوش کو خبر پونہچی کہ طوس با فوج و لشکر بڑے کروفر سے
اپنی شوکت دکہاتا ادہر آتا ہی دل مین سمجہا کہ اب زمانہ ہی لڑائی کا وقت ہی طالع آزمائی کا جسدم
اوس قلعے سے قریب ہوا اور فرود آگاہ ہوا سدراہ ہوا طوس نے ریوچوا وسکا داماد تہا اوسکو فرود
کے پاس روانہ کیا پیغام زبانی دیا کہ مین لڑنے کو نہین آیا ہون آپ یہ خیال نکیجیے راہ چہوڑ دیجیے
فرود اوسکی تقریر تزویر سمجہا گفتگو بڑہی نوبت بہ نیزہ و شمشیر و گرز و تیر آئی ریو کی جان گئی پہر
طوس کا بیٹا آیا اوسکو بہی بلاتاخیر تہ شمشیر کیا طوس کو تاب نہ آئی باگ اوٹہائی فوج کہرآئی
فرود قلعہ بند ہوا لشکر نے گہیر لیا طوس اور گیو بیژن جنگ کے آمادہ ہوے تینون فرود کے
ہاتہ سے زخمی ہوگئے گہوڑے جان سے گئے یا سوار تہے یا پیادہ ہوے اس عرصے مین دن
تمام ہوا شام ہوگئی لڑائی صبح پر موقوف رہی اوسی شب کو فرود کی ماں بیران ویسہ کی جو بیٹی تہی
اوسنے خواب مین دیکہا کہ اس قلعے مین کسی نے آگ لگا دی ہی سب ہلاک ہوے ہین جلکے خاک ہوے ہین
خوف کہاکے چونکی بیٹے سے خواب بیان کیا اوسنے جواب دیا کہ موت سے ڈرنا کیا ایکروز مرنا ہی مگر

نار اس معرکے مین سیاوش کا نام زندہ کرتا ہی و سحر طوس تفتیدہ جگر مرگ بیٹے اور داماد کے باد دل شکستہ
وجان ناشاد حملہ آور ہوا قلعے کا دروازہ توڑ ڈالا اندر آیا کسی کو زندہ نچھوڑا رام گرد کے ہاتھ سے فرود
مارا گیا بیگناہ کا باپ کی طرح سر اوتارا گیا اوسکی مان نے بھی دیکھ بیٹے کی لاش پر آ کے اپنے پیٹ

مین خنجر مارا جان دی سه	دو رخ را بروی پسر بر نهاد	شکم بر درید و بر شس جان بداد

بہرام گرد نے طوس سے کہا کہ تو نے کیخسرو کی نافرمانی کا کچھ نہ خیال کیا فرود کو بے سبب خنجر بیداد
سے حلال کیا پھر وہان سے کوچ کیا اور لڑائیان ہوئین دو چار قلعے کی صفائیان ہو گئین اس عرصے
مین افراسیاب نے تیس ہزار ترک سے نژاد پہلوان کو بھیجا بیژن کے ہاتھ سے وہ تو زخمی ہو کے بھاگا
فوج کا پتا نہ لگا اور پیران ویسہ بھی چالیس ہزار سوار تیغ افگن خنجر گذار لیکے آ پہونچا اسکی ضرب دست گیو
کی ہیبت اوسکے دل مین تھی وہ لڑنے کی تاب نہ لایا شبخون آیا خون کا دریا بہایا بہت ایرانی
قتل ہوے طوس بلبست نا یوس فریبرز کے پاس پہونچا اوسی روز کیخسرو کا فرمان آیا کہ طوس
نے نافرمانی کی فرود کی خون فشانی کی اوسکو پا بزنجیر اسیر کر کے ہمارے پاس بھیجو تم لڑائی مین
سرگرم رہو طوس کو فریبرز نے خسرو کی پاس روانہ کیا آپ پیران سے لڑا جنگ عظیم ہوئی پڑے
کے پڑے جوانون نامی پہلوانون سے خالی ہو گئے صفحہ دشت یکسر کشتون سے بھر گئے ہر ایک حق نمک سے
ادا ہو کے نام روشن کر گیا گودرز کے ساتھ آٹھ نفر زندہ بچے ستر عزیز و اقربا قتل ہوے اور تم کون
نوسی نامدار جو نخوار سبرو خاک خون مین غلطان ہوا سارا جنگل لہو لہان ہوا سبزہ بھی نا چار ہوا

وہانسے فرار ہوا کیخسرو کے روبرو آیا اوسکو بصد اندوہ و الم صف ماتم پر پایا فردوسی زخون برادر
زکین پدر ہمی بود گریان و خستہ جگر کچہ دنون کے بعد رستم نے طوس کی شفاعت کی قید سے
چھڑایا اور گودرز کے ساتہ پہر لڑنے کو بہیجا وہان پیران ویسہ کو ایک ساحر ملگیا اوسنے کیا کیا
کہ فوج پر برف برسائی بے گرم بازاری آتش کا زار اوس نامرد نے پہلوانون کو ٹہنڈا کیا فردوسی

بکشتند چندان ز ایران سپاہ	کہ دریای خون شد ہمہ رزمگاہ	آخر کار رہام گودرز نے اوس ساحر کو

اسیر کرکے تہ شمشیر کیا مگر لشکر وہان ٹہرنے کی تاب نلایا ہتکہ ہامون کوہ پر آیا پیران ویسہ نے مع کوہ
لشکر کا محاصرہ کیا تہمتن لشکر شکن مذکور برف و باران فوج کا حال پریشان سنکے مدد کو آیا اور پیران ویسہ
نے بہی از دو اسباب سے کمک طلب کی تہی اوسنے کاموس اور شنگل کہ دونون پہلوان خونخوار
اژدر در خنجر گذار بڑے نامدار تہے اونسے کہا کہ تم چین کی راہ سے خاقان کو ہمراہ لیکے جلد جاؤ
لڑائی فتح کر آؤ اتفاقات زمانہ جب رستم کا وہان داخلہ ہوا خاقان چین بہی پہلوانون کے ساتہ
آپہونچا پیران ویسہ رستم کی تعریف خاقان سے کرنے لگا فردوسی

دلت یکسر اندیشہ بد برد	ز رستم چہ رانی تو یکسر سخن
تن رستم از آہن و روی نیست	بہ پیش منش آب در جوی نیست
ہمہ رزم او ز استمارزم بزم	دل پہلوان زان سخن شاد شد

بدو گفت کاموس کای پرخرد
یلی کش نہ پیدا و راستہ بن
سن او را چہ پایم بہنگام رزم
ز اندیشہ رستم آزاد شد

القصہ جسوقت ترک خنجر گذار یکہ سوار بعزم رزم ثوابت و سیار سمند سبزفام پر نمودار ہوا دونون صفین

صفین آراستہ ہوئین فوج توران سے اشکبوس پہلوان سر میدان نکلکے مبارز طلب ہوا رہام گرد
ایرانیون سے نکلا اشکبوس نے گرز لگایا یہ سپر پناہ سر لایا مگر وہان کا عجب حال ہوا پرزے ہوکے اوڑ گئی
پھول بھی نظر نہ آیا مغز جو پریشان ہوا رہام معرکے سے گریزان ہوا اشکبوس نے عزم بازگشت کیا تھا

کہ جہان پہلوان للکارا قضا کی صدا آئی کہ وہ مارا فردوسی		تہمتن بکینش خود آورد جنگ
گزین کرد یکچوبہ تیر خدنگ	بمالید چاچی کمان را بدست	بچرم گوزن اندر آورد شست
چو سوفارش آمد بپہنای گوش	زچرم گوزنان برآمد خروش	بزد بر بر و سینۂ اشکبوس
سپہر آنزمان دست او داد بوس	چو بوسید پیکان سرانگشت او	گذر کرد از مہرۂ پشت او
قضا گفت گیر و قدر گفت دہ	فلک گفت احسن ملک گفت زہ	چو شستش بران سینہ پیکان دوانید
فلک جامی کلہہا ثریا فشاند	ہم اندر زمان پہلوان جان بداد	تو گفتی کہ ہرگز ز مادر نزاد

لوگ اوسکی لاش بصد تلاش خاقان کے روبرو لائے دیکھا کہ تیر جوشن کو توڑ کے تا پر غرق بجوف سینے کے پار ہے زخم کی جگہ غار تھی
تمام فوج کے دل مین اس ضرب کے خوف سے ہراس چھایا کوئی مقابلے کو پھر نہ آیا لڑائی موقوف ہی صبح کی ٹھہری دوسرے
دن خاقان نے کہا کوئی ایسا ہی کہ جرأت کرے اشکبوس کا بدلا رستم سے لے کاموس ورہ ہوا تہمتن بخشم زدن شیل صید لاغر
باندھکے سے آیا زیست کا اوسکا قصہ پاک کیا شمشیر کے زیر خاک کیا بیان رزم خاقان چین
اور گرفتاری اوسکی بصد ذلت و خواری پھر پولادوند کا آنا اور معرکے
سے بھاگجانا کنون رزم خاقان چین آورم روانرا بدین اتفاقین آورم جب کاموس بھی مارا گیا پیران نے

خاقان سے کہا مصلحت یہی ہی کہ افراسیاب کے پاس مین جاؤن اوسکو یہان لاؤن خاقان نے جواب دیا

سن اوراکه کاموس وشد ہلاک ۔ بخم کمند اندر آرم بخاک ❊

اور چنگش ایک پہلوان خاقانکا
تہا بارہا معرکہ میدان اوسکا امتحان ہوچکا تہا وہ نکلا بحیر و مقابلہ عجب معاملہ ہوا کہ جہان پہلوان کے نعرہ سے
ایسا خوف آیا کہ بے لڑے بہڑے بہاگا ٹہہرنے کی تاب نلایا پیلتن نے بسرعت تمام اوسکے گہوڑے کی
دم پکڑکر جہٹکا دیا وہ پشت زین سے بروی زمین آیا اوسی دم حلال کیا جسم اوسکا گہوڑے کے سم سے پامال کیا
پہر تو یہ حال ہوا کہ فوج دہم و برہم سے عجب ہوگئی بہونچال ہوا ہرچند مبارز طلب کیا کسی کا حوصلہ نہ پڑا آخر
ہومان بہید کی صورت لرزان سامنے آیا کہا افسوس سہراب کی صحبت آپنے بہلائی تورانیون کی ناحق جان
پر بلا آئی رستم نے جواب دیا کہ سہراب سے زیادہ میرے نزدیک سیاوش شاہزادہ تہا جو تم لوگ اوسکو
بیگناہ قتل نکرتے تو میرے ہاتہ تمہارے لہو مین نبہرتے ہومان بولا وہ ترکیب بتائیے کہ جس سے ہماری
تقصیر معاف ہو آپکی طبیعت افراسیاب سے صاف ہو تہمتن نے کہا پیران ویسہ کو میرے روبرو بلاؤ
جو میرا کہنا عمل مین لائے تو تم لوگون کی جان بچ جائے اوسنے پیران ویسہ سے یہ حال بیان کیا مجبورا
دل رنجور پر اندیشہ و بیم بحال سقیم پیران ویسہ رستم کے سامنے آیا دور سے پکارا کہ مینے فرنگیس اور
کیخسرو کی دل سے خدمتگذاری کی ہی اور آپکو معلوم ہوگا کہ جب مینے اونکی جان افراسیاب کے ہاتہ سے
بچائی تو کیکاوس کو دیکہنا نصیب ہوا ایران جانے کی نوبت آئی رستم نے کہا درست ہی مگر بانی ہنگامہ و فساد
خانہ برباد تو ہی ہی یہ گنگا تیری کہدائی ہی کہ ہزارہا بندہ خدا کی زورق حیات طوفانی ہوئی قتل

قتل و قمع کی نوبت آئی ہی پیران ویسہ نے کہا گذشتہ را صلوات اب تیری اطاعت سے قدم باہر نہ رکہونگا
جو کہے گا وہی کرونگا بشرطیکہ صلح کر قتل و خونریزی سے درگذر رستم نے کہا اگر افراسیاب کرداو گرسیوز
بانی فتور کو میرے حوالے کرے اور پیشکش مناسب حال بہت سا زر و مال دیوے تو اوسکو کیخسرو کے روبرو لے جا کر
نشیب و فراز سمجہاؤن صلح پر راضی ہو فراموش حال ماضی ہو اور تو جانتا ہی کہ مجکو صلح کی پروا نہیں لڑنے سے
ابہی جی بہرا نہیں اس لئے کہتا ہون کہ تو نے کیخسرو کی یاری خدمتگزاری کی ہی چاہتا ہون کہ
تیرے تن سے سر اوتار لیجاے میرے ہاتہ سے تو مارا نجاے پیران نے یہ ماجرا خاقان چین سے کہا وہ
بہت برہم ہوا پہر اپنے پہلوانون کو فوج کے نامدار جوانون کو طلب کیا جس سے رستم کے مقابلے کا ذکر آیا
اوسکے جسم مین رعشہ پڑا سر جہکایا لیکن شنگل نے کہا مین جاتا ہون پیلتن کا سر لاتا ہون خاقان تو
شاد ہوا الا پیران پست ہمت نامراد ہوا القصہ شنگل سر و نگل نکلا مقابلہ کیا رستم نے عجیب معاملہ کیا نیزے
کی نوک پر اوٹہا لیا تمام فوج کو دکہا کر زمین پر پٹک دیا اور چاہا کہ اوس خیرہ سر کے تن و سر مین تفرقہ ڈالے روح
اوسکے جسم سے نکالے چار طرف سے فوج گہر آئی اوسنے بہاگنے کی فرصت پائی رستم تو اوسے کر لئے لکا

شنگل بدجو اس خاقان کے پاس پونہچا فردوسی		گر زاین ورخسار با پیرزر کین ها
همی رفت تا پیش خاقان چین	چنین گفت شنگل که آن مرد نیست	بگیتی کس او را هم آورد نیست
بلی زنده پیل ست بر پشت کوه	نگر رزم سازند جمله گروه	الغرض تمام فوج نے یکبار رستم پر حملہ کیا

تہمتن کا یہ رنگ تہا کہ مثل شیر گرسنہ جس غول پر جاتا تہا لاشون کا ڈہیر نظر آتا تہا زخمی فریادی ہوتے

جو نگلتے تھے فی النار ہوتے تھے اور تہمتن زبردست مثل شیر غران کف در دہان مستانہ وار قتل عام کرتا خاقان چین کے برابر پونہچا اور سوقت اوسنے صلح کا سوال کیا رستم نے جواب دیا کہ مہر چمار سے تاج اوتار اور تخت مجکو دے تو اپنی راہ لے اس کلمے سے خاقان کو طیش آیا مسلح ہو کے سفید ہاتھی سوار ہو کے لنگا یا جنگ کا سامان عزم میدان کیا پھر فوج کو حکم دیا کہ رستم پر باران تیر ہو کئی ہزار تیر ایکبار چھوٹا پیلتن کا جسم تو بچ گیا مگر جوشن ٹوٹا وہ پل نامدار تیرون کی کثرت سے پردار ہو گیا اور چلا پھر ہاتھی کے قریب آ کے کمند مین خاقان کی گردن بند کر کے جھٹکا جو دیا پشت فیل سے بروی زمین خاقان چین آیا فردوسی

ببستند بازوی خاقان چین	چو از دست رستم رہا شد کمند	سر شہریار اندر آمد بہ بند
نہ پیل و نہ تاج و طوق و نہ مہد	ز پیل اندر آورد و زد بر زمین	پیادہ ہمی راند تا کوہ شہد
یکی را بزر ہمچو قارون کنی	یکی را براری و شاہی دہی	دگر را بدریا بماہی دہی
کہ بہ دان تو ای جہان آفرین	دگر را بنا خن جگر خون کنی	نہ با آنت مہر و نہ با اینت کین

چین کی فوج باجین چین بھاگی جو کچھ مال اسباب لوٹ مین ہاتھ آیا وہ سب کے ہمراہ کیخسرو کی خدمت مین روانہ کیا خود بافتح و ظفر فوج اور لشکر کو لیکر افراسیاب کی فکر مین چلا پیران ویسہ جو بھاگا رستم سے پہلے وہان پونہچا شکست کا حال خاقان کا اور پہلوانون کا قتل ہونا دلاورون کا جان کہونا تفصیل وار بیان کیا افراسیاب قصہ سنکے بیتاب ہوا سوا اسکے تدبیر نسوجھی کہ پولادوند کہ ایک بادشاہ پر شوکت وہ جاہ تھا اور سے مدد چاہی فوج اوسکی بعزم

بعزم جنگ رستم کی طرف راہی ہوئی ملک الموت کو آگاہی ہوئی القصہ مقابلہ ہوا اور پولاد میدان میں نکلا
پکارا کہ جو زیست سے بیزار ہو موت کا طلبگار ہو میرے روبرو آئے بہادروں کی ضرب کا ذائقہ چکھ جائے جدا
سنکے گیو جنگجو دوبدو ہوا پولاد نے حلقہ کمند میں فوراً بند کیا رہام اور بیژن تاب نلائے مدد کو آئے دونوں
نے کمندوں میں پولاد کو پھنسایا اور چاہا کہ خانہ زین سے بر سر زمین نگونسار کریں تلوار کا وار
کریں ادہر سے انہوں نے کمند کھینچی ادہر پولاد نے زور کیا کمند کو ٹکڑے فی الفور کیا بسبب کمند
ٹوٹی گردن اوسکی چھوٹی یہ سنبھلنے نپائے تھے کہ اوسنے بھالا کی ایک وار میں دونوں کو زخمی
کیا تمام جسم لہو سے گلنار ہوا گودرز یہ حال دیکھکے مضطرب وار بیقرار رستم سے بدلے کا امیدوار
ہوا جہان پہلوان نے رخش کو ٹھکرایا شیر خشمناک کی طرح پولاد پر آیا اور کمند رہا کی پولاد نے
گردن چرائی پھر گرز کوہ شکاف تہمتن کے سر پر ایسا مارا کہ بھیجا ہلگیا دلاوروں کا دل ہلگیا زخم جو

کاری ہوا دریای خون سر سے جاری ہوا — فردوسی — تہمتن چنان شد کہ مغز سرش
زد و گوش بیرون جہد از سرش — رستم نے ضرب کا جواب نپایا پولاد نے کھینچکر تیغ آبدار زرہ پر

لگائی جوشن کے باعث کارگر نہوئی تہمتن کے جسم کو خبر نہوئی اوسوقت پولاد دژند کو حیرت ہوئی
دل سے کہا کہ میرے گرز کی ضرب پہاڑ کو سرمہ سا کرتی ہی اور تلوار سر تن جدا کرتی ہی سخت
عجب ہی کہ یہ جوان خانہ زین سے بر زمین نہ آیا میری ضرب خاطر میں نلایا اب کشتی کے سوا
چارہ نہیں ہی اسکے گذارا نہیں رستم سے کشتی کا سوال کیا اوسنے قبول کیا اس پیچ میں اپنا مطلب حصول کیا

پولادوند نے کہا افراسیاب کو بلاؤ وہ مجھسے وعدہ کرے کہ دوسرا تیری مدد کو نہ پہونچے پولادوند نے اوسکو بلایا
اتنے عرصے مین رستم کے ہوش حواس درست ہوے سینے مین دم سمایا افراسیاب سے عہد مستحکم
ہوا کہ ہم دونون کو اختیار ہی تیسرے کا دخل بیکار ہی الغرض وہ نرہ شیر تا دیر سرگرم گیرو دار رہے
پسینے کے نالے بہے آخرکار رستم نامدار نے کمربند مین ہاتھ ڈالکے سر سے بلند کیا اسکو دکہاکے
زمین پر پٹک دیا پولادوند نے مکر کے مارے دم چرایا سانس سینے سے باہر نکلا تہمتن سمجہا یہ مرگیا
دار فنا سے گذر گیا یہ تو رخش کی طرف چلا پولادوند میدان خالی دیکہکے بہاگا افتان و خیزان افراسیاب کے
پاس گیا بدن چور چور خدنگ غیرت سے دل خانہ زنبور کہنے لگا قضا تو آئی تہی مگر حکمت عملی سے
جان بچائی اوس نے رخصت و اجازت بہزار روسیاہی اپنے ملک کو راہی ہوا افراسیاب بہی
نہ ٹہہر سکا بادل غمگین عازم چین ہوا خالی میدان مین لاشونکا انبار تہا خون کی کثرت سے چشمہ تہا
اوس صحرا مین گلنار تہا جہان پہلوان نے بفتح و فیروزی افراسیاب کا ملک اور مال پہلوانون پر
تقسیم کیا اور تحائف گرانبہا اپنے ہمراہ لیکے کیخسرو کی خدمت مین چلا گیو رہام اور بیژن ہمہ تن
زخمی تہے یہ توران مین رہے رستم بصد جاہ و حشم ایران مین داخل ہوا خسرو نے وہ مال اور اسباب جو
لوٹ مین ہاتھ آیا تہا تہمتن کو عنایت کیا اور اپنے پاس سے خلعت گرانبہا زر و جواہر بہت سا دیا

لڑائی اکوان دیو کی رستم کا اوٹھا لینا دریا مین پہینک دینا ایک روز

بہشت افروز کیخسرو نے جشن پادشاہانہ جلسہ ملوکانہ کیا اور بزم طرب آراستہ کرکے عیش و نشاط مین مشغول ہوا سب

سب سران سپاہ یلان خیر خواہ خنجر گذاران دشت نبرد فرد فرد اپنے اپنے قرینے سے حاضر تھے
مطربان خوش صدا مہوشان جادو ادا رقص و سرود مین سرگرم تھے نای و نوش کا ہنگامہ
تا فلک جاتا تھا ہر طرف پرستانکا عالم نظر آتا تھا یکایک گلہ خاص کا نگہبان بحال پریشان فریاد کنان
حاضر ہوا عرض کی کہ ایک گورخر پیدا ہوا ہی بہت سے گھوڑے اوسنے درگور کیے ہلاک کیے زیر خاک
کیے شاہ والا جاہ نے فرمایا گور کی طاقت گھوڑے سے زیادہ نہین ہوتی یہ امر عقل کے خلاف
ہی اسمین پیچ صاف ہی اوس صحبت مین چند سن رسیدہ نیرنگ زمانہ دیدہ موجود تھے عرض پیرا
ہوے کہ مدت سے سنتے آئے ہین اوس دشت مین ایک چشمہ خوشگوار ہی گرد سبزہ زار ہی وہان
دیو خونخوار سرگرم آزار رہتا ہی جسکا اودہر گذر ہوتا ہی کچھ نہ کچھ صدمہ سہتا ہی اکوان
اوسکا نام ہی قتل و آزار اوسکا کام ہی وہی گورخر کی صورت بنکر آتا ہوگا گھوڑونکو کھاتا ہوگا
سلطان نامدار گردون وقار نے جہان پہلوان سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ دیو کو مارنا
کار مشکل ہی لیکن تمکو یہ مقدمہ حاصل ہی تکلیف ضرور ہی غفلت مین قصور ہی تہمتن آداب
بجا لایا اوس دشت مین بے خوف و خطر آیا دفعتہ وہی گور نظر پڑا جہان پہلوان نے
کمند ڈالی وہ غائب ہوگیا و خالی گئی ایک دم کے بعد پھر پیدا ہوا رستم تلوار کھینچکے دوڑا آخر
جو آیا میدان خالی پایا تین روز اسی طور سے دانہ و آب تہمتن دوادوش مین خراب تھا کسی جا
اوسنے سامنا نکیا چوتھے دن نیند کا غلبہ ہوا رخش کو چراگاہ مین چھوڑا رستم کچھ کھا کے سو رہا

دیونے غافل جو پایا وہ زمین کا قطعہ اوٹھا کے آسمان پر پونہچایا **فردوسی** زمین کرد ببرید و برداشتش

زہامون بگردون برافراشتش	چو رستم بجنبید بر خویشتن	چنین گفت کوان کہ ای پیلتن
یکے آرزو کن کہ تا از ہوا	کجات افگنم تا کہ گردی رہا	سوی آب اندازیت یا بکوہ
کجا خواہی افتاد دور از گروہ	رستم نے دل مین خیال کیا کہ اس کافر کا کام برعکس ہوتا ہی اگر دریا	

کا نام لون پہاڑ پر گرائیگا جو کوہ کا ذکر کرون دریا مین بہائیگا تردد کا مقام ہی کہ اگر پتھر پر اسنے پٹکا تو
استخوان پارہ پارہ کا پتا نملیگا جو دریا مین پہینک دیا تو ہمکے کنارہ ہاتہ آئیگا یہ سوچکے کہا پہاڑ کی تمنا
ہی اوسنے فورا بحر زخار دریای ناپیداکنار مین ڈال دیا اپنی دانست مین آفت کو ٹال دیا پہلے تو گرتے
ہی غوطہ کہایا پھر پانی او بہار کے اوپر لایا رستم فن شنا آشنا تہا تیرنے لگا جانوران آبی
اپنی خوراک سمجھکے دوڑے تہمتن نے حافظ حقیقی کو یاد کیا اونکے لہو سے سرخ خنجر فولاد کیا
اتنے نہنگ اور گھڑیال مارے کہ دریا خونچکان ہوا ہر ایک لجہ ولطمہ لہولہان ہوا ہزار جد و کد کنارہ
نظر آیا زندہ وسالم باہر نکلا سجدہ یزدان ادا کیا لباس سکہایا اور اوسی طرف ہوا کئی دن کے
بعد وہ دشت دیکہا رخش کو وہین پایا زین باندہ سوار ہوا سامنے سے گھوڑونکا غول نمودار ہوا گھوڑ
جو پایاب دیکہے دل مین آیا یہان سے لیچلیے وہ افراسیاب کے تہے نگہبان جو آگاہ ہوئے سد راہ ہوے
اونکو پہچانا کہ ملازم افراسیاب ہین گھوڑون کے واسطے بیتاب ہین **فردوسی**
بغرید چون شیر و برگفت نام	کہ من رستم پور دستان سام	یہ کہکے تلوار جو کہینچی بجلی سی چمک گئی سبکی

سبکی آنکہ جہپک گئی دو چار جان سے گئے باقی ہل نکلے وہانکے حاکم سے چل کہا کہ رستم
یکہ و تنہا گہوڑون کا غول لیچلا وہ چار فیل اپنے کفیل بناکے آیا جسدم سامنا ہوا چالیس نامدار
تہ شمشیر آبدار ہوے سپہدار پیٹہ دکہاکے فرار ہوے وہ چارون ہاتہی اور گہوڑے
راہ چلتے چلتے مل گئے سبکو لیکے کیخسرو کی حضور مین حاضر ہوا ماجرای گذشتہ
حرف بحرف سنایا گہوڑے ہاتہیون کی نذر دی آپ پہر اوسی چشمے کی راہ لی جب وہان
پونہچا دیو کو حضرت سلیمان کی قسم دی کہ اگر جرات ہی تو دوبدو ہم تم لڑین لوگ تماشا
دیکہین یہ کیا نامردون کی طرح چہپکے دغا کرنا اوان کو طیش آیا سامنے ہوا تہمتن نے
چالاکی سے کمند مین پہنساکے جہٹکا دیا دیو نے منہ کی کہائی چہٹی کے دودہ کی لذت
زبان پر آئی سنبہلنے نپایا تہا کہ گرز کوہ شکن لگایا تراقے کی آواز آئی کہوپڑی تابت کسینے
نپائی بہیجا کوسون جانورون کے کہانے کو بہیجا ایک ضرب مین وہیدین اسفل السافلین پونہچا
پہر خنجر آبدار سے جنہر اوس بد شعار کا کاٹا اور فتراک سے باندہکے کیخسرو کی نذر کو لایا
شہریار والا تبار قدردان بہت خوش ہوا گلے سے لگایا خلعت فاخرہ سے
ممتاز کرکے زر و جواہر نثار کیا اور زیادہ اقتدار دیا چندے بموجب فرمان شاہ
ایران مین جشن رہا صدای عیش و طرب تا گوش زہرہ و مشتری بلند رہی صحبت پسند رہی جب
رخصت ملی جہان پہلوان نے وطن کی رخصت حاصل کی مع الخیر سیستان مین داخل ہوا

بیان گرفتاری بیژن منیژہ کا عاشق ہوکے اوٹھالانا پھر اوسکی گرفتاری پیلتن کی آمد اور رہائی اوسکی افراسیاب کی ذلت وخواری فردوسی

کنون رزم بیژن بہ پیش آورم | ز دفتر بگفتار خویش آورم

بگویم یکی داستانے کہ چیست | گران سربسر می بباید گریست

ایک روز کیخسرو نامدار سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھا ارکان دولت وزیر امیر پہلوان سپہ سالار نامی جوان سب حاضر تھے کچھ لوگ با دل ناشاد فریاد فریاد کرتے حاضر ہوئے سرخیل اونکا بعد آستان بوس دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ ہم لوگ فلک کے ستائے ہین دور سے آئے ہین تھوڑے دنون سے بہت سے گراز ہماری سرزمین مین جا گزین ہوئے ہین باغ سب ویران کیے زراعت کھا گئے کھیت میدان سے کیے بادشاہ نے نامداران جرار آزمودہ کار کی طرف دیکھا کہ بیژن ہاتھ باندھکے اوٹھا عرض کی خانہ زاد کو ارشاد ہو گیو نے کہا اسکا بیجا خیال ہی یہ خردسال ہی وہان مرد جہان دیدہ مشقت کشیدہ چاہیے بیژن نے یہ کلمہ زبان پر لایا فردوسی

جوانم ولیکن زاندیشہ پیر | تو ای شاہ این خدمتم در پذیر

کیخسرو راضی ہوا اگر ایک پہلوان کہ نام اوسکا گرگین تھا مرد سال خوردہ دوربین تھا اوسکو بھی بیژن کے ساتھ کیا نشیب و فراز سمجھا دیا جب بیژن اوس دشت مین پہنچا جسطرف سے اوٹھایا ہر گراز مین کمی کی گرازون کو خاک مین ملایا بہت قتل کیے جو بچے وہ بھاگ گئے نام ونشان نرہا دشت صاف ہوگیا بیژن اس ہنگامے سے فرصت کرکے سیرد

سیر و شکار مین مشغول ہوا دن کو صید و شکار رات کو شراب گلنار خوشگوار یہ معمول ہوا ایکدن
گرگین نے کہا مین نے سنا ہی کہ یہان سے قریب ایک دشت ہی کہ ہر طرف اوسکے
سبزہ زار ہی باغ سے زیادہ بہار ہی چشمہای سرد و شیرین روان ہین جانوران آبی قاز قرقرے
بط مرغابی پران ہین کہین نیل گای پاڑہے ہرن پہرتے ہین پہولون کی مہک سے مست
ہو ہو کے گرتے ہین کہین کبک و دراج ہریل ہین چکور ہین کسی طرف جو درخت لہلہے ہین وہان
بلبل کے چہچہے ہین کسی جا پپیہا ہی مور ہین سبز مخمل کا فرش فراش صبا نے کوسون تک
بچہایا ہی جوش بہار نے عجیب عجیب غنچہ و گل کہلایا ہی ور شب ماہ تو خدا کی پناہ اوس صحرا کا حال
ہوتا ہی بشر تو کیا فرشتہ پر مار نہین سکتا ہوا کا گذر محال ہوتا ہی یہ راتین عجب دن دکہاتی ہین جہان کی کیفیتین
نظر آتی ہین سبزہ و صحرا فرش سیماب معہد آفتاب چاندنی کی سیر کو اوسجا آتی ہی زمین آسمان کچہ اور
نظر آتا ہی دونی فضا ہو جاتی ہی ایک تو خود بے مثل روزگار ہی مشہور ہر شہر و دیار ہی جہان نادیدہ
مذکور سنکے اوسکا طلبگار ہی دوسرے ہزار ہا پری پیکر گل اندام فتنہ خرام غنچہ دہن غرق دریای جواہر
ہمہ تن ہمراہ ہر ایک دلبری مین چالاک بہت چہت بیباک شتاہ انسان تو کیا فرشتہ منہ کی کہاتا ہی
زلف مسلسل سے دام بردوش ہین ادہا اوپر پہنس جاتا ہی گانے والیان شہرہ آفاق سبہا کی مشتاق
وہ بہی کم سن آمد شباب کے دن خوش آواز نغمہ پرداز ہوتی ہین جن دانس کے ہوش حواس کہوتی ہین ایک تو
روشنی مشعل ماہ دوسرے جہاڑ فانوس لالٹین ایک سے ایک سبحان اللہ اوسکو کیفیت نور رہتی ہی

یہ صحبت اٹھ تو روز رہتی ہی بیژن تو یہ فسانہ سنکے دیوانہ ہوا کمر کین کو رہبر بناکے اوسطرف
روانہ ہوا جس دم اوس دشت بے خار سراپا گلزار مین آیا تختہ فردوس سا کئی کوس
مصفا ہموار پر بہار پایا جو کچھ سنا تھا وہ آنکھون سے نظر آیا اور ایکطرف درخت کچھ
گنجان تھے کئی چشمے متصل متصل رواں تھے وہان غول کے غول سیمبرن کے دوان دیکھے
دل سے کہا الحمد للہ جسکی تمنا تھی وہی میسر ہی انجام بخیر ہی پری چہرون کو دوش بدوش پایا
شاہد مدعا ہم آغوش نظر آیا اوس سمت کو باقدم تیز گرم خیز ہوا جب نزدیک پونہچا صبر و قرار
فرار ہوا ضبط و تحمل سینے سے دور ہوا نشاء محبت مین چور ہوا صورت تصویر دام الفت کا
اسیر سکتے کے عالم مین حیران رہگیا اودہر تاثیر الفت نے مشاطہ و دلالہ منیژہ کو خبر دی
تاب و توان کیا نیم جان اوس جوان کی نذر دی سر اوٹھا کے مشتاق سے آنکہ ملائی یہان
پیش چشم تیرگی چہائی بنظر اول تیر نگہ کا جو وار ہوا دفعۃ دو سا ہوئی یعنی بیژن تو لڑکھڑایا منیژہ
نے بہی دل و جگر کو تہ و بالا پایا نگاہین جو دونون کی چار ہوئین طبیعتین بیقرار ہوئین عشق
نے پیر جہان اپنی تاثیر دکہاتا ہی عاشق تو کیا معشوق بہی سنے بے چین ہو جاتا ہی محبت
نے عجب رنگ دکہایا عرصہ کچہا دونون کو عاشق و معشوق بنایا اسکا سینہ جو چاک ہوا تو اوسکا
دل زخمدار ہوا اسے جو ساغر سیاہی الفت نے پیا تو اوسکو بہی فشار ہوا ایکدم کے بعد منیژہ نے
سنبہلکے دل سے کہا سبحان اللہ عجب اسرار نظر آتا ہی خود بخود دل مضطر بیقرار ہوا جاتا ہی [illegible]

اس دشت پرفضا مین خوف افراسیاب سے منع بر بردی ہوا اور ہی کا دل تہ وبالا کباب ہوتا ہی
یہ جوان اجل گرفتہ بے نظیر دوسرا یہ گرگ باران دیدہ مرد پیر یہان کیونکر آیا آتی دیر مین دل
سینے مین متصل پہڑکنے لگا کلیجا دہڑکنے لگا بار بار اس ہوای سے رومین پسینا آنے لگا
ہاتہ پانون سنسنانے لگے حضرت غم سینے کو چلتے کلیجا کہانے لگے پہر کیفیت کچہ ضبط کرکے
ایک محرم راز غمزہ پرداز کو شیرین کے پاس بہیجا کہ حال مفصل معلوم ہو جائے کیفیت اس
جوان و پیر کی یہان تک رسائی اُنکی تقدیر کی دریافت کرکے برزبان لائے القصہ وہ بصد کرشمہ و
ادا و نہرا و دہر دیکہتے بہالتے مستانہ وار قدم ڈالتے شیرین کے پاس آئی یہ حرف برزبان لائی
کہ ای جوان ناتجربہ کار جنون مین گرفتار و ای گرگ باران دیدہ سن رسیدہ تم دونون
کون ہو کہان سے آئے ہو معلوم ہوا کچہ نشاء کہائے ہو جانتے نہین کہ یہ دشت سیرگاہ
دختر سلطان جہان سرفرو کنندہ گردنکشان بادشاہ عالی جناب افراسیاب ہی پرندہ
یہان پر مار نہین سکتا بشر کا تو ذکر کیا ہی مگر تمہارا پیمانہ عمر بادہ زیست سے لبریز ہوکر چہلکا ہی بہلا
تیری نوجوانی تو حماقت کی نشانی ہی اس مرد پیر دام اجل کے اسیر پر کیا آفت آئی ہی
اسنے ہی تجکو منع نکیا نہ سمجہایا ہمراہ ہوکے یہان سے آیا معلوم نہین اتنی زندگانی
کس روپ مین کی ہی یہ ریش دراز سفید جاڑے کی دہوپ مین کی ہی شیرین باتین سنکے
پہلے خوب ہنسا پہر جواب دیا کہ یہ جسکا رعب و جلال ہمکو سناتی ہی جسکی ہیبت سے ہمین ڈراتی ہی

وہ ہمیشہ ہمارے سامنے سے فرار ہوا ہی لشکر اوسکا تہ تیغ آبدار ہوا ہی توران مین بیٹہا ہمارے ڈرسے
راتونکو چونک پڑتا ہی نیند نہین آتی ہی نام سے ہمارے اوسکی جان جاتی ہی اگر تو جانتی ہی تو خیر
نہین خبردار ہو جا خواب غفلت سے ہوشیار ہو جا جہان پہلوان رستم دستان کا نام سنا ہی
جسکے ہاتہ سے افراسیاب نے منہ پیٹا ہی سو بار سپر وہنا ہی مین اوسکا لخت جگر راحت جان ہون
خود بھی پہلوان ہون منیژہ کا اشتیاق مجکو یہان تک لایا ہی کشش دل نے اس جگہ پہونچایا ہی
پھر ایک انگوٹھی مثل برق تابان اختر سے زیادہ درخشان اوسکو دی وہ پھری منیژہ کو دکھائی
کہا یہ تو نشانی ہی اور اونکی یہ کہانی ہی یہ شخص رستم کا بھانجا ہی بیژن نام ہی نور چشم زال و
سام ہی

فردوسی

چو پیغام بیژن ہمہ باز گفت
چو گلبرگ روی سمن بر شگفت
بگفتا بیارش تو نزدیک من
کہ روشن کند جان تاریک من
بدین دشت خرگاہ گلشن کنم
بدیدار او چشم روشن کنم

وہ آفت روزگار پھر آئی بیژن کو لے گئی گرگین تو باران دیدہ تہا
سمجھا کہ بیژن دام محبت مین گرفتار ہوگا آخر اسکے پاداش مین یا جان جائیگی یا ذلیل و خوار ہوگا یہ
وہانسے روانہ ہوا اور منیژہ بیژن کا ہاتہ پکڑکے خیمے مین لے گئی جہان کا ساز و سامان موجود تہا
دور شراب کا شروع ہوا تین دن رات متواتر ہنگامہ نای و نوش گرم رہا جب بیژن بیہوش ہوا منیژہ نے
عماری مین بند کیا شہر کا رستہ لیا شب کو پوشیدہ محل مین لے گئی بے دغدغہ بیژن کی فلک کج خرام
صبح و شام بسر کرنے لگی مثل مشہور ہی کہ عشق چہپانے سے چہپتا نہین آدمی مجبور ہی بعد

بعد کچھ دنکے دربان اس راز سے آگاہ ہوا خوف عتاب شاہ سے بد حواس پیش افراسیاب آیا سب

ماجرا من و عن سنایا فرد وسی	کہ دخت ز ایران گزیدست جفت		بیاید بر شاہ توران بگفت

یہ مقدمہ سنکے افراسیاب غیظ سے تھرانے لگا منہ سے کف جانے لگا مشیروں نے مصلحت پوچھی قتل پر سکی رای گری گرسیوز کو محبوس بھیجا وہ روزن سے جاکے جہانکا عجب جلسہ نظر پڑا کہ منیزہ اور بیژن نشاء کے غلبے سے ہم آغوش ہیں مگر بیہوش ہین فرصت غنیمت جانی دروازے سے آکے للکارا بیژن خبردار ہوا آمادہ کارزار ہوا یہ بد نہاد گرسیوز سوچا کہ مجھسے غلطی ہوئی شیر گرسنہ کو چونکایا بڑا دہو کا کہایا بیژن کا قتل آسان نہین یہ آفت ڈہائے گا جنگ رستم کا مزا زبان آ چکا حیلہ کیا چاہیے کہ اپنی جان بچے اور کام نکلے بیژن سے کہا سورما چنا بہاڑ نہین تو ڑ ہی تو تن تنہا یہان فوج بے شمار کس کس کو قتل کریگا کہان تک لہو مین ہاتھ بہریگا مصلحت وقت یہی کہ خنجر ہاتھ سے رکھدے میرے ہمراہ پیش شاہ چل مین ہیران ویسہ کو متفق کرکے تیری حمایت کرونگا جرم گذشتہ کی شفاعت کرونگا طبیعت کا لگاو برا ہوتا ہی محبت مین بہلے عقل جاتی ہی سیدہی بات اولٹی نظر آتی ہی منیزہ نے بہی کہا سچ کہتا ہی گرسیوز نے قسم کہائی عہد کیا بیژن نے خنجر رکہدیا پہر تو چار طرف سے ہجوم ہوا لوگ گہر آئے کشان کشان افراسیاب کے روبرو لائے اوسنے پوچھا ای مرگ رسیدہ ہیبت سلطانی تیرے دل مین نہ آئی میرے ناموس مین تو نے کیونکر بار پائی بیژن سمجھا مقدمہ بگڑ گیا اب دنیا کیا ضرور ہی فلک کو

سیر اقتل منظور ہی جواب دیا مجکو خبر نہین کہ کون لایا کسطرح آیا جنگل مین سوتا تہا آنکہ جو کہلی محل نظر آیا
افراسیاب نے کہا تو دیوانے پن کی گفتگو سے مجہے بہلاتا ہی اپنی جان بچاتا ہی یہ کہکے حکم دیا
کہ اسکو ذلیل وخوار کر و زندہ بردار کرو لوگ سے چلے شہر مین ہنگامہ برپا ہوا کہ ایسا جوان عنا
گرفتار بلا ہوا اقتضای کار پیران ویسہ سوار چلا آتا تہا بیژن اوسکو نظر آیا پاس بلایا بدلادری
ابتدا سے تا انتہا حال سنا تا اسف کیا سر دہنا لوگون سے کہا تا حکم ثانی کوئی قتل
کا بانی نہو آپ افراسیاب کی خدمت مین گیا سلام کو سر جہکایا بادشاہ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا
وہ نہ بیٹھا بسکہ مدار سلطنت اسپر تہا بے مشورے اسکے افراسیاب کوئی کام صبح و
شام نکرتا تہا گہبرا کر کہا جو مطلب ہو بیان کرو اوسمین کد نکرونگا تیرا کہنا رد نکرونگا
جب اقرار کامل ہو چکا تو پیران نے عرض کیا فردوسی

تو این بیژن نامور را مکش	بیندیش و بازای ازین راہی خوش	کہ کین سیاوش تازہ کنی
در ایران پی کین وجنگ افکنی	ہماناہمی خواسگار آوری	درخت بلا را ببار آوری
چو کینہ دو کرد و نداریم پای	ابا شاہ ایران جہان کدخدای	افراسیاب نے کہا اگر اسکو

قتل نکرونگا رسوا بدنام ہونگا پیران نے عرض کی یہ تدبیر کرو کہ پابزنجیر کرو اور محبس مین
بہیجدو اسیر کرو اوسوقت مجبور گرسیوز سے افراسیاب نے فرمایا وہ جو اندہا کنوان تیرہ و تار
مسکن اژدرم و ماران خونخوار ہی اوسمین بیژن اور منیژہ دونون کو سرنگون ڈالدو کہ عذاب

کہ عذاب عظیم مین بحال سقیم یہ جان مین اور وہ پتھر جو اکوان بیشہ چین سے اوٹھا لایا تھا اوس سے
کنوئین کا منہ بند ہو ہر طرح انکو گزند ہو منیژہ کو تو اوسکی مان نے بچا لیا الا گھر سے نکال دیا
بیژن کو کنوئین مین ڈال دیا ہم پیر حسین کنوان وہ جو اندہا تہا روشن ہوا جوان او مین
وہ سانپ کامن ہوا القصہ بیژن چاہ مین رہا اور منیژہ حکمت پر مصروف نالہ و آہ مین رہی
جو کچھ آب و دانہ منیژہ کو میسر آیا تو اوسے تکہا یا کسی سوراخ سے کنوئین مین پہنچایا تو یہ رات
دن اسطرح بسر کرنے لگے کرگین کا حال سنیئے وہ گہوڑا لیکے ایران مین پہنچا گیو اور
گودرز کو خبر ہوئی پاس بلا کے حال پوچھا گرگین نے کہا بیژن گرازون سے فرصت پاکے اونکا
قصہ مٹا کے شکار مین مصروف رہا ایک روز گور کے پیچھے گہوڑا ڈالا پہر کچہ پتا نملا کئی دن کے
بعد گہوڑا خالی بصد خستہ حالی مین نے پایا اسکو لیکے یہان چلا آیا گیو نے قصد کیا کہ گرگین
کو مار ڈالون رنج کو ٹالون گودرز مانع ہوا کیخسرو کو خبر ہوئی بہت قلق کیا غم ہوا
سبھون کا حال رنج سے درہم و برہم ہوا منجمون کو طلب کیے بیژن کا حال پوچھا اونہون
نے بہت دیکہ بہال کے یہ بیان کیا کہ اتنا معلوم ہوتا ہی کہ زندہ ہی مگر بلای عظیم مین
گرفتار ہی کوئی یار ہی نہ مددگار ہی خسرو نے گیو اور گودرز کی تسکین کی پہر جام جہان نما طلب
کرکے حال دیکہا

فردوسی

بہر ہفت کشور ہمہ بنگرید — بجائی ز بیژن نشانی ندید
سو کشور کرگساران رسید — بفرمان یزدان مراورا بدید — کہ در چاہ بستہ ببند گران

رشتی ہی جست سنگ اندران یہ ماجرا ویکہکے گیوسے کہا بیژن زندہ ہی مگر چاہ پر ازار مین بند ہی باب ناکامی کہلا ہی گرفتار ہی گیونے عرض کی غلام جاتا ہی جان لڑاتا ہی کیخسرونے فرمایا یہ مطلب بے جہان پہلوان حاصل ہوگا تو جاکے رستم کو بلالا حسب فرمان گیو سیستان سے تہمتن کو لایا پہلتن شرف آستان بوس حاصل کرکے دعا و ثنای شاہ زبان سے ادا کرنے لگا سلطان

والاشان قدردان ہی اوسکی صفت بیان کرنے لگا فرد ہے

بدو گفت خسرو درست اندری

کہ از جان تو دور دست بدی	گزین کیانی و پشت سپاہ
مرا شاد کردی ز دیدار خویش	ازین پر ہنر جان ہشیار خویش

نگہدار ایران و لشکر پناہ

پہر فرمایا ایک درخت طلای خالص کا مع برگ و بار جلد طیار ہو جب وہ روبرو آیا تخت مرصع کا اوسکے نیچے بچہوایا فرد ہے

بفرسود تا رستم آمد بہ تخت	نشست از بر تخت زیر درخت

پہر بیژن کا قید ہوجانا گیو اور گودرز کا رنج و غم کہانا منیژہ کی بیکسی بیژن کی بے بسی افراسیاب کی فرحت اور خوشی بیان کرکے فرمایا

بدین کار اکنون ببندی کمر	نہ بینیم بجز تو کسے چارہ گر
گرایدون بفرمان اندر ستان	نتابم ز فرمان خسرو عنان

رستم نے سر کو جہکا عرض کیا کیخسرو نے فرمایا فوج و لشکر

مال و زر جو احتیاج ہو طیار ہی تہمتن نے جواب دیا فوج تو سراسر بیکار ہی اگر اوسکو لیکر جاؤن اور افراسیاب بہیری آمد سکے بیژن کو تہ شمشیر کرے تو غلام کیا تدبیر کرے اوسکے بدلے اگر افراسیاب بہی مارا جائے گا مگر بیژن کہان ہاتہ آئے گا ایک حیلہ سوچا ہون کہ سوداگر بنکر

بنکر وہان جاؤن اوس گم گشتہ متاع دل وجان کو ڈہونڈہ لاؤن بادشاہ ذی فہم کو یہ
رای بہت پسند آئی تحسین و آفرین فرمائی رستم نے ہزار شتر اسباب اور زر وجواہر
سے بہر کر ہزار پہلوان جان فشان ساربان بنائے اور گرگین زندان نشین کو ساتہ
لیا اس ہیأت سے توران کا سفر کیا کوسون دہوم مچی کہ ایک ملک التجار ہزار اونٹ پر
بار اسباب نادر کے اور تحفہ جواہر کے لیے آتا ہی الغرض وہ میر قافلہ جستہ آراخر کار
او اسباب کے شہر مین وارد ہو کے کاروان سرا مین اترا اور وہ متلاشی مسافران
ایران گم کردہ خانمان یعنی منیزہ اس ماجرے سے آگاہ ہوئی فورا روبراہ ہوئی
کاروان سرا مین رستم کے قریب جا کے کہا ای سیاح ہر شہر و دیار ملک التجار
تو جو یہ متاع گران بہا لایا ہی مین نے سنا ہی خطہ ایران سے آیا ہی تہمتن نے جواب دیا
کہ ہان مگر تو اپنا مطلب بیان کر او سوختہ اس باختہ عقل کی دشمن نے کہا ای جوان تو سلطان
ایران اور جہان پہلوان رستم دستان سے آگاہ ہی اور بیژن آوارہ وطن کی گرفتاری اور
اوسکی ذلت و خواری رستم عالی مقام نے سنی یا نہین رستم نے آشفتہ ہو کے کہا کہ مین
مرد تجار ہون بادشاہ ہون کا خبردار ہون مجکو ان قصون سے کیا سروکار اس خبر کے سنتے سے
زخم جگر کو ٹہیس جو لگی بے اختیار آہ سرد کہینچکے منیزہ رونے لگی جسکا دل دکہا ہوتا ہی
اوسکی آہ وزاری تاثیر دار ہوتی ہی یہی سنان چرخ کے سینے کے پار ہوتی ہی

علی الخصوص جب اسکو یاس ہو معین و مددگار نہ پاس ہووے کبھی حوالہ حرمان کسیکی آتش نہو
عدو کا ہی جو عدو ہو اسیر یاس نہو   اوسکی بیقراری سے سہم کا دل بھر آیا ولاسا دیا حال پوچھا
اوسنے کہا کچھ نپوچھا ای عزیز مین ننگ خاندان آوارہ خانمان ذلیل و خوار ہون وطن مین ہون
اور بلای غربت مین گرفتار ہون زمین پاؤن کے تلے سے نکلی جاتی ہی آسمان مجھ سر ساں
پر ٹوٹا ہی جو بلا ہی شام و سحر وہ مجھی پر آتی ہی کشور دل یاس و ناکامی نے لوٹا ہی یوسف میرا
زندان چاہ مین گرفتار ہی زمانہ میری نظر مین تیرہ و تار ہی شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم

نہ تو چپ رہا جاتا ہی نہ حال اپنا	وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد	زبان سوزد

کسی سے کہا جاتا ہی میری تڑپ اور بیقراری سے سیماب کی چھاتی پارہ پارہ ہی آتش دوزخ
سینہ سوزان کا ادنی شرارہ ہی جو مجھپر گذرتی ہی جسطرح میرے دن کٹتے ہین اوس ماجرے کے سننے سے

برہنہ ندیدہ تنم آفتاب	منیژہ منم دخت افراسیاب	پتھرون کے دل پھٹتے ہین شعر
ہمان قد چون تیر گشتہ کمان	فتادم ز تاج و فتادم ز تخت	برای یکی بیژن شوربخت
ازین در بدان در دوان روی زرد	کنون دیدہ پرخون و دل پر ز درد	ہمان روی خورشید شدہ زعفران

رات دن خرابی ہی تباہی ہی نہ وہ تخت سلطنت ہی نہ تاج شاہی ہی دن کو در در کی خاک پھانکتی ہون
شب کو چاہ کی بدولت اپنے یوسف کو کنوئین مین جھانکتی ہون لوگ مجھکو دیوانون مین
شمار کرتے ہین بھیک کا ٹکڑا دینے مین ننگ و عار کرتے ہین اگر بیژن پر فریفتہ و مبتلا

بتلا نہوتی تو سلطنت کیون کہوتی باپ عدوی جان ہوگیا ماں کا دل نا مہربان ہوگیا
ایک شخص کے واسطے کنبا چہوڑا گدائی اچہی سمجہی بادشاہی سے منہ موڑا رستم یہ سنکے خوب
رویا پہر بیژن کی قید کا حال پوچہا منیژہ نے کہا ویرانے مین ایک کنوان ہی تیرہ و تاریک
جیسے کافر کا دل پانی سے بہرے اندہیرے کے خوف سے مار و کژدم کا زہرہ آب ہوتا ہی گرمی
ایسی ہی کہ ہوا کا دل کباب ہوتا ہی اوسکے اندر وہ باطوق و سلاسل ہی منہ پر اوسکے کئی
ہزار من کی سل ہی لیکن میری آہ کے اثر سے اوس پتہر کی چہاتی مین سوراخ ہوگیا ہی اتنا
مطلب نکل آتا ہی کہ کچہہ کہانے پینے کی قسم سے اوس تک پہنچ جاتا ہی تہمتن نے بادل
بریان ایک مرغ کباب کرکے منیژہ کو دیا اور اپنی انگوٹہی اوسمین رکہدی جسدم منیژہ بحال
تباہ سر چاہ پہنچی وہ کباب لٹکایا بیژن کو تعجب آیا کہا آج یہ نعمت غیر مترقب کہان سے
ہاتہ آئی کیونکر پائی اوسنے کہا سوداگر ایران سے آیا ہی اوسنے میرے حال پر رحم کہایا ہی
بیژن نے اوسکو جو کہایا انگوٹہی کو پایا پہچانا سمجہا کہ جہان پہلوان میر سلیمان کی انگوٹہی ہی چہرا ایسے
کو آیا با واز بلند قہقہہ لگایا منیژہ نے کہا اتنا عرصہ ہوا کہ تو گرفتار بلا ہی کبہی تو مسکرایا نہین ہنسنا تو
کیا ہی اسکا سبب مجکو بتا بیژن نے جواب دیا دل کو شاد کر خدا کو یاد کر یزدان مددگار ہوا طالع برگشتہ
یار ہوا وہ سوداگر نہین رستم نامدار ہی اس پردے مین یہان تک آیا ہی پروردگار نے دن دکہایا ہی
اب تو اوسکے پاس جا جو فرمائے بجالا یہ راز ہی اسکو چہپانا خبردار زبان پر نلانا منیژہ یہ سنکے شاد ہوئی

بند غم سے آزاد ہوئی سے امین رستم کے پاس آئی نصف شب جب گذری جہان پہلوان نے
اسباب حرب جسم پر آراستہ کیا غرق دریای آہن ہمہ تن ہوا اور سات پہلوان جو بہت زبردست
جوان تہے اونکو مسلح مکمل کر کے ساتھ لیا منیژہ آگے آگے اوس کنوئین پر آئی رستم نے سنگ
گران کنوئین پر سے نکالکے ہمراہیون سے کہا اسکو پہیرکا دو ہر چند سب نے زور کیا پتہر جگہ سے نہ پہر
چالیس پہلوان بدقت تمام اوسکو اوٹہاتے تہے اسپر تہک جاتے تہے غرضکہ تہمتن کو غصہ آیا

زبردان زور آفرین زور خواست	بزد دست وان سنگ برداشت راست	بینداخت در بیشہ شہر چین
بلرزید زان سنگ روی زمین	جب کنوئین کا منہ کہلا کمند لٹکا کے اوس اسیر کو با طوق و زنجیر باہر نکالا	
خروشید چون رستم اورا بدید	ہمہ تن در آہن شدہ ناپدید	پہر اوسکو گلے سے لگایا زنجیر کو

کا طوق توڑا کہا تو نے قید کی ایذا بہت اوٹہائی ہی مصلحت یہ ہی کہ منیژہ کو ساتھ لے ایرانکو جا
مین افراسیاب کے پاس جاتا ہون خواب غفلت سے جگاتا ہون تا دل مین سمجھے کہ رستم آیا چوراکے
دونکو لے گیا بیژن سے نکا ساتھ ہوا پہلتن افراسیاب کے دروازہ پر پہونچا جو نگہبان جاگا خواب
مرگ اوسکو نصیب ہوا ہزارون تہ شمشیر ہوے کشتون کے در دولت پر پشتے بنے ڈہیر ہو گئے پہر
رستم نے آواز دی کہ ای بانی بیداد بیژن تیرا داماد حاضر ہی بہت رنج قید مین پایا ہی تلافی کو
اوسکی آیا ہی او دانا وسے چلا و خبردار ہوشیار ہو جا کہ رستم مانند قضای مبرم تیری سر پر آپہونچا
افراسیاب تو آواز سنکے بہاگ گیا تہمتن نے گرز جو لگایا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ایک نازنین

نازنین مہ جبین کا ہاتہ پکڑکے باہر آیا پہر پہلوان ایک ایک غنچہ دہانکو سے کے نکلا پہر سراپردے مین آرام کیا رات کو تمام کیا صبحدم بصد رنج والم افراسیاب لشکر کو جمع کرکے مقابلے کو آیا یہان وہ چہ ہزار سار بان نامی پہلوان تہے سب نے لباس جنگ بدن پر تنگ و چست کیا سر اباہر پا باندہا جسنے مبارز طلب کیا تو کون سے نے منہ چہپایا کوئی سر میدان نہ آیا رستم نے افراسیاب سے کہا بار ہا تو نے اور تیرے لشکر نے مجکو آزمایا ہی زندہ میرے ہاتہ سے کون جانے پایا ہی مگر تو سخت بے شرم ہی کہ جیسے بر سر رزم ہی افراسیاب نادم ہوا فوج سے کہا غیرت کیا ہوئی یہ بزم ہی یا معرکہ رزم ہی ؎

یکی حمله کردند جمله سران ‌‌ بمانند دیوان مازندران ‌‌ چنان تیره گون شد رخ آفتاب

تو گوئی که ماند ستاره غرقه در آب

جب چار طرف سے ہجوم ہوا رستم حملہ کرنے لگا وہ دشت نبرد گلزار ہو گیا جدہر رخ کیا لاشوں کا انبار ہو گیا

بروز نبرد آن یل ارجمند ‌‌ بتیغ و بخنجر بگرز و کمند

برید و درید و شکست و ببست ‌‌ یلان را سر و سینه و پا و دست ‌‌ شد آن رزمگه سربسر جوی خون

درفش سواران ترکان نگون ‌‌ سپهدار چون بخت برگشته دید ‌‌ سواران ترکان همه کشته دید

خود و سرکشان سوی ترکان شتافت ‌‌ کز ایرانیان کام و کینه نیافت ‌‌ برفت از پیش رستم کرد گیر

بباریدبر لشکرش گرز و تیر ‌‌ دو فرسنگ چون اژدهای دژم ‌‌ فرو برد آن مرد تازا بدم

القصہ فتح و فیروزی سکو ہکایا مال اسباب بہت ہاتہ آیا پہر جہان پہلوان سوی ایران روان ہوا جب قریب پہنچا کیخسرو کو خبر ہوئی سلطان قدردان اس جرات پر پیشوائی کو آیا گلے سے لگایا دو مرتبہ بڑہایا

بپایان چو سلینیدہ ہم بین بشتافت	بدو انسان کہ تشنہ اندم پاشناب	چو از کار شیرین بپرداخت ہم	بہ برزو ہمی سہراب سام

یہان سے بیان برزوی ابن سہراب جوان ستودہ شمائل قوی ہیکل کا رستم کی لڑائی اور گرفتاری بشفاعت فرامرز بن پیلتن پہر اوسکا بچانا رستم کا سنا

لکھا ہی کہ جب افراسیاب دل اندوہگین سمت چین بہاگا راہ مین ایک نوجوان باشوکت و شان نظر آیا
دیو شمائل بہت قوی ہیکل اس قد و قامت کا انسان اوسدم تک شاہ توران کی نظر سے نگذرا تہا
ازسرتا پا دیر تک اوسکو دیکہا پہر پاس بلا حسب و نسب اور نام رہنے کا مقام پوچہا اوسنے جواب دیا
کہ اس نواح مین مشہور کوہکوہی کہ نام میرا برزو ہی پہر مین کی کیفیت خوب بتائی قوت نامیہ اوسکی پہونچی
صورت شکل دیکہا کے سنائی لیکن تخم ریزی کے بیان سے گریز کرکے کہا مان میری رئیس قوم ہی و
باپ کا حال خوب معلوم نہین کہ کہان ہی اتنا سنا تہا کہ ایک جوان عنان زہ شیرنیستان شجاعت
پیلتن اژدر در پرشوکت صید فکن دام زرہ زبر خود مرصع بر سر چار آئینہ مہر سے زیادہ درخشان
اسپ پری پیکر تند و تیز از صرصر زیر ران شکار کہیلتا ادہر آنکلا تہا میری مان کی اوسپر نظر جو پڑی
شرم سے سر بگریبان ہوئی قدرت حق دیکہکے عقل حیران ہوئی وہ جوان بہی بچشم محبت نگران
رہا اور بیسامان رہا آخر کار مشاطہ حسن و عشق نے باہم فیصلہ کرکے دونون کو بہم کیا دم سحر
وہ تور روبمنزل ہوا نتیجہ اوسکا مین حاصل ہوا افراسیاب نے کہا ایک میرا دشمن عظیم ہی مرد
عظیم ہی اوسکے ہاتہ سے دربدر پریشان ہون سنکے خانمان ہون مجکو یقین ہی کہ اگر تیرا اوس سے

اوس سے مقابلہ ہوگا تو جلد انفصال یہ جنگ وجدال کا معاملہ ہوگا برزو نے نام اوسکا پوچھا
افراسیاب نے کہا زبان زد عالم ہی کہ وہ نرہ شیر رستم ہی برزو نے کہا سمجھا بادشاہ یک
شخص کے ہاتھ سے باختہ ہوش خانہ بدوش ہی اگر سو رستم ہون تو دم مین تہ خاک کرونگا
قصہ پاک کرونگا افراسیاب نے فرمایا اگر تو اوسکو قتل کریگا تو چین ماچین کی حکومت اور
مہ جبین اپنی بیٹی پری کی صورت تجکو دونگا برزو نے جواب دیا کہ جمعی رکہ فردوسی

زخون سوی ایران جہ دریا کنم	نشستن تیر ابر ثریا کنم	افراسیاب نے اوسی دم خلعت فاخرہ

ہاتھی گہوڑے خیمہ ڈیرہ اسباب وزارت کا اوسکو مہیا کردیا برزو کی مان نے یہ حال جس دم
سنا بہت سا سر دہنا بیٹے کو سمجھایا کہ یہ خلعت پرزر کفن ہی افراسیاب تیرا دشمن
ہی رستم کا مقابلہ دیوون سے نہو سکا تو کیا کریگا اس حرکت بیجا باز آ مجہپر اور اپنی جوانی
پر رحم کر برزو نے کہا اب تو وعدہ کر چکا ہمت مقتضی انکار کی نہین جو مرضی پروردگار کی
اوس نے کہا تو طفل جنگ نادیدہ وہ پہلوان سن رسیدہ ہی یہ سنکے اوسی دم افراسیاب
نے ہر فن کے استاد طلب کیے وہ برزو کو لڑائی کی گہاتین بتانے لگے کشتی
علم تیراندازی نیزہ بازی سکہانے لگے قصہ مختصر کچہہ دن نگذرے کہ استاد شاگرد ہوگئے
اور سب نے بالاتفاق افراسیاب کے روبرو بقسم کہا کہ یہ شخص فردوسی

نہ مردم نژاد است اہرمن است	یکی کوہ البرز در جوشن است	افراسیاب بہت خوش ہوا اور

جاہ و حشم برزو کا زیادہ از حد بڑہایا اوسنے کہا اب تامل کس بات کا ہی **فردوسی**

چو هنگام تیزی و رنگ آوری	جهان در دل خویش تنگ آورد	دل شاه ازین رنج غمگین کنم
همان پشت بدخواه را بشکنم	به رزم سر رستم زال زر	به پیش تو آرم سر کینه ور

بھیجنگے افراسیاب نے دس ہزار سوار جرار اور بارمان و ہومان یہ دونون پہلوان نامدار برزو
کے ہمراہ کرکے روانہ کیا اور کہا مین بہی قریب آیا یہ خبر کیخسرو کے گوش زد ہوئی فرمایا
ہمیشہ ایک ایک پہلوان سے شاہ توران گریزان رہا اس بار خود عزم کیا اسکا سبب
کیا ہی شاید کوئی نوجوان یا پہلوان تازہ ہاتہ آگیا ہی یہ کہکے طوس اور فریبرز کو بارہ ہزار
مرد میدان کارزار دیکر رخصت کیا اور آپ بہی بافوج ظفر موج روانہ ہوا جسدم طوس اور
برزو کا مقابلہ ہوا نیا معاملہ ہوا یعنی وہ شکست جو کبہی سنی تہی ایک رات دن کی لڑائی مین ہوئی

شکستے گران کو نه دیده بدید	نه گوش زمانه بدانسان شنید	فریبرز اور طوس تاب نلائے

بہاگ اوٹہ گئین برزو نے سر میدان دونون کو گہوڑون سے اوٹہا لیا جیسے گرسنہ شیر
شکار ضعیف پر دلیر جاتا ہی پنجے مین دابکے لے آتا ہی اور بارمان کو حوالے کیا وہ شادیانے
بجاتے برزو پر زر سرخ و سفید نثار کرتے خیمے مین لائے پہر یہ جرائت افزا افراسیاب کو
لکہا اور ہزیمت کی خبر کیخسرو کو پہونچی شاہ ایران کی طبیعت مکدر ہوئی رستم کو طلب فرمایا قصہ گذشتہ سنایا
تہمتن صف شکن کا چہرہ غصے سے لال ہوا غیظ سے عجب حال ہوا عرض کی اگر فضل یزدان کا

مددگار ہی تو دونوں کو چھڑا لاؤنگا جب روبرو اونکا نصف شب گذرے گستہم کو اپنے ہمراہ
لیکے وہ جرار عیار پیشہ بے اندیشہ سراپردہ برزو مین آیا عجب ماجرا نظر آیا اتفاقا اوسی روز
افراسیاب بھی مژدہ فتح سنکے داخل ہوا تھا دیکھا تخت مرصع پر افراسیاب بیٹھا ہی دست راست
برزو تخت پر جلوہ گر ہی بائین جانب کو کرسی زرنگار پر پیران ویسہ ہی روبرو طوس اور فریبرز
کھڑے ہین حلقہای آہن ہاتھ پاؤن مین پڑے ہین اور افراسیاب بصد جوش و
خروش کہتا ہی کہ صبح کو مثل سیاوش گردن انکی زیر خنجر ہوگی گستہم کو خبر ہوگی جہان پہلوان
یہ ہذیان سنتا رہا دو گھڑی کے بعد پاسبان دونوں کو باہر لائے رستم بسان
اجل اونکے سر پر آیا جدا ہر ایک نگہبان کا جسم سے سر نظر آیا اور دونوں کو پیٹھ پر لاد کے
خیمے سے دور لیگیا زنجیرون کو توڑکے لے چلا کچھ دیر کے بعد افراسیاب کو اطلاع
ہوئی کہ ایک شیر بیشۂ ایران سے آیا وہ دونوں صید کو گرفتار اوٹھا لے گیا پیران ویسہ
نے کہا سوای رستم کسی اور کا یہ کام نہین غرض کہ رات تو بصد پیچ و تاب افراسیاب
نے بسر کی جب دہوم ہوئی سحر کی اور ترکیہ تاز چرخ چارم بصد جاہ و حشم جلوہ افروز ہوا
رات گذری روز ہوا صف جنگگاہ آراستہ ہونے لگی اجل رسیدون کے سر پر
قضا رونے لگی برزو نوجوان بہزار شوکت و شان مانند پیل دمان پرے سے نکلا اور
پکارا کہ کہان ہین جہان پہلوان ہی میرے سامنے آئے کہ یہ گوی میدان ہی

کیخسرو سے اجازت جنگ رستم نے لیکے رخش کو چمکاکے چھیڑا کس کس چستی و چالاکی سے پویا
کاوے لگاکے اٹھیرن پھیرا پھر حلقہ گرداب اجل تھا نشان سم نقطہ پرکار کا محل تھا دیکھنے والون
کی نظر مین بجلی سی کوند جاتی تھی اس سرعت سے آتا جاتا تھا کہ ہوا بھی گرد کو خاک نپاتی تھی
الغرض خوب جولان گرم عنان کرکے برزو کے برابر باگ لی بغور اوسکی صورت دیکھی
بہت تعجب ہوا کہ ترکون سے ایسا جوان وہی شوکت و باشان اوسدم تک نہ دیکھا تھا
پھر کہا اے جوان ناآزمودہ کار دام جہالت کے گرفتار رستم کو تو طلب کرتا ہے مرنے سے
نہین ڈرتا ہے خبردار ہو جا کہ مین ادنی شاگرد اوس نامدار کا ہون برزو نے یہ سنکے
حلقہ کمان ہاتھ مین لیا اور چلے سے تیر کو جوڑ کہنی کو توڑ دہر گھسیٹا تہمتن بھی جواب
دینے لگا دو گھڑی تک دشت مین سوای سن سن دوسری صدا نہ آتی تھی دونون کے
جوشنون پہ تیر پڑتے تھے دیکھنے والون کی آنکھین لب سوفار کی طرح حیرت مین کھلی تھین
روح قالب سے اوڑی جاتی تھی اسکے بعد گرز کوہ شکن دونون پہلوان لگانے لگے صفحہ دشت کو
مثل شاخ بید ہلانے لگے دم دم جھپیم ہوتی تھی زمین درہم و برہم ہوتی تھی گرز ہر ایک شرر افشان
تھا میدان پر دبار آہنگران تھا اسی گرما گرمی مین برزو نے گرز لگایا جہان پہلوان
سر کو بچاکے سپر رو برو لایا لیکن سپر کے پرزے ہوگئے اور ہاتھ بھی بیکار ہو گیا پہلوتن
ناچار ہو گیا بسکہ یہ جہان دیدہ و ناتجربہ کار تھا اس حقیقت سے آگاہ نہوا مگر یہ

پہلے کہا تو عجب کوہ پیکر ہی اگر یہ ضرب میری فولاد کے ستون پر پڑتی زار و زبون کر دیتی پہاڑ کو سرنگون کر دیتی تو خبر نہوا اس صدمے کا اثر نہوا رستم نے ہنسکے جواب دیا یہ لڑائی میرے سامنے کھیل ہی برزو کے خوف کہایا دل مین ہراس آیا اس عرصے مین دن تمام ہوا شام کی شفق نمایان ہوئی جہان پہلوان نے کہا گھوڑے دن بھر کے پیاسے ہین اور رات بھی آئی صبح کو ہم تم سمجھ لینگے برزو نے قبول کیا اپنے لشکر مین چلا گیا افراسیاب سے کہا عجب حریف کا مقابلہ تہا نہین معلوم وہ اور اوسکا گھوڑا فولاد کا بنا تہا کہ کسی ضرب نے میرے اوسپر اثر نکیا دم سحر دیکہیے کیا ہوتا ہی کسکی فنا ہی کون رہی ملک بقا ہوتا ہی ادہر جہان پہلوان بچشم خونفشان کیخسرو سے کہنے لگا مجکو اس نوجوان نے بیکار کیا گرز کی ضرب سے شانہ ٹوٹا حکمت عملی کرکے اوسکے ہاتہ سے زندہ چہوٹا صبح کو اوس سے لڑنا محال ہی شدت درد سے عجیب حال ہی اور فرامرز بہی ہند مین لڑ رہا ہی جو وہ ہوتا تو البتہ مقابلہ کرتا خسرو کو بہت ملال ہوا فرمایا بحولہ تعالی صبح کو ہمارا اوسکا سامنا ہی اور جو جو نامدار خنجر گذار حاضر تہے سب نے دست بستہ عرض کی یہی تو بہتر ہی کہ ہم موجود ہین بعد ہمارے اختیار ہی ہم زندہ رہین ایسے بادشاہ کو اپنے نام و نشان سے لڑنے کو بہیجین القصہ نصف شب گذری مگر رستم درد سے بیتاب تہا نیند نہ آتی تہی طبیعت اوبہکر گھبراتی تہی ہر بار وشکستہ بدرگاہ حاجت روا اوٹہا اوٹہکے دکہاتا تہا یکایک زوارہ رستم کا بہائی خبر فرحت اثر لایا

کہا مبارک ہو فرامرز مع الخیر با فتح و ظفر ہند سے آیا جہان پہلوان بیٹے کو دیکھکے شاد ہوا
تمام لشکر بند فکر سے آزاد ہوا تہمتن نے آرام کیا فرامرز نے استراحت کا سرانجام کیا جسدم
خسرو خاور دریچہ مشرق سے نکلکر صف جنگگاہ کو ملاحظہ کرنے لگا رستم نے سب اسباب حرب
اپنا فرامرز کو پہنایا ماجرای گذشتہ کا سبق پڑہایا پہر مقابلے کو بہیجا صف توران سے
نوجوان نکلا ادہر سے فرامرز نے رخش کو تہمکا کے بڑہایا باہم گفتگو ہونے لگی برزو نے کہا
پہلوان دو ہی روز نہین کہا کل والے تو میرے ضرب کے صدمے سے راہی ملک بقا ہوے
تم آج تازہ مصیبت مین مبتلا ہوے فرامرز نے کہا گفتگوی لاطائل سے کیا حاصل سنبھل جا
یہ کہکے گرز کوہ شکاف صاف کنندہ میدان مصاف ہاتہ مین اوٹہایا اور برق کی طرح
چمکتے آیا اسطرح پیہم اور متواتر گرز لگائے کہ برزو کے ہوش و حواس سنبھلنے نپائے مجبور
ہوکے خانۂ زین سے بروی زمین آیا سپہر کے ٹکرون کا نشان نپایا فردوسی

زبس زخم گوپال بر دست کین
فرامرز بگشاد آنگاہ دست
بجنبید از جای گفتی زمین
کمندش ز فتراک زین برگشاد
بیفتاد برزوی چون پیل مست
بیفکند بر یال او پیچ و باد

جب برزو کمند مین الجہا افراسیاب تمام فوج کو لیکے گرا ادہر سے کیخسرو بڑہا جہان پہلوان نے
دوسری کمند دست شکستہ سے لگائی وہ بہی گرد زمین آئی یہان تو دونون صفون مین تیغ کی
برانی سے سرافشانی ہونے لگی کمند مع برزو زوارہ کو دی رستم بہی مصروف جنگ ہوا تورانی

تورانی برزو کی گرفتاری سے بہت تنگ ہوے زوارہ تو برزو کو خیمے مین لایا فرامرز اور رستم نے
تورانیونکو شکست دے کے بہگا یا کیخسرو کے روبرو طبل فتح ہوتا لشکر دلشاد خیمے مین داخل ہوا افراسیاب
فراری ہوا مطلب حاصل ہوا خسرو نے برزو کے قتل کا حکم دیا رستم نے شفاعت کی کہا ابھی یہ کمسن
ہی افراسیاب نے مال اسباب اسکو فزون از حد حساب دیا تہا اسنے حق نمک ادا کیا تہا اب جو یہان
پرورش پاے گا شرط جان نثاری بجا لائے گا کیخسرو قتل سے درگذرا رستم کے حوالے کیا تہمتن نے
بہت احتیاط سے سیستان بہجا زال کے پاس رہنے لگا شہرو جو برزو کی مان تہی اوسنے
قصہ گرفتاری سنا سنہ پیٹا سر دہنا پہر اوسی دم بہجان عازم سیستان ہوئی وہان پہونچکے
ایک ڈومنی سے کہ وہ رستم کے گہر مین آتی جاتی تہی بہت معتمد تہی میراثنی کہلاتی تہی اوس سے
ربط بہم پہونچایا زر و جواہر اوسکو دیکے ملایا ایک روز برزو کو کہانا اوسکے ہاتہ بہیجا انگوٹھی اوسمین
رکہدی برزو دیکہکے خوش ہوا اوسکے ہاتہ کہلا بہیجا کہ تین گہوڑے جو صرصر سے تند و تیز رفتار ہون
کمیت نظر سے جلد بحر و خار کے پار ہون ہم پہونچا اور ایک سوہن مجکو بہیجدے کہ زنجیرین کاٹ ڈالون
ہاتہ پاؤن قید و بند سے نکالون القصہ اوسنے گہوڑے لیے اور سوہان ڈومنی کے ہاتہ بہیجدیا
جب سوہان برزو کے پاس آیا اوسنے زنجیرین کاٹین راہی ہوا وہان روکنے والا اوسکا کون تہا
یہ تینون سوار ہوکے توران کو چلے قضای کار راہ مین تہمتن نامدار شکار کہیلتا تہا برزو کا سامنا
ہوگیا بہاگنے کی راہ نپائی مجبوری لڑائی کی نوبت آئی جب دونون تہکے دم لینے لگے

تہمتن اوس ضرب کے خیال سے درد و ملال سے حیلہ سوچا کہا اون کم رہا کچھ کہا این تو پہر لڑین برزو نے کہا اچھا کہاتے کہاتے اوسمین زہر ملایا پہر برزو کو دیا کہ تو بہی کہا شہرو یہ معاملہ دیکھتی تہی اوسنے سینے کو نکہا سنے دیا نہ آپ کہایا ڈومنی جو کہا کئی ہونٹو نپر دم آیا جب وہ مر گئی برزو سنے آکے جہان پہلوان

کو بہت نادم و خجل کیا تقریر کو طول دیکے منفعل کیا فردوسی

زنام اوران این کی اندر خورد	ترا شرم باید زریش سفید	بر ستم چنین گفت کای چرد
		زنیرداں ہمانا برید ی امید

پہلتن محجوب ہوکے آمادہ کارزار ہوا لڑنے کو طیار ہوا بعد ردو بدل جب شمشیر و خنجر گرز و تیر سکی نوبت اخیر ہوئی کشتی کی باری آئی باگڈورین کمر سے اٹکا کے دونوں دیو پیکر کشمکش کرنے لگے یکایک رخش برزو کے گہوڑے پر حملہ آور ہوا وہ جہجکے پیچہے ہٹا اودہر تو برزو کو جھٹکا

لگا اودہر سے موقع پا جہان پہلوانی نے زور کیا فردوسی

بنجاک اندر آمد بشت نبرد	بروچیرہ شد رستم شیر زاد	زنیروی بازو سرافراز مرد
		براورد و بازو و بکردار باد

جسم برزو گرا رستم چہاتی پر آیا خنجر کہینچا تہا کہ اوسکی ماں دوڑی یہ کہا فردوسی

بخواہیش گشتن بدینگونہ زار	تبرس از جہاندار پروردگار	کہ گاہی بسیرہ کشتی کا پور
بہانہ ترا جنگ ایران و تور	بہت سی خاک اڑائی کہا تجھے شرم نہین آتی کبہی زیر خنجر بٹہا	

کبہی پوتا ہی افراسیاب کی لڑائی کا حیلہ بتاتا ہی رستم نے کہا تو جھوٹ بولتی ہی شہرو نے کہا سہراب کی نشانی انگوٹہی اسکے پاس ہی اوسکو دیکہلے جو تجھکو بیم وہراس ہی فردوسی برون

بروں کرد از دستش انگشتری	نگین فروزندہ چون مشتری	کہ گرد رستم درون بند بد
نگین جفت آن مہرۂ خویش دید	بخندید چون گل رخ تاج‌بخش	ز ناموں برآمد برافراز خش

تہمتن کو اسقدر خوشی ہوئی کہ پہولا نہ سماتا تہا ہر بار مثل غنچۂ گل کہلا جاتا تہا بزرگو پہر ورکے گلے سے
لگایا پیار کیا گہوڑے پر اپنے ہاتہ سے سوار کیا سیستان میں لایا تو گودا ودے ملایا پہر بیان افراسیاب

آیا اوسنے ایک عورت سازندہ سہوس کو پایا وہ عدہ گرفتاری جہانپہلوان
اور نامور جوان تہے سبکا گیار اہین مکان بنایا جال بچہایا آخرکار وہاں نسے

فرار ہوئی سرو سرایان محفل سخن تازہ کرنے والے داستان کہن کے اسطرح زمزمہ پیرا ہوتے ہیں
کہ بعد گرفتاری برزو افراسیاب بصیح و تاب تمام پوچہا رات دن غم غصے سے ملول
رہتا تہا ہمیشہ حنایین سہتا تہا کہ ایک عورت سازندہ بڈہی پہوس سہوس نام پیدا ہوئی اوسنے
بادشاہ سے کہا آپنے اپنی کوشش و پیکار کی سب بیکار کی رستم پر فتح نہوئی مجہکو اجازت ہو
کچہ سامان عنایت ہو تو نیرنگ و فسوں سے سبکا حال دگرگوں کروں سیستان کو جوہی خون
کروں شاہ توران کو اوسکی بات کا یقین نہ آیا اوسنے اپنا سحر و نیرنگ دکہایا افراسیاب خوش ہو اور مہیا
جو مجہکو درکار ہے لیے کام میں مصروف ہو غرضکہ سلیم گرد کو ہمراہ کیا مال اسباب حسب دلخواہ اوسکو دیا
سہوس نے سیستان کے متصل سر راہ ایک مکان مختصر مستحکم قلعے کے طور پر بنایا پاس اوسکے ایک چشمہ تہا اوسکو
جو اوس راہ سے شاہ و گدا گذرتا ایک روز مہمان رہتی شراب کباب رقص و سرود مہمانی کا سب سامان رہتی

شرط مہمان نوازی بجالاتی شراب پلا کے تحفہ کھانے کھلاتی اور یہان سیستان مین بزرگونکے
آنے سے سبکو خوشی ہوئی زال نے جشن ترتیب کرکے سبکو طلب کیا طوس کو گیو نے بضرورت
رستم کے پاس بھیجا گودرز اور طوس مین نزاع قدیم تھی یہان وہ جھگڑی بات بڑہ گئی طوس شاہزادہ
نازک دماغ تھا بے رخصت ایران کو روانہ ہوا تکرار کا بہانہ ہوا رستم نے چاہا جسنا بہت بدمزہ ہو
کہا وہ خلف سلطان دوسرے مہمان اوسے آزردہ کیا برا کیا مصلحت یہی ہی کہ گودرز خود جاکے
منت سے لے آئے جب گودرز لینے کو چلا گیو نے رستم سے کہا آپ سب حال جانتے ہین تنہائی مین انکو
لڑنے کا موقع ہاتھ آجائے گا دوسرا کون ہی جو سمجھائے گا اگر مجکو ارشاد ہو جاؤن سمجھا کے ساتھ
لے آؤن رستم نے کہا اچھا بہتر ہی تم بھی چلا انکے بعد بہمن کو خیال ہوا کہ یہ سب جاہل ہین ایسا نہو
طول ہو مطلب حصول ہو فرامرز سے کہا تو بھی جا وہ رخصت ہوا زال نے کہا طوس شاہزادہ ہی
اگر انکے کہنے سے پھرا اور ایران پونہچا سخت خجالت ہوگی ندامت ہے عجب حالت ہوگی مین بھی جاتا ہون
قصہ مختصر زال بھی راہی ہوا اب سنیے کہ طوس اکیلا تنہا اوس مکان کے قریب آیا دیکھا خیمہ استادہ
ہی باورچی کھانے پکاتے ہین امیرانہ ٹھاٹ ہی آپ نے پوچھا یہ مکان کسکا ہی سامان کیسا ہی وہ بولے
سوداگر کی عورت نے یہ بنایا ہی توران سے آئی ہی یہان قیام ہی مسافر پروری کا شغل علی الدوام
ہی گھوڑا کسی کو دیکے خیمے مین آیا دیکھا ایک عورت نقاب ڈالے بصد غمزہ و ادا کرسی جواہر نگار پر جلوہ پیرا
ہی گرد ساز سامان سب طرح کا مہیا ہی کرسی پر بٹھایا اوسنے تعظیم کی طوس نے حال اوسکا پوچھا بولی

بولی مین زن سازندہ ہون رقص و سرود میرا کام ہی سوداگر بچہ مجہپر فریفتہ تہا تہوڑا عرصہ ہوا وہ
بہت کچہ مجکو دیکے مرگیا افراسیاب نے چاہا تہا کہ بجبر مجکو اپنے گہر مین ڈالے مطلب نکالے مین حیلہ کرکے
چلی آئی لیکن شوق ملازمت شاہ ایران ازحد ہی شب و روز مجکو کد ہی کہ کوئی وسیلہ رسائی ہو تو
مقصد آزمائی ہو طوس نے وعدہ کیا کہ ہم لیے چلین گے اور دور شراب شروع ہوا دو پیالے پیے
متوالے ہوگئے ہوش نرہا پیلسم گرد باندہکے حویلی مین لے گیا کچہ دیر مین گودرز پہونچا وہ بہی گرفتار
ہوا پہر گیو پہنسا اور بیژن بہی قید ہوگئے اونسے دو چار ہوا ان سب کے بعد زال آیا ہر چند لوگون نے
کہا خیمے مین جا و بیٹہ گیا کسی نے کہدیا دو چار نوجوان پہلوان اس مکان مین گرفتار ہین زال
سمجہا کہ یہ جال ہی پہنسانے کی چال ہی ہوشیار ہوکے خیمے مین گیا سوسن تو زال کو دیکہکے
بہاگی حویلی مین پونہچی دروازہ بند کیا زال نے اوسکو توڑا چہپا چہوڑا وہان سے پیلسم نکلا
باہم لڑائی ہونے لگی پیلسم کا گرز زال کے سر پہ لگا مغفر پریشان ہوا حیران ہوا وہین فیمر افرز ڈہونڈہتا
آنکلا زال کو جدا کیا آپ پیلسم سے لڑنے لگا زال نے رستم کو آگاہ کیا اودہر افراسیاب تو ہمہ تن
کوشش تہا پہلوانونکی گرفتاری سنکے یلغار چلا اودہر سے تہمتن پونہچا یہ خبر کیخسرو کے گوش زد ہوئی شاہ ایران
بہی مع فوج و سامان داخل ہوا غرضکہ پیلسم گرد کو تو رستم نے مار لیا افراسیاب کا مقابلہ ہوا پیران
نے افراسیاب سے کہا ناحق ایک رنڈی کج سرشت کے کہنے سے ملک و مال برباد کیا پہر کرنے
کی خاطر آیا قصہ بڑہایا بارہا تجربہ ہوچکا ہی کہ تیری فوج مین رستم کا مقابلہ کسی سے نہین کیا ہی

اکیلے نے لاکھون کو بھگا دیا ہی پیران ویسہ کی یہ صلاح ہوئی کہ نکل چلو افراسیاب کو غصہ آیا کہا بھاگتے بھاگتے یہ حال ہوا کہ اب جینا وبال ہوا تا کی یہ ذلت گھوڑا بڑھا کے کیخسرو سے گفتگو کی کہ آج ہمارا تمہارا مقابلہ ہو تو فیصل یہ معاملہ ہو خسرو بھی ہاتھی پر سے کودا گھوڑا طلب کیا لڑنے کا سامان سب کیا پہلوانون نے روکا سلطان ایران نہایت کبیدہ خاطر ہوا آخر کو برزو نے شیرین بیانی چرب زبانی سے بادشاہ کو سمجھایا خود افراسیاب کے سامنے آیا فردوسی

به برزو چنین گفت کای پورزاد	نداری تو نام پدر را بیاد	کنون رزم جوئی بناوردگاه
ترا شرم ناید ز توران سپاه	تو برگرد تا خسرو آید برزم	بجو بند شاهان همه جای بزم
تو نیز از جهان داور دادگر	نترسی و بندی برزم کمر	برزو نے جواب دیا کہ فی الحقیقت

مین نمک پروردہ سرکار ہون لا تیری عادت سے بیزار ہون تجھسا بادشاہ الاجاہ کہ مشہور بعہد وفا شعار ہوا اتنا وقت سے بے اعتبار ہوا لازم ہی تجھسے ہراس کرے تیر مطلق نہ پاس کرے فردوسی

بگفت این و برداشت گرز گران	همی تاخت چون پور مازندران	چو افراسیاب آنچنانش بدید
خروشی چو شیر ژیان بر کشید	بدو گفت چون پیل مستی مکن	نبرد مرا پیشدستی مکن

القصہ صبح سے تا شام وہ نوجوان اور شاہ توران باہم مشغول بجنگ وجدال رہے فردوسی

ز پیکار ایشان نهان گشت مهر	ستاره بگردون بپوشید چهر	اسی عرصے مین ترکش خالی ہو شاہ نے

گرز ہاتھ مین لیا اور غصے مین آکے چاہا تھا کہ برزو پر لگا عرصہ نبرد مین پہنچال ہو جائے فردوسی

بیامد بر شاه هومان چو شیر	بدو گفت کای شهریار دلیر	ترا ننگ ناید ز پیکار او
تو باید بخسرو شوی جنگجو	بهومان چنین گفت افراسیاب	که از کینه دارم دو دیده پر آب
مرا او دو این پدر را خسرو	که در پیش من کینه خواه تو است	ہومان نے عرض کیا اگر اسکو مارا

ایک جوان خیرہ سر سے پدر تھا گر خدا نخواستہ تو ہلاک ہوا تو تمام توران تہ خاک ہوا لشکر کو
حکم کیا سب نے برزو کو گھیرا اوسنے نہ منہ پھیرا یہ حال دیکھکے فرامرز اور رستم نے گھوڑے
اوٹھائے مدد کو آئے خون سے دریا بہائے کیخسرو نے حملہ کیا پھر تو عجب تلاطم پڑا کوسون
لاشون کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا جہان جگہ خالی تھی وہان لہو کا دریا بہا جاتا تھا تورانیون کی
شکست فاش ہوئی کیخسرو کو افراسیاب کی تلاش ہوئی وہ میدان سے فرار ہوا کیخسرو نے
تعاقب کا قصد کیا پیلتن مانع ہوا صدا ہی اوس فتح کو سون گئی حریف کے بھاگنے کی نوبت آئی
چرخ نے یہ نیرنگی دکھائی سیستان قریب تھا جہان پہلوان شاہ ایران کو مہمان لے گیا ایک
ہفتہ دعوت لشکر کی جلسہ شاہانہ رہا مست و سرشار اپنا بیگانہ رہا رستم نے کیخسرو سے عرض کی
کہ چار سی برس کا میرا سن ہے آرام نہ چار دن ہوا امیدوار ہون چند وطن مین قیام کرون
بدولت سلطان راحت سے آرام کرون میرے بدلے فرامرز اور برزو دست بستہ روبرو
نوجوان ہین یہ تکلیف سہینگے کیخسرو نے قبول کیا جہان پہلوان نے اپنا مطلب حصول کیا
اوسی دم منشور حکومت برزو کو عنایت ہوا ہندوستان کا ملک فرامرز کو مرحمت کیا

پھر آپ با فتح و ظفر مع فوج و لشکر منزل بمنزل کوچ و مقام ہوتا بیت السلطنت کو روانہ ہوا یہ واقعات

اختتام دولت افراسیابی کہ پیران ویسہ قتل ہوا اور شیدا کو یا پیدا نہوا کشتو نکے اس لڑائی مین پشتے ہین لہو کے دریا بہے ہین اور افراسیاب

آخر کار گرفتار ہوا ہی اس بار افراسیاب جو شکست کہا کے دولت اوٹہا کے توران پہونچا شطر

غیرت سے نے جوش کیا فرط غضب نے بیہوش کیا جو کچہ خزانے مین موجود تہا سب فوج کو تقسیم کیا عزم جنگ غنیم کیا جم غفیر جوان و پیر بہم پہونچائے جو جسنے طلب کیا اوسکو دیا یہ خبر کیخسرو نامور کو ہوئی اوسنے گودرز سے فرمایا کہ رستم کئی بار جنگ توران فتح کر آیا افراسیاب کو زور سپاہ دکہایا ہی ابکے تمہارا حصہ ہی وہ تدبیر ہو جسمین افراسیاب اسیر ہو یا ہلاک ہو کہ یہ قصہ پارینہ پاک ہو گودرز نے طوس اور گیو اور بیژن کو با فوج بے شمار ہزار در ہزار ہمراہ لیا توران کا رخ کیا پہر فرامرز سے خسرو نے ارشاد فرمایا کہ تو ہند و ستانکو فتح کرنا سرحد چین یا چین مین گودرز سے ملحق ہونا جب تک افراسیاب با زنجیر نہوگا یہ بکہیڑا اخیر نہوگا جسدم افراسیاب نے سنا کہ گودرز با لشکر جرار فزون از شمار آ پہونچا او سنے ہومان کو با سپاہ بیکران روانہ کیا اور پیران ویسہ کے ہمراہ ہزار ہا زرہ خواہ کمک کو بہیجے گودرز سے اور ہومان سے مقابلہ ہوا بکوشش و کد بیژن نے ہومان کو مارا فوج فرار ہو کے پیران ویسہ کے پاس آئی گودرز نے دم ملنا لے توقف پیران پر یا لڑائی ہونے لگی گودرز نے کیخسرو کو عرضداشت لکہی کہ بدولت اقبال سلطان با جاہ و جلال ہوا کو جانسے مار اب

اب پیران ویسہ کا سامنا ہی لشکر عظیم بہت عظیم ہی رستم کو ادہر روانہ فرماییے کہ ہماری فوج کا جی ٹہرجاے خوف وہراس نہ آے کیخسرو نے اوسی دم فرمان اجب الاذعان سیستان کو روانہ فرمایا اور تاکید لکہی کہ بمجرد دیکہنے فرمان کے ادہر نہ آؤ اوسی راہ سے گودرز کی مدد کو جاو بہمن تن نہ پونہچا تہا کہ ایک ور جنگ عظیم ہوئی شکست عظیم ہوئی ہوا ہی فتح و فیروزی سے ایرانیون کا پہر پرا اٹہایا تورانیون کو بہگایا مگر پیران ویسہ نے پای ثبات معرکہ کارزار مین جمایا جرات کی داد دی انتہا کی بہادری کی آخر کار کام آیا فوج شکست خوردہ مضطر خاک بر سر بدحواس افراسیاب کے پاس پونہچی پیران ویسہ کی خبر کہی افراسیاب کو یقین ہوا کہ پیر انکا انتقال سلطنت کا زوال ہی فردوسی

ازان درد بگریست افراسیاب همی کند موی و همی ریخت آب
همی گفت زاری جهان بین من سوار سرافراز آئین من
مرا تو پناه و برادر بدی سپهدار و سالار لشکر بدی

اور قسم شدید کہائی کہ بے انتقام پیران ویسہ تیغ نیام مین نکرونگا خواب و خور مجہپر حرام ہی خبر کیخسرو نے سنی یلغار جیحون سے عبور کرکے افراسیاب کی فکر مین چلا وہان افراسیاب نے خزانہ فوج جلو با نٹا جوانونکو نامی پہلوانونکو چہانٹا شیدا جو اوسکا بیٹا تہا لاکہ سوار کا سالار کرکے خسرو کے مقابلے کو بہیجا کیخسرو نے سنکے لہراسپ کا وسکی داماد کو کہ بیٹے سے زیادہ جانتا تہا اسی ہزار جرار کے ساتھ روانہ کیا رستم نامدار بہی قضای کار اوسی آن داخل ہوکے لہراسپ کے شامل ہوا افراسیاب اس حال کو دریافت کرکے لاکہ سوار سے بیٹے کی کمک کو آیا فوج کا دل اوسنے مجتمع بڑہایا اور بطریق رسالت

شیدہ کو کیخسرو کے پاس روانہ کیا زبانی یہ پیام دیا کہ اگر صلح منظور ہی تو ایک بیٹا میرا مع سپاہ
ہمیشہ تیری اطاعت مین ہمراہ رہنے کا تا زیست اس عہد سے نہ پہرونگا عالم اللہ کا تجہے نیک کہیگا فردوسی

بشیده بگفت ای جهاندار نو   که باد ابد از روزگار تو دور   بکیخسرو از من پیامی رسان

بگویش که گیتی دگر شد چنان   نبیره که رزم آورد با نیا   بود نزد حق خوار روز جزا

چو کار سیاوش فرامش کنی   بنا را بجای سیاوش کنی   نه زان گفتم این کز تو ترسان شدم

دگر پیر گشتم هراسان شدم   همه کوه و دریا مر الشکر اند   همه نره شیران به پشم درند

چو با من بسوگند پیمان کنی   بگوشی و پیمان خود نشکنی   زمن نیز پیمان نیاید شکست

بیزدان و اوار سوگندهاست   دو لشکر بیاساید از رنج رزم   همه رزم ما باز گردد به بزم

جو صلح کا قصد نہو تو ہم تم باہم لڑلین وگرنہ مجہے نہین تو شیدہ امیر ابہتا حاضر ہی جو اوسکو تونے
مارا تو تمام توران اپنے قبضے مین جان مین نے سلطنت سے ہاتہ اوٹہایا قصہ ہی مٹایا اور بیٹا کیدا
شیدہ سے کہا حرف دلیرانہ بر زبان لانا مجمع دیکہکے نہ گہبرانا القصہ شیدہ کیخسرو کے روبرو آیا
تسلیم کو سر جہکایا خسرو نے بڑی تعظیم و تکریم سے بٹہایا اوسنے ادای رسالت کی خوب
وکالت کی کیخسرو نے جواب دیا کہ آج تو کسل راہ سے آرام کرو صبح کو اسکا جواب لو پہر رخصت
کیا اوسکے جانے کے بعد مشیران خوش تدبیر اسپہر وزیر سے مشورہ کیا کہا یہ پیام افراسیاب کا مکر و فریب
سے خالی نہین بارہا تجربہ ہوچکا ہی اور شیدہ کے تیور و ہم گفتگو دیکہے تہے ہر بار مستعد جنگ ہوہ

وہ بے ننگ تھا میں نے رخصت کر دیا اب اس سے بذات خاص میں وسواس لڑونگا صلح ہرگز نہ کرونگا
رستم نے عرض کی کہ ای صاحب اقبال یہ امر مناسب حال معلوم نہیں ہوتا **فردوسی**

بدست تو گر شیده گردد هلاک
یکی نامه برگم شود زان چه باک
و گر دور ازین گر تو گردی هلاک
ز ایران برآید یکی تیره خاک

یہ صلاح ٹھہری کہ شیدا کو رخصت کرو نامے کا جواب اور کسی کے
ہاتھ بھیجو دم سحر بصد کروفر شیدا کو وداع کیا فرمایا قارن صف شکن جواب لائے گا شیدا نے کہا میں جو
آپ سے لڑنے کو آیا تھا نامہ حیلے میں لایا تھا یہ کلمہ سنکے کیخسرو کو غیظ آیا کہا صبح انشاء اللہ گو یہ میدان ہی
ہمارے تمہارے جنگ کا سامان ہی پھر اوسی دم جواب نامہ قارن کے ہاتھ روانہ کیا مضمون تھا **فردوسی**

کنون کار ما بود دشوار گشت
سخنها ز اندازه اندر گذشت
بنزد جهان آفرین کردگار
به بیم کاوس پروردگار
که چندان بپایم شمارا امان
که برگل جهد باد تند خزان
گرم پشت گرمی ز یزدان بود
همیشه دل و بخت خندان بود
بهر بوم و گنج و سپاهم مراست
همان تخت و تاج و کلاهم مراست
نپنداشت تو در خورست از نبرد
نه نامردم ار پور تو هست مرد
سپید و مان آور جهان من
به خنجر ببینید سر افشان من
کسی را نخواهم ز ایران سپاه
که باوی بگردد به آوردگاه
من شیده و دست شمشیر تیز
برآرم بفرجام ازو رستخیز

جب نامہ قارن کو حوالے کیا کہدیا کہ افراسیاب پاس جانا مگر پہلے **فردوسی**

تو این حرفها را بشیدا بگوی
که ای کم خرد جسته نام جوی
جهاندار تنگیخت زان انجمن

که این جامهات بر تو ماتم کفن | بگرید چنان زار بر تو پدر | که کاوس گریید همی بر پسر

قارن نے جب یہ پیام شید کو پہنچایا اوسکے جواب مین وہ یہ حرف زبان پر لایا کہ کیا مضائقہ مگر صبحکو ہماری لڑائی کی سیر دیکھنے جانا اور کیخسرو سے کہتا تہا آنا قارن نے کہا خیر یہی خسرو محتاج مدد غیری ہیں القصہ جب دم خسرو فلک چارم بصد جاہ و حشم جلوہ گر ارکیئہ زنگاری ہوا ہر ایک شاہزادہ سرگرم طیاری ہوا مسلح و مکمل ہوکے بر سر میدان دونون جلوہ کنان آئے فردوسی

برفتند هر دو بدشت نبرد | چنان چون شود مرد با هم نبرد

القصہ مشغول کارزار سرگرم پیکار ہوئے کوئی کسب اور فن سپہ گری ایسا نہ تہا کہ سر میدان اونسے ظاہر نہوا دونون طرف کے پہلوان اور مرد میدان واہ واہ سبحان اللہ کرتے تہے آخر کار شید نے کہا کہ اب ہم کشتی لڑین خسرو نے کہا اچہا گہوڑے سے اوترکے دو نرہ شیر تا دیر گاوزوری پیچ کی گہات اور چوری کرتے رہے یکایک شید نے کمربند مین ہاتہہ ڈالکے اوٹہایا خسرو سے جنبش نکی ایسا لنگر جمایا جب خسرو کی باری آئی شید کے سر پر قضا چلائی دفعتہ سبکی سے اوٹہاکر سر سے بلند کیا پہر زمین پر پٹک دیا اور فورا خنجر نکالکے حلال کیا فردوسی

بزور جهان آفرین کردگار | بر دست گیتی خسرو نامدار | بکردار شیری که بر گور خر
ز دست گو اندر آید بسر | گرفتش بچپ دست و راست پشت | برآورد و زد بر زمین درشت
یکی تیغ تیز از میان برکشید | سر آن دل نامور بر درید | بعد قتل شید کیخسرو نے حکم

حکم دیا کہ اسکے جسم کو مشک اور گلاب سے دہو کے دفن کرو اور مقبرہ عالیشان جلد طیار ہو اسکے بعد
قارن اور اسپیلہ کے پاس نامہ لیکے گیا لوگون سے شیدہ کے مارے جانے کا حال کہا افراسیاب نے
آہ سرد دل پر درد سے کہینچی زمانہ پیش نظر تیرہ و تار ہوا نامے کا جواب نہ دیا مگر فوج جمع
کر کے لڑنے کو سوار ہوا صبحدم دونون بادشاہ جنگجو فوجین لیکے دوبدو ہوے ہنگامہ عظیم بپا
ہوا شیدہ کے قتل ہونے سے ترکون نے زندگی ترک کی سر میدان جوانمردی کی داد دی

بپوشید جنگی گرانسان نشان	نداوند گردان گردنکشان	ہمہ رنگ شد زیر نعل اندرون
چو کرپاس آثار دادہ بخون	زمین پر ز روز سپہر سوگوار	دو شاہ و دو لشکر چنان کینہ دار
بیابان بکردار جیحون خون	یکی بے سر و یکے سرنگون	آخر کار فتح ایرانیونکو نصیب

ہوئی ترک ناچار ہو معرکے سے فرار ہوے اور افراسیاب کو بھی بجبر لے نکلے **فردوسی**

عنانش گرفتند بر تافتند	بدان زنگ آہوی نشتافتند	جب اس طرح کی لڑائی فتح ہوئی

کیخسرو نے نامہ کیکاوس کو لکہا ماجرای جنگ مشرح تحریر کیا اور آپ افراسیاب کے درپے ہوا
سرحد چین ماچین مین پہنچ گیا خاقان کی سلطنت کو تزلزل ہوا بہت سے تحفے نقد و جنس کی قسم
بہی سے لیکے ایلچی اوسکا حاضر ہوا شرط خدمت بجالایا زمین بوس کو سر جہکایا کیخسرو نے فرمایا اگر
افراسیاب کو پناہ دی تو مین نے تیری بیخ و بنیاد کہودی وہ مجبور ہوا ان سے بہی بہاگا کوہ
دشت طے کرتے کرتے عاجز ہوا کوئی پاس نہ تہا جہان جاتا تہا کہیں ٹہیرنے رہنے نہ پاتا تہا

صاحب خانہ ٹال دیتا تھا اپنے شہر سے نکال دیتا تھا انتہا کو پہاڑ میں ایک غار تھا اوسمین چھپا اتفاقات
زمانہ نسل فریدون سے ہوم نام اوسی کے خوف سے وہان رہتا تھا ہزارون رنج سہتا تھا ایک رات
صدای دردناک اوسنے سنی غار کے قریب آیا سنا کہ کوئی شخص ترکی زبان مین بصد حسرت
یہ بیان کرتا ہی کہ ای شاہ توران وہ جاہ وتجمل وہ فوج اور سامان کیا ہوا گردون دون سے تجھے پہرا
کس کس بلا اور ستم مین تو گہرا نہ کسی جا پناہ ملی نہ بہاگ جانے کی راہ ملی وہ فوج ظفر موج کیا ہوئی
کیا وہ تخت وتاج ہوا آج یکہ وتنہا بوریے کا محتاج ہوا نکوئی امیر ہی نہ وزیر پاس ہی ہر سمت سے
ہجوم حسرت ہی رفیق ناکامی جلیس پاس ہی ہوم نے تامل کرکے آواز پہچانی فردوسی

چنین گفت کاین نالہ ہنگام خواب	نباشد مگر زان افراسیاب	بسکہ جور او سیاہ سے ستم کشیدہ

آفت دیدہ تہا دل سے کہا وقت انتقام ہی اسی واسطے سابقین کا یہ کلام ہی سعدی

مکن بد کہ بد بینی از یار نیک	نروید ز تخم بدے بار نیک	وقت سحر ہوم نعرہ جگر پکارا کہ ای

شاہ توران پر شوکت والاشان دعا تیری قبول ہوئی باہر آ جو حاجت رکہتا ہو بزبان لاغیب
سے تیرے واسطے مدد آئی ہی شاہنشاہ ازل کے پاس سے تا ابد تیری سلطنت کی سند آئی ہی
افراسیاب خوش ہو کے نکل آیا ہوم نے گردن پکڑ کے گہونسا لگایا پہر مستحکم باندہ کے حال پوچھا اور
تمام سرگذشت بیان کی وہ کیخسرو کے پاس لے چلا ہر چند منت وزاری فریاد وبیقراری کی
سودمند نہوئی کشان کشان روبروی سلطان ایران لایا بہت کچہ نقد وجنس پایا فردوسی

چو در پیش کیخسرو آمد به درد | ببارید خون بر رخ لاجورد | شهنشاه ایران زبان برگشاد
ازان طشت و خنجر همیکرد یاد | پھر کیخسرو نے فرمایا کہ گرسیوز کو حاضر کرو طشت و خنجر بھی ساتھ ہو اوسی دم

دونون حیوان سرون کے تن سے سر کٹ گئے ملک پہلوانون کو مل چلے جوانون کو بٹ گئے رستم
کو توران کے بندوبست کو چھوڑا اپنا ایران کی طرف منہ موڑا جس دم قریب آیا کاوس کو خبر اون کی
قدوم کی پہونچی یا خود باجاہ و جلال بفر و شوکت کمال استقبال کیا گلے سے لگالیا کہا شکر ہی یزدان کا
کہ سیاوش کا انتقام پھر پایا جان کو راحت ملی دل کو چین آیا کچہ دن گذرے تھے کہ کاوس کو پیام اجل
آیا دار فنا سے رحلت کی بے دغدغہ و شراکت غیر کیخسرو نے سلطنت کی یہ بیان محققین مورخین
کا مضمون تو صاف ہی مگر تحریر تقریر مین کو نہ اختلاف ہی
اسواسطے لکھا اور صاحب روضۃ الصفا کہ مورخ یکتا ہی وہ اسطرح لکھتا ہی کہ ایک روز حرکات
ناپسندیدہ سالار ترکان کیخسرو والا شان یاد فرما کے سخت ملول ہوا کہ باوجود اتنی لڑائیون کے
ابتک مطلب حصول ہوا چار سردار جہاندیدہ خنجر گذار با فوج بے شمار چار طرف بھیجے
کہ افراسیاب کو ہر سمت سے گھیر لڑنے سے منہ نہ پھیرو بہر کیف پاگرفتار ہو یا سر آئے زندہ
بھاگنے نپائے اور گودرز کو درفش کاویانی دیا جسکو بادشاہون نے اپنے پاس سے کبھی جدا
نکیا تھا اور بلخ کی طرف بھیجا خود بھی اوسی طرف عازم ہوا جب افراسیاب کو گودرز کی آمد
معلوم ہوئی پیران ویسہ کو بلایا اپنے بھائی کو اوسکے ہمراہ کیا فوج دریا موج بے حساب حوالہ کی

گودرز سے لڑنے کی اجازت دی مگر یہ خبر تھی کہ جب سعادت اقبال نحوست زوال کے ساتھ
بدل جاتی ہی نہ مال سے اعمال بدلتا ہی نہ زر کام آتا ہی نہ فوج کی کثرت جان بچاتی ہی
القصہ مقابلہ ہوا طرفین کے دلاورون نے جانبازیکا کوئی مقدمہ اوٹھا نرکھا ہمت لاشونکے
انبار ہوے دریای خون روان تھے نہنگان بحر شجاعت موجین مار کے غوطہ زنان تہے رباعی

اگر بچشم تامل بخاک درنگری	بزیر پای خود اندر ہزار سر یابی
چو غنچہ ہر جگری خستہ سینہ داغی ہست	وگرنہ از چہ لبش خشک و دیدہ تر یابی

آخر کار پیران ویسہ کو گودرز نے مارا اور گیارہ سردار نامدار تورانی اسیر ہوکر گرسیوز
بجزای اعمال ذلیل و خوار ہو کے گرفتار ہوا لاکہ سوار افراسیابکا اوس کارزار مین کام آیا
باقی ماندہ نکا کہیت سے پاون اوٹہ گیا اس ہنگامے مین رایت نصرت آیت کیخسرو نمودار ہوا گودرز
نے حکم کیا کہ ہر ایک صاحب علم دلاور اپنے قتل کیے ہوے زیر علم ایک جا کرین کہ مقتول جلد
شاہ ایران کے ملاحظے سے گذر جاوین قابل انعام پاوین اور خود استقبال شاہ با اقبال کو روانہ
ہوا بعد حصول سعادت قدمبوس سر ہر علم لایا کشتون کو اور اسیرونکو دکہایا دیکہتے دیکہتے جب
کیخسرو علم گودرز کے قریب آیا پیران ویسہ کو زیر علم بروی خاک بیجان پایا گہوڑے سے اوتر کے
گریہ وزاری بہت سی بیقراری کی فرمایا اسکو غسل و کفن دیکے اچھی جگہ دفن کر دو اور گیو
علم سے گرسیوز بندہا نظر آیا اوسکا سر کٹوایا دوسرے دن خلعت اور انعام خاص

خاص و عام کو بقدر لیاقت و جانفشانی مرحمت فرمایا کرمان اور گنج مکران خبر بیزر کو دیا اور حاکم صفاہان و جرجان و قہستان گودرز کو عنایت ہوا افراسیاب پیران ویسہ کے قتل سے جو آگاہ ہوا مصروف نالہ و آہ ہوا اہبت خاک اڑائی سمجھا زوال دولت کی نوبت آئی پھر شیدا کو بصد یاس بھیجا کیخسرو نے اوسکو پیران ویسہ کے پاس بھیجا بعد فتح کیخسرو نے فرمایا کہ خوارزم سے بود اس سے خوارزم و ستمقام کا نام ہوا جب شیدا قتل ہوا شہریار ایران بصد شوکت و شان گنگ دژ کہ دار الملک افراسیاب کا تھا وہان آیا قلعے کو گھیرا افراسیاب کھڑکی کی راہ سے بھاگ گیا قلعہ فتح ہوا استعلقان حرم سرا پردہ افراسیاب پردہ حجاب سے نکلے پائے زیر دامن عاطفت سلطانی آئے اور افراسیاب بے خور و خواب سمت بسمت بھاگتا پھرتا تھا جہان جاتا تھا آفت مین گھرتا تھا آخر کار نواح آذربایجان مین بادل خار خار گرفتار ہوا کیخسرو کے سامنے لائے بعضو نکا قول ہی کہ تیسرے دن حسب فرمان فرمانروا ایران قتل ہوا بعضے لکھتے ہین کہ جسد مع سحال نیم جان بون گرفتار خسرو کے روبرو آیا سلطان رحیم دل کو اوسکے مآل کار پر عبرت ہونے باعث ہوا رقت آئی گودرز پاس تھا بدحواس ہوا کہ مبادا کیخسرو اوسکو جان کی امان دے تو پھر بکھیڑا مچے یہ سوچکے بے اجازت شاہ سر اوس حیلہ ساز کا کاٹ ڈالا جنگ و جدال کا قصہ تالا جب اس غم سے فرصت پائی آذربایجان سے بلخ مین رونق افزا ہوا جشن کا سامان عیش و طرب مہیا ہوا اسکے بعد اکثر و نامداران سپاہ رئیسان نزد خواہ وزیر امیر سبکو جمع کیا پھر اونسے مخاطب ہوکے فرمایا کہ یہ کلمہ مستند اور براہین سے سبکو ثابت ہی کہ جسنے زاد و عدم سے

صحرای وحشت مین ہو دکی قدم رکہا اوسنے ذائقہ مرگ بلاشک چکہا دار فنا سے گذر نا ہی حاصل جینے کا مرنا ہی پس جس شی کو زوال ہی اوسکی محبت بیہودہ خیال ہی رای سلیم وہی کہ طریقہ مستقیم اختیار کرے دنیا کی الفت زیادہ نہ کہے اسکے کارکو بار سمجھے انکار کرے مکہی کی طرح یہ عسل کہ جسکی اصل سم ہی با شیرینی کم ہی نہ جانے رشتہ تعلقات مقراض توفیق سے کاٹے جب ان بکہیڑون سے دور ہو توفیق رحمت پرورد گار ہو اس بحر زخار ناپید اکنار سے بیڑا پار ہو جب دم یہ تقریر دلپذیر کر چکا لہراسب کو ولیعہد کرکے سبکو اوسکی اطاعت اور فرمانبرداری کا فرمان تاکید کیا اور جو جو مدارج غربا پروری اور دادرسی تہے لہراسب کو اون سے آگاہ کیا دقیقہ سلطنت اور فرمانروائی اوسپر کہولے بادشاہ کیا پہر اون مخدرات عصمت کو وداع کرکے ترک لذات کی دار بقا کی لو لگی نظم

بوقت آنکہ طاوسان انجم
بگسترند بر گردون پر و دم
جہان از رخ تیغ اندود گردند
زماہی تا بہ پر دود کردند

پہر اسطرح منہ چہپایا کہ پہر کسیکو نظر نہ آیا اور بعضی تواریخ مین یہ نظر گذرا ہی کہ جناب سلیمان علیہ السلام نے قصد گرفتاری کیخسرو کیا تہا وہ بلخ کی طرف بہاگ گیا وہان ہلاک ہوا اور فردوسی نے جو لکہا ہی کہ پڑہنے والے کی آنکہ پر آب اور دل کباب ہوتا ہی وہ تحریر مین آئے اگا حال کہل جائیگا زمانہ سلطنت کیخسرو واتمہ تاریخ کے نزدیک ساٹہ برس ہی اور مولف تاریخ معجم کہ تحریر اوسکی بیش و کم ہی وہ یہ لکہتا ہی نظم

چو صد سال کیخسرو نامدار
بہر چہ آرزو کرد شد کامگار
بدانست آخر چو فرزانگان

کہ گیتی سراسر بآتش کشان | ہمی تشنہ چندانکہ می خست تیر | نہد باشدش تشنگی بیشتر | بلہراسب داد افسر خسروی

ولی عہدی و تاج و گنج زری   اور حافظ آبرو نے لکہا ہی کہ مورخ کہتے ہین کیخسرو نے مسجد بنائی تہی وہ ہمیشہ سفر و حضر

مین پاس رہتی تہی محراب مین در و جواہر گرانبہا نہایت آب و تاب سے لگا تہے بطریق ہمیران آتشین

اوسمین نماز رب العالمین پڑہتا تہا اور خلق کو پرستش سے نیاز کی ترغیب کرتا تہا اور فارسی کہتے ہین پہر تہا

جو کچہ شاہان ماضی نے رعایا سے بظلم لیا تہا اسکو بلا کے پہیر دیا بہر حال کفالت کرتا رہا عہد حکومت ظلم و جور نکیا

خسرو کا قول یہ تہا کہ پایداری ملک و رعیت کی مال سے ہی پروردگار نے اسکو وسیلہ حصول مقاصد دو سرا

بنایا ہی اور آبادی مملکت کی اور ترقی رعیت کی عدل و داد سے ہی پس لازم ہی کہ مال بے محل صرف نکرے

اور انصاف سے نہ گذری لقب اوسکا مبارک ہی فیہ کہ پہر اصل کتاب کا ہی یعنی شاہنامے

سے شمشیر خانی مین جو کچہ لکہا ہی ترک سلطنت کیخسرو کا بیان ہی

آمد پور دستان ہی سمجہانا رستم و زال کا نمانا سلطان

خوشحال کا لب چشمہ جانا پہلوانون کا برف مین دبجانا

زندہ کن داستان گذشتگان علی الخصوص فرمانروایان توران و ایران صاحب شمشیر و زبان

مالک اقلیم سخنوری سرخیل شاعران فردوسی سحر بیان لکہتا ہی کہ بعد انتقال کیکاوس ایک سٹہ برس

حسب دلخواہ کیخسرو با فر و جاہ سلطنت کر چکا اور کوئی اندیشہ کسی کا دغدغہ نرہا تو ایکروز کارپردازان

سلطنت امیر وزیر حکیم مشیر ترقی خواہان دولت جتنے تہے سبکو جمع کیا پہر فرمایا

کہ یہ جا جسکو سرائے فنا قحبۂ دنیا کہتے ہیں عاریتہً جسمین اوترتے ہیں گذشتنی اور گذاشتنی ہی شعر

اگر صد سال مانی ور یکے روز	بباید رفت زین کاخ دل افروز

جو اسکو دار ناپایدار سمجھے وہ اوسکی شادی یا غم کا کیا اعتبار سمجھے یہ جگہ ایک دن خواہ مخواہ
چھوٹ جائے گی تخت کے بدلے تختہ تابوت ہوگا لحد کے فشار سے ہڈی پسلی ٹوٹ جاوے گی لطف
ہی کہ اسکو آپ چھوڑ دیجیے اسکی کشمکش سے کنارہ کرکے رشتہ امید توڑ دیجیے عنایت پروردگار اگر
شامل ہو تو فارغ البالی ہیں بڑی سلطنت جاودان حاصل ہوا ہے یہ ہیں لہراسپ کو قابل فرمانروائی
سمجھکے ولیعہد کیا نظم و نسق سلطنت ملک کا انتظام اوسکے قبضہ قدرت میں دیا تم سب اوسکی اطاعت
اور فرمان برداری کرنا یہ رعیت پروری غربا نوازی کرے گا انصاف اور عدل کا سررشتہ ہاتھ سے
نہ دے گا تم سب کی چارہ سازی کرے گا دامن امید تمہارا زر و جواہر سے بھرے گا مجکو دل سے بھول جاؤ گے
اوسوقت میرا یہ کلام یاد کرنا سے اندیشہ و غم باہم ہمیشہ تم رسیدونکا دل شاد کرنا خلقت یہ بیان جانکاہ
سنکے رونے لگی جان کھونے لگی کہ ایسا سلطان والاشان قدردان کہاں پائیں گے در و دیوار سے
سر ٹکرا کے مر جائیں گے کیخسرو نے سبکی تسکین و تشفی کی خلوت سرا کی راہ لی رئیسوں نے یہ
مضمون زال اور جہان پہلوان کو لکھا دو دن بمنہاج استعجال یعنی رستم و زال فوراً آپہنچے پردے
کے قریب زال ستودہ خصال آیا آداب و تسلیم بجا لایا سبب آمد خسرو نے پوچھا زال سے
خلوت نشینی گوشہ گزینی شاہ کی بیان کی خسرو نے مضمون سابق مکرر زبان گہرفشاں سے دونوں کو سنایا کہ

کہ بالفعل یہ خیال آیا ہی اس سے منہ چہپایا ہی تہمتن نے عرض کی داد رسی ایک ستم دیدہ کی عبادت صد سالہ کا مزار کہتی ہی پہر بہر حضرت امور سلطنت ملاحظہ فرمائین تین پہر خالق کی بندگی بجالائین بادشاہ حق شناس نے جواب دیا کہ دل ایک طرف توجہ کر نہین سکتا اور مینے رویای صادق مین دیکہا ہی کہ کوچ کا زمانہ اس مقام سے نزدیک ہی اب یہ امر عقل مصلحت اندیش سے بہت دور ہی کہ یہ چند روز ہی بطور گذشتہ ہاتہ سے دیجیے سامان سفر نہ کیجیے کیونکہ وہ راہ در پیش جہان میل ہی اور نہ سنگ نشان ہی نہ رہبر ہی نہ کوئی کاروان ہی عالم تنہائی مین یار نہ آشنا ہوگا خوف یہ ہی کہ دیکہیے انجام کیا ہوگا القصہ رستم وزال مایوس ہو گریہ کنان باہر نکلے یہ کہتے فردوسی

دریغ آن بلند اختری رای تو
بزرگی و دیدار بالای تو
خردمند زین کار حیران شود
کہ زندہ کسی سوی یزدان شود
کہ داند کہ گیتی چہ آورد تو
چہ گویم کہ گوش این نیارد شنود

پہر حکم کیا کہ خیمہ ہمارا صحرای پر فضا مین بپا ہو حسب ارشاد کارپرداز بجالائے ایک ہفتہ جشن عظیم رہا در خزانہ و گنج کہلا ارباب افلاس و احتیاج مسکین اور غربا پر بند ہوا جو جو ذی حق تہے حوصلے سے زیادہ اسباب و مال سبکو عنایت ہوا فقیر ہر ایک امیر ہوا مستغنی جوان و پیر ہوا یہ سب بانٹ کے جنگل کی طرف چلا جب کہ وہ چشمہ معہود نظر آیا سبکو رخصت کیا اونہون نے عرض کی جو دم ہی زیارت سلطان کی غنیمت ہی کیخسرو نے فرمایا یہان برف گرے گی طوفان اٹہیگا زندہ گہر تک کوئی جانے نپائے گا یہ کہکے اوس چشمے مین ڈوبا پہر جو ڈہونڈہا بادشاہ کو کسی نے نپایا فردوسی

همه تنگ دل گشته و تافته | سپهر وه مین شاه نایافته

جب نامدار شاه گردون وقار کو کهو چکے خوب سا رو چکے فریبرز نے کہا جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اگر یہ زاری و فریاد و بیقراری سے اب کیا فائدہ صبر کرو دل پر جبر کرو اور کچھ کہا کے یکساعت استراحت پا پھر چلو فردوسی

وزان پس بخوردند چیزی که بود | ز خوردن بسوی اب بشتند زود

همی انگه برامد یکے باد و ابر | هوا گشت برسان حرم هژبر
زمین شد سپید از کران تا کران | برامد یکے باد و برف گران
زمانی طپیدند در زیر برف | فشردند بیچاره گردان نیو
برامد بفر جام شیرین روان | چه طوس و فریبرز و بیژن چه گیو
یکی چاه کندند در جای ژرف | نماند ایچ کس را از ایشان نشان

ایک شخص زندہ بچا وہ مجمع برف کے تلے جمکے ٹھنڈا ہو گو درز جو پہلے رخصت ہو پھر اتھا دہ راہ مین انکا منتظر تھا مجبور کسیکو احوال دریافت کرکو بیچا اور برف کے تلے سب کو جان بحق پایا نفس زندہ نظر نہ آیا

اب سلسلہ اور پھر ا مقدمہ جرات اسفندیار بھڑ الہراسپ کا پوتا ہی رویین تن ہوتا ہی اور گشتاسپ کا بیان

کنون تاج لهراسب و اورنگ شاه | برایم او ز دانشم نگاه
بیاراست ایین کیخسروی | برافراخت ایین ره نیکوی

لہراسپ نے عدل و انصاف خسرو کے زیادہ کیا بخشش و جود مین دست ہمت بلند کرکے کیخسرو کو سبکے دل سے بھلا دیا ایرانی شکر یزدان بجا لائے سبھون نے اوسکے واسطے دست دعا بلند کرکے سر جھکایا پروردگار نے چار فرزند سعادتمند اسکو دیے تھے ارد اور سد اسپ تو کاوس کی بیٹی سے تھے اور گشتاسپ اور زریر کسی در امیر کی لڑکی سے تھے الا اسبا ین گشتاسپ

گشتاسب متین و دوربین خوش فہم زبردست تکمیل فرمانروائی کی دلیل ہے عقیل تھا دبدبۂ سلطانی پیشانی
نورانی سے پیدا عزم و شان بشرے سے ہویدا تھا لہراسب تو مرد جہاندیدہ تجربہ رسیدہ تھا وہ اولاد کاوس
سے باسباب ظاہر زیادہ مانوس تھا بیشتر حکومت اور امارت کا کام اونہین لوگون کو دیتا تھا اس
سبب سے گشتاسب ملول و پریشان رہتا تھا دل کا حال کسی سے نکہتا تھا ایک روز باتون
باتون مین طول ہوا مادہ سوختہ تھا زیادہ جو ملال ہوا گشتاسب کو ترک وطن کا خیال ہوا سوار ہمراہ
لیکے بعزم شان سمت ہندوستان بے اطلاع روانہ ہوا لہراسب نے جوسنا زریر کے ہمراہ ہزار سوار کرکے
بلوایا راہ مین جب دونون بہائی ملے باپ کی شکایت اور گذشتہ حکایت بیان کی فردوسی

بکاوسیان خواہد او نیکوی	ندارم بر پدر آبروی	بدو گفت گشتاسب کای نامجوی
بمغز پدر اندرون رای نیست	مرا و ترا نزد او جای نیست	بزرگی و ہم افسر خسروی

غرض بمنت و زاری زریر نے پہر چلنے پر راضی کیا گشتاسب نے کہا تیری خاطر چلتا ہون لیکن یہ
شرط ہی کہ ولی عہدی مجکو ملے ورنہ وطن سے آوارہ ہونگا باپ کے روبرو نہ ہونگا زریر نے قبول کیا اپنا
مطلب حصول کیا لہراسب کے سامنے لایا باپ بیٹے کو ملایا مگر مقدمہ بدستور رہا وہی فتور رہا گشتاسب کو
خفت ہوئی بیقرار ہوا ایک رات واحد روم کی طرف وہ مجبور و مضطر فرار ہوا یہان پہر تلاش ہوئی کسی نے پتا
جو ڈہونڈہنے کو نکلا خالی پہر آیا یہ روم مین پہونچا کچہ دنون گوشہ نشینی مین اوقات کی دن کی رات
کی جب فاقون سے حال زبون ہوا دل جگر گہٹکے خون ہوا فقر و فاقہ مین تخیل تحیر و تفکر گیا

لیکن خلاف تقدیر کیا اونہون نے جواب دیا کہ ہمین حاجت نہین وہان سے مایوس بصد حسرت و افسوس
بازار مین کسی لوہار سے کہا کہ مین مزدوری کو آیا ہون اوسنے کہا اچہا چلیے ہتوڑا اوٹہا کے نہائی پر
لگایا دونون مین ایک کو تاب نہ پایا ایک تو ناآشنائی کار دوسرے زبردست لگر فتا لوہار ڈرا اسکو کچہہ دیکر
مگر گہر سے نکال دیا

فردوسی

همی رفت گشتاسب دل دردمند | خروشان و جوشان ز چرخ بلند

آخر کار پریشان حال و دل نالان شہر سے جنگل کو چلا ایک کہیت کی مینڈ پر بیٹہ کے رونے لگا کہیت کا مالک
مرد پیر جہاندیدہ تہا اوسنے دیکہا کہ جوان ہمشکل لاثانی مردانہ بصد پریشانی رو رہا ہی دامن و جیب آنسوون سے
بہگو رہا ہی اوسکو رحم آیا قریب جاکے احوال پرسی کی گشتاسب نے شکایت بخت نحوست ایام بخت
فلک جفا سرشت کی کچہہ بیان کی اپنی غریب الوطنی بہوک پیاس حسرت و یاس کہدی وہ گہر مین لایا شرط
مہمان نوازی ادا کی پیٹ بہر کے کہانا کہلایا رہنے کو مکان بتایا جب گشتاسب نے اوسکا حال پوچہا
اوسنے کہا مین جگر خون نسل فریدون سے ہون اس گوشے مین بیٹہکے دہقانی کرتا ہون رنج و محنت گذر
کرتا ہون گشتاسب نے کہا یہی نیرنگ چرخ سفلہ پرور اور معاملہ فلک دون ہی ہمارا جد بہی فریدون
ہی القصہ دونون مین خوب جنسیت کے سبب موافقت ہوئی یار ہوے چند روز یون بسر
لیل و نہار ہوے یکایک طالع مددگار ہوا بخت خفتہ بیدار ہوا اوس زمانہ مین رسم قیاصرہ یہی کہ جب
بیٹی جوان ہوتی مجلس طرب آراستہ کرکے شاہ و شہزادہ ہای سپہر وقار عالی تبار کو بلاتے و بیٹی کو
دکہاتے جسکو وہ پسند کرتی اوسکے ساتہ عقد ہو جاتا تہا اون روزون کتایون نام بیٹی گلفام

کتایون نام قیصر روم کی بیٹی تہی کئی بار بادشاہ نے مجمع شاہزادہای نامدار کیا لیکن کتایون نے انکار کیا
وجہ یہہ تہی کہ گشتاسپ کو خواب مین دیکہا تہا اوسکی مائل تہی شمشیر محبت کی گہایل تہی و نقش اوسکا
پیش چشم تہا جب اوسکو ان لوگون مین نپاتی شادی کا وہ قصہ سنکر انکار کرجاتی آخرکار اس بار
قیصر نے جشن عظیم مقرر کیا اوسی رات پہر خواب مین گشتاسپ نظر پڑا پہولون کا دستہ ہاتہ مین تہا
اوسکی تہی توڑکے کتایون کو دی وہ نیند سے چونک پڑی دم سحر بصد کروفر آراستہ ہوکے بیٹہی اور حکم ہوا
کہ جو شاہ و شہریار کی نسل سے ہو اس صحبت مین آئے وہ دہقان ہی گشتاسپ کو ساتہ لیکے سیر کرتا
چلا جاتا تہا یہ صدا سنکے دونون دولت پر پہونچے بمجرد نگاہ نظر اول مین کتایون نے پہچانا کہ رفیق
خواب بیداری مین پایا سجدہ خالق کو سر جہکایا اور پہولون کا دستہ شگفتہ ہوکے گشتاسپ کے ہاتہ مین
دیا خزان رسیدہ کو باغ باغ کیا قیصر جو مطلع کار ہوا سخت بیزار ہوا کہ مرد غریب الوطن مجہول النسب
حامل رنج و محن کو پسند کیا پہر گشتاسپ کو پاس بلاکے حسب و نسب پوچہا اسنے سچ سچ
کہدیا قیصر کو یقین آیا تیوری چڑہاکے منہ پہرا بمجبوری عہد شکنی کے خوف سے کتایون کو حوالے کیا
مگر مال و اسباب کی قسم سے خاک ندیا بلکہ گہر سے بدر کیا گشتاسپ اوسکو لیکے خانہ پریشان ویران شہر
مین رہنے لگا افلاس کے الم سہنے لگا آخر کو یہ اوقات مقرر کی کہ دریا پار جاکے گورکا شکار کرتا نصف
گذربانکو دیتا آدہا اپنے صرف مین لاتا روز کی آمد و رفت سے گذربان یار ہو مددگار رہتے اتفاقاً
ایک امیرزادہ میرین نام آیا قیصر کی دوسری بیٹی کا پیام دیا اور تیسری بیٹی کو اہرن نے طلب کیا

قیصر لیکن کبیدہ خاطر ہو رہا تہا ٹال گیا جب دونون بجد ہوئے تو میرین سے کہا فلانے جنگل مین بہیڑیا ہی جو تو اوسکا سر
لائے تو تیرا مطلب بر آئے اور اہرن کو وہین اژدر مین بہیجا یعنی ایک جا ایک اژدہا تہا اوسکے قتل پر شادی
ٹہرائی یہ دونون سخت حیران و پریشان ہوے وہ کام نکر سکے مگر بوساطت گذربان گشتاسب سے ملے
اپنا حال کہا کہ قیصر نے ہمکو اس حیلے سے ٹالا ہی جو ایسا امر مشکل ہمارے سر پر ڈالا ہی سنتے ہی اوسکی تسلی کی کہا یہ کام کیا
تمکو ہراس چاہی خدا چاہیگا تو تم دونونکا مطلب جلد بر آئیگا وہ اژدر اور بہیڑیا بہت سہل مارا جائیگا
پہلے تو بعزم قتل گرگ وہ شاہزادہ بزرگ چلا گذربان جو آگاہ ہوئے میرین کو ہمراہ لیکے ہوے جب وہ بہیڑیا نظر آیا
شیر سے زیادہ اوسکا قد پایا گشتاسب پر حملہ آور ہوا ناوک جگردوز کا سینے مین گذر ہوا اسپر بہی وہ
جہپٹ کے لپٹ گیا شاہزادہ الا تر سے اوتر خدا کو یاد کیا اور اوسکے پکڑ کے چیر ڈالا پہر سر کاٹ کے میرین کے چلا
اور لاکے حوالے کر دیا قیصر اوسکا سر دیکہ کے خود اوس جنگل مین گیا واقعی دو ٹکڑے دیکہا وہان سے
پہر کر بیٹی کا نکاح کر دیا اب اہرن کی مدد کی باری ہوئی اژدر کے قتل کی طیاری ہوئی ایک خنجر دندانہ دار
طیار کیا اہرن نشان بتانے کو ناقف ہمراہ ہوا جب اوسکے مسکن کے قریب پہنچے دونون بیت الوطن
پر پہنچے اژدہا بو پاکے باہر آیا خونخوار شرربار گشتاسب نے چند تیر ایسے لگائے کہ اوسکے چشم مین
سے کچہ تاب نہ رہی پہر خون بدن جاری ہوا سستی کا عاری ہوا انسکا قریب گیا فردوسی

سبک خنجر اندر دہانش نہاد	زد او اژدہا ہوش و کردیا د	ہمہ تیز دندان او آن خنجر ش
ہمہ تیغہا شد بکام اندرش	ہمی ریخت زہر تا گشت سست	بہر ہر دو سر تیغ در چنگ جست

پھر پتھر سے مغز اوسکا سر سا کیا	فرو ریخت مغزش بدان سنگ سخت	نگشت اژدہا آن یل نیکبخت
بکند از دہانش دو دندان سخت	پس آنکہ بیاید سر و تن شکست	اوسکے دونون دانت نشانی لیکر

کو وے وہ قیصر کے روبرو لایا بادشاہ کو یقین نہ آیا کہا ایسے اژدر کا مارنا دیو کا کام ہی یا نسل کیان سے
یہ کوئی عالیمقام ہی مگر وہی وعدہ خلافی بری سمجھکے اوسکا بہی عقد کر دیا ان تینون شخصون مین وہ
ربط و اخلاص بہم پونہچا کہ ایک جان دو قالب تہے ایکساعت بیداری مین جدا نہوتے جبتک کسنے
اور شہزادیان بہی پاس سے بے وسواس ایکجا رہنے لگین آخر کو جب قیصر کے گوش زد ہوئی کہ تیر انداز اول
انکا ہنر اوسپر اول ہوا بہیڑیا اور اژدہا اوسی نے مارا ہی انکا کام نکالا آفت عظیم کو ٹالا ہی فرط جرات سے
اس عقد کو نالائق جانکے اپنا نام نکیا تہا کہ کچھ ایسا بڑا کام نکیا تہا قیصر روم نے بڑی دہوم سے گشتاسپ
کو بلایا عذر ایام گذشتہ بر زبان لایا پہر لشکر ظفر پیکر کا سالار کر دیا مختار کر دیا لڑائی گشتاسپ

کی الیاس والی خزر سے اور بعد فتح شہرہ پانا اور اپنی بیت السلطنت

مین جانا جب لشکر کا سپہسالار گشتاسپ نامدار ہوا فتح و نصرت نے استقبال کیا ہمت نے ملکستانی
کا خیال کیا پہلے نامہ والی خزر الیاس کو لکہا کہ اتنے دنون بے وغدغہ غیر ملک کی سیر کرنے کی اب
دست بستہ حاضر ہو ملک و مال بندگان سلطان روم کو سونپو وہ سنکے آمادہ نبرد مستعد کارزار ہوا لڑنے کو طیار ہوا
یہانسے گشتاسپ نے فوج لیکے کوچ کیا سلطان روم بہی ان دونون دامادونکو ساتھ لیکے سیر کرنے چلا القصہ
طرفین کی سپاہ رزم جو جنگخواہ دوبدو ہوئی صفین آراستہ ہوئین لڑائی کی طیاری ہو گئی موت کی گرم بازاری ہو گئی

وہاں دو برآمد ز ہر دو سپاہ	تو گفتی بر آمیخت با شیر ماہ	چکاچاک برخاست از ہر دو روی
ز خون شد ہمہ رزمگہ جوی جوی	بجنبید گشتاسب از زیر صف	یکی بارہ زیر اژدہائی بکف

پرے سے بڑہکے الیاس کو پکارا وہ بہی گہوڑا چمکاکے روبرو آیا گشتاسب نے فرصت نہ دیکے وہیں نیزہ جو سینہ مین
بند کرکے گہوڑے سے گرایا پہر آپ کود پڑا ہاتہ باندہکے قیصر روم کے سامنے لایا فوج مخالف یہ چستی اور
جرات دیکہکے بہاگی شہر خزر قبضے مین آیا اونہا کا مال اسباب خزانہ پایا قیصر نے گشتاسب کا مرتبہ حد سے
فزون کیا ایک روز گشتاسب نے فوج کے نامدار سالار طلب کرکے عزم جنگ ایران بیان کیا لہراسب
سے لڑنے کا سامان کیا سب نے متفق جواب دیا کہ الیاس نہ وہ بادشاہ جرار آزمودہ کار ہی اوسکا مقابلہ
بہت دشوار ہی گشتاسب نے قیصر سے کہا تمہارے سردار پہلوان نامدار لہراسب کا پاس کرتے ہین لڑنے
سے ہراس کرتے ہین مین بامدد و چند روز کے فتح کرونگا تم نامہ لکہو کہ یا نصف ملک بانٹ دو یا میدان مین آ
نکلکے لڑو اوسی دم نامہ طیار ہوا اور قالوس نامہ دار ہوا جس دم لہراسب کے روبرو پہنچا وہ نامہ پڑہکے بہت
ہنسا کہ ایک خزر ہاتہ آنے سے تہوڑا ملک پانے سے قیصر کو بہت غرور ہوا ہمسے بہمسری فتور ہوا پہر قالوس سے
لڑائی کا حال پوچہا اوسنے گشتاسب کی شوکت و شان بیان کی کہ داماد اوسکا والا نژاد دیو ہی بصورت
انسان مثل باز آیا اور خانہ زین سے صیدون کی طرح الیاس کو قیصر کے پاس لے گیا لہراسب نے
فرمایا اس جلسے مین کسی کی صورت اوس سے ملتی ہی قالوس نے زریر کی طرف اشارہ
کیا کہ یہ نوجوان وہی شوکت و شان رکہتا ہی لہراسب نے کہا خیر از ماست کہ بر ماست جواب لکہا کہ

کر فقط فتح جناب الیاس پر اتنے بدحواس ہو کہ کسی کا لحاظ و پاس نہ رہا سوال بیجا ہمسے کیا اگر بدستور
باج و خراج بہیجا تو خیر و گرنہ تختگاہ روم مسکن بوم شوم بنادونگا نام سے نشان ہوجائیگا وہ بسا بسایا
ملک ویران در و دیوار پامال سم اسپان گرد نشان ہوجائیگا جواب لیکے وہ تو رخصت ہوے بعد چندے
زریر کو نامہ تحریر کرکے دیا کہا دنکو قیصر کے پاس جانا سخنان صلح و آشتی زبان پر لانا اور شب کو
گشتاسب کی ملاقات کرکے سمجھانا کہنا ہمسے غلطی ہوئی خانہ خانہ شماست بیتکلف چلے آؤ یہ تخت و
تاج مبارک ہو ہم تنہائی مین بیاد حق مشغول ہون تمہارے مطلب حصول ہون زریر روم مین داخل
ہوا خبر ہوئی کہ پسر لہراسب پیغام لایا ہی نامہ وار بنکے آیا ہی قیصر نے اعزاز و اکرام سے طلب کیا
گفتگو رہی رخصت ہوکے مکان پر آیا شب کو گشتاسب کے پاس گیا دونون بہائی بغلگیر ہوکے روے
زریر نے بقسم کہا کہ باپ اب سلطنت سے بیزار ہی تمہارا طلبگار ہی یہ باتین سنکے حب وطن الفت مادر
پدر طبیعت مین نشین نہ ہوئی اوسی صبح کو بصد تجمل و شان کتابونکو ساتھ لیکے سوی ایران
روان ہوا جب وہ بر و آیا لہراسب تخت سے اوٹھا بیٹے کو گلے سے لگایا پیار کیا گہر ہای اشک کو نثار کیا
اور تخت زرین قریب بچھوا کے بٹھایا اوسی دم سلطنت سے ہاتھ اوٹھایا فقیرانہ لباس وہ حق شناس
بدن پر پہنکے بلخ کو روانہ ہوا وہان ایک مکان بشکل خانہ کعبہ بنا کیا تھا اطراف و جوانب سے لوگ اوسکی
زیارت کو آتے تہے مطلب پاتے تہے اوسی کے حجرے مین جا گزین خلوت نشین ہوا فردوسی

چو گشتاسب را داد لہراسب تخت	فرود آمد از تخت و بربست رخت	بپوشید جامہ پرستش پلاس

خرد را چنان کرد باید سپاس	ببلخ گزین شد دران نوبهار	چو یزدان پرستان ان روزگار

ایک ہی برس مین لہراسپ نے سلطنت کی اور رستم کی پہلوانی جانفشانی یہین تک ختم ہوئی یہان سے کارزار اسفندیار کا مذکور ہی ہفتخوان کا جانا اور میدان مارے ہی روئین تن کی باری ہی فردوسی

زابیات گفتم من این بی هزار	گر نامهٔ رستم نامدار	کنم نامه بر نام اسفندیار	دگر سی هزار از بود یادگار

یہان سے جنگ وجدال رستم وزال موقوف ہوئی اسفندیار باوقار روئین تن صف شکن کا قصہ شروع ہوا کہ گشتاسپ تخت پر بیٹھا اور زردہشت مقرب ہوا آتش پرستی نے لاعلاج رواج پایا

چو گشتاسپ را شد بتخت پدر	که فر پدر داشت و بخت پدر	منم گفت یزدان پرستنده شاه
مرا ایزد پاک داد این کلاه	بدان داد ما را کلاه بزرگ	که بیرون کنم از رمه میش و گرگ
همه رسم شاهان بجا آوریم	بدان را براه خدا آوریم	قیصر روم کی بیٹی سے دو لخت جگر

نور نظر حاصل ہوے ایک پشوتن دوسرا اسفندیار روئین تن گشتاسپ عجب شہریار ذی اقتدار ہوا کہ ضعیفون کو زور دیا گردن کشون سے کار جبہہ سائی لیا الا ارجاسپ والی چین ماچین کہ نسل تور سے تھا شاہان غیور سے تھا دیو و پری تک رام تھے لونڈی غلام تھے گشتاسپ بھی بصد افتخار باج گزار تھا قضای کار اوسی زمانے مین زردہشت نام نطفہ غلط دشمن اسلام پیدا ہوا اور کسی تقریب سے اوسنے گشتاسپ کی حضور مین بار پائی خلوت کی نوبت آئی

عالم تنہائی مین اوس پیر شیطان نے ورغلان آتش پرستی کے کلام ممکن خاطر بادشاہ پر اچھی تمام

کئے اس حیلے سے رام کیا تہ دام کیا پہر ایک درخت مع برگ و بار سحر سے طیار کیا اور یہ کیفیت

اظہار کی کہ جو اسکا پتا کہاویگا اوسکا رنگ اگرچہ تیرہ ہو روشن ہوجاے گا حسب مقدمہ تجربے

مین درست آیا اوسنے باغ سبز دکہا کر زیادہ اعتبار پایا فساد کی شاخ کا لگا وہوا چنگاری کا الاو

ہوا دفعتہ بادشاہ بلخ مین آیا بیمار ہوا اور مرض کو طول ہوا قریب ہلاکت نوبت پونہچی وہ

گمگردہ راہ علاج کرنے لگا صحت کامل ہوئی اب خلوت وجلوت مین بار پانے لگا مراد

حاصل ہوئی نیا شگوفہ پہلایا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ مین از دارحق ہون پیمبر برحق ہون بہشت اور دوزخ

پر مجکو اختیار ہی بارگاہ کبریا مین میرا اعتبار ہی اور وہ کتاب زند و استا آسمانی ہی میری نبوت

کی آیت ہی نشانی ہی جو اوسپر عمل کریگا اوسپر نظر عنایت عز وجل کریگا گشتاسب نے

باوجود کہن سالی ابلہ فریبی سے دہوکا کہایا صراط مستقیم مسلک قدیم سے پہر کر آتش پرستی

کے طریق مین آیا فردوسی چو بشنید از و شاہ نو دین او پذیرفت زو راہ و آئین او

کچہ دن کے بعد اوس کج راہ ہنجار نے یہ اظہار کیا کہ آج مجکو معراج ہوئی تا عرش گذر ہوا جلوہ حق مد نظر ہوا

همه او بدرا دیدم اندر بهشت	اول وجانم اسو گی زردهشت	اب روز بروز گشتاسب اسکے

حلقہ اطاعت مین سر آگے لگانے نئے نئے گل کہلانے لگا ایک دن زردہشت نے کہا ارجاسپ کو خراج

دینا کیسا جسدم تو عزم کریگا چین ماچین زیر نگین ہی اسکے کہنے پر نامہ تحریر ہوا کہ یا ملک

چین سے دست بردار ہو یا آمادہ کارزار ہو یہ نامہ جو ارجاسپ نے دیکھا سمجھا کہ اوسی نے دین
یہ آیین نکالا دین و دنیا دونون مین رخنہ ڈالا جواب نامہ بلا تاخیر یہ تحریر کیا فردوسی

شنیدم که راه گرفتی تباه — ترا روز روشن شد از وی سیاه — بیامد ز ره سوی یکی پر فریب
ترا دل پر از بیم کرد و نهیب — تو او را پذیرفتی و دینش را — بیاراستی راه و آیینش را
ازان پس که ایزد ترا شاه کرد — یکی پیر جادوت گمراه کرد — اور افسوس کی جا مقام غور

کاہی کہ تیرا باپ مرد حق پرست یزدان شناس ہی اور تو اوسکی زندگی مین سست ناسپاس ہی
تیرے اب لڑائی ملک دارالکی ہمین مین جہاد کرونگا تیری سلطنت برباد کرونگا یہ غفلت کا نکال خلق
خدا کو تہلکے مین ڈال اور اوس نامرسل گمراہ کو روسیاہ کرکے شہربدر کرو کرنہ مجکو وہین سمجھنا

بیایم پس نامه تا یک دو ماه — کنم کشورت را سراسر تباه — ز زینت سراسر بسوزم همه
تبارک و گفتت بدوزم همه — نوشتم یکی نامه دوستدار — که در دین و دنیات آید بکار
بگفتم همه گفتنی سر بسر — تو ژرف اندرین پند نامه نگر — یہ نامہ تمام کرکے جادوی ہندیو

کے ہاتھ روانہ کیا جب گشتاسپ کے پاس نامہ آیا اوسنے زردشت کو دکھایا اور وزیر سے تدبیر چاہی
اوسنے عرض کی یہ نامہ غور طلب ہی سمجھکے جواب لکھا چاہیے جلدی نفرمایئے زردشت نے کہا سنو کیا
جواب اسکا بیدرنگ جنگ ہی غرضکہ اسفندیار مستعد ہوا زریر جو اوسکا چچا تہا وہ کہنے لگا تو ابہی
جنگ نادیدہ چہاردہ سال ہی اور یہ لڑائی بڑی ہوگی فتح امر محال ہی مین جاونگا بادشاہ نے فرمایا ست

بہت مناسب ہی اس گفتگو کے بعد دبیر خوش تحریر طلب ہوا جواب یہ قلم کیا (فردوسی)

چنین گفته بودی که من تا دو ماه
سوی کشور تو بست ارم سپاه
تو بر خویشتن بر میفزای رنج

که با خود گشاییم درهای گنج
بیاریم گردان هزاران هزار
همه نامداران خنجر گذار

بروز نبرد ار نخواهد خدای
سرت را بیاریم در زیر پای
یہ نامہ جو پہنچا ارجاسب نے کوچ کیا

بیاورد لشکر به ایران زمین
شه نامور دل پراگنده کین
ہی کردو تختی ہی سوی کاخ

درختان همی کند با بیخ و شاخ
چو آگاهی آمد بگشتاسب شاه
که ارجاسب آمد ز کین با سپاه

سوی رزم او پیش لشکر کشید
سپاهی که هرگز چنان کس ندید
ز تاریکی گرد پای سپاه

کسی روز روشن ندید هر راه
زردہشت نے گشتاسب سے کہا تو اپنے وزیر جاماسپ سے کہ علم نجوم کی

دھوم رکھتا ہی حال فتح و شکست کا دریافت کر جاماسپ نے بغور دیکھ بھال کے لوگوں کو ٹال کے تنہائی میں عرض کی کہ فتح سرکار سے تمہارے الاخویش و عزیز جان نثار نامی جرار تیغ بے دریغ ہوجائینگے پھر آپ فتح پائینگے القصہ تین لاکہ سوار خنجر گذار اور پہلوان ہمراہ لیکے گشتاسب نے میدان کارزار میں پرا جمایا فوج ارجاسب اسنے فزون تھی تشنہ خون تھی وہ بھی آیا (فردوسی)

چو صفها ز گردان بر آراستند
یلان هم نبردان خود خواستند
بکردند یک تیر باران سخت

بسان تگرگ از بهاران درخت
هوا در زمین تو و تو شبگون شده
زمین سر بسر خاک پر خون شده

پہلے اردشیر لہراسپ کا بیٹا جو نسل کاؤس سے تھا مردِ دلیر خوب لڑا حق پدرا داکیا سر میدان فدا کیا

پھر جاماسپ کا بیٹا آیا جو ہنر سپہ گری دکھایا وہ بھی مارا گیا جان سے بیچارا گیا اُنکے بعد زریسان
تیر صف کو چیر کے نکلا ارجاسپ کے قریب جا پہنچا اوسنے خنجر گذارون کو فوج کے نامدارونکو پکارا فردوسی

بیامد پس ان بیدرفش سترگ | بلند و سبک جادو و پیر گرگ | بینداخت زرین زہر آبدار
ہم از مہتران شاہزادہ سوار | گذر کرد بر خسروی جوشنش | بجوشن نغرق شد شہریاری تنش

جب قتل زریر سے گشتاسپ آگاہ ہوا زمانہ پیش نظر سیاہ ہوا کہا کوئی ایسا ہی جو میرے بھائی کا بدلا لے فردوسی

پس آگاہی آمد باسفندیار | کہ شد کشتہ آن شاہزادہ گذار | باپ کے روبرو آیا آداب بجالایا اجازت خواہ

ہوا بادشاہ نے فرمایا جو تو اسکو مار لیا تو مین نے یہ تخت و تاج آج تجھکو دیا فردوسی

کہ چون باز گردم ازین رزمگاہ | باسفندیارم بود تاج و گاہ | سپہر اہمہ پیش سرور نہم
ترا خسروی تاج بر سر نہم | اور بہزاد گھوڑا جو خسرو کا تھا اسفندیار اوسپر سوار ہوا بیدرفش پر حملہ کیا

بینداخت او تیغ زہر آبدار | گرفت آنگہی تیغ اسفندیار | زدش نیزہ آنگون بر جگر
چنان کز دگر سو برآورد سر | اوسی گرمجوشی چستی اور تیزی مین سر اوسکا کاٹکر زمین پر گرا کر

جسم تہ خاک کیا پھر ارجاسپ پر حملہ آور ہوا لشکر زیر و زبر ہوا تورانی اوسکا سر دیکھکے حیران ہوئے
بھاگ نکلے ارجاسپ بھی ٹھہرنے کی تاب نہ لایا جنگل کی طرف منہ اوٹھایا باقی ماندون نے
ہتھیار ڈالدے جان کی امان چاہی اسفندیار کی دہشت ایسی دل مین سمائی گشتاسپ نے
سبکی جانبخشی کی ایذا ندی پھر خود زریر کی لاش پر آیا نالہ و زاری کیا حال بہت تباہ کیا فردوسی

چو آمد چنین خوار زردشت پیر | بتن چاک زد جامه خسروی بر درید | چنین گفت کای شاه گردان بلخ

همه زند خوانی مرا کشت تلخ

جاماسپ وزیر نے یہ تدبیر کی کہ طرفین کے کشتے شمار کر دیئے کہ فردوسی

ز ایرانیان کشته شد سی هزار | هزار و صد و شصت و نه نامدار | ازان دشمنان کشته شد صد هزار

وزان هشت صد سرکش و نامدار

القصہ گشتاسپ کی فتح ہوئی زردہشت کی دونی قدر و منزلت ہوئی

بیامد سرافراز اسفندیار | بدست اندرون گرز گاو سار | چو شاه جهان روی او را بدید

ز جان و جهانش بدل برگزید | همه کار ایران مر او را سپرد | گزو دید هم مردی و دستبرد

جب گشتاسپ نے اسفندیار کو اختیار دیا ولیعہد کیا کہا اب آرام کے دن گئے کشورستانی اور ملک گیری کا ہنگام ہے اسی میں آبرو نیکنامی ہے پہلے اسفندیار نے روم میں دھوم مچائی قیصر کو زیر فرمان کیا زردہشت کے دین میں لایا کتاب ژند و استا نے رواج پایا وہان ہند کا سامان کیا ہندوستان میں رنگ جمایا اپنا مذہب سکھایا پھر ہمین لیا زردہشت کا نام روشن کیا

ازو دین گذارش همی خواستند | بهر جای کان شاه بنمود رو | نیامد یکی نه کسی پیش او

سرکشان جمله پنهان شدند | همه دین او را بیاراستند | همه امر او را بفرمان شدند

جسطرح روم میں اور روم کی مرز بوم قبضے میں لایا

اور ہند تک زردہشت بدبخت کا ڈنکا بجایا گشتاسپ نے بلا کے گرفتار ذلیل و خوار کیا

بعد ملکوں کی فتح کے تہنیت نامہ اسفندیار نے گشتاسپ کو لکھا کہ باقبال لازوال شاہ کے آپنے ملک حکومت کئے اور سبنے مذہب زردہشت قبول کیا مینے اپنا مطلب حصول کیا آیندہ جو حکم ہو بجا لاؤن

گشتاسب بہت خوش ہوا اور اسیرسبکو طلب کیا وہ نامہ کہایا اتفاقاً گرزم نام پہلوان تہا کہ وہ عداوت دلی
قساوت قلبی اسفندیار سے رکہتا تہا اور منتظر وقت کا رہتا تہا اوسنے موقع پایا خلوت مین بادشاہ سے کہا کہ
اسفندیار بہت زور پر چڑہا مگر اوسکے عزم فاسد سے بادشاہ مطلع نہوا اوسکے سر مین یہ ہوا سمائی ہی کہ
بلخ مین آپکو بند کرکے زندگی تلخ کرے اور باب سلطنت بے دغدغہ غیر اپنے اوپر کہولے دو فردوسی

تو دانی کہ آنست سفندیار — کہ او را بزرم اندرون نیست یار
بشاہی ہمہ بد پسندد ترا — برانست اکنون کہ بندد ترا

اس خبر وحشت اثر سے گشتاسب کو ایسا نشاہ ہوا کہ تین دن تک
ساغر مئی ناب کا سہ شراب ہاتہ سے نچہوا صحبت مین کسی کو بار دی نہ اجازت اجرای کار دی چوتہے دن
جاماسپ وزیر سے فرمایا کہ تو جاکے جلد اسفندیار کو تنہا بلا لا جاماسپ اسفندیار کے پاس حواس پہنچا
نامہ طلب حوالے کیا اسفندیار نے کہا مین نے خواب مین دیکہا ہی کہ بادشاہ مجہسے خفا ہی جاماسپ بولا خواب
تیرا سچا ہی وہ بولا نیکی کا عوض یہی ہوتا ہی مین نے ملک فتح کیے زردشت کے دین کو کسقدر رواج دیا
سرکشون سے باج لیا اب تو مجکو کیا صلاح دیتا ہی جاماسپ نے کہا جانا بہتر کہیف اچہا ہی اسفندیار نے بہمن کو
جانشین کیا فوج و لشکر وہین چہوڑا تنہا گشتاسب کے پاس حاضر ہوا بادشاہ نے کہا ملک ستانی
سے اتنے دنون کی حکمرانی سے نخوت اور غرور نے تیرے سر پر فتور مین خلل پایا بیجا تخیلہ آیا اسفندیار
نے جواب دیا کہ گو گوشہ کلاہ آسمان پر پہونچاون مگر خاک پای شاہ ہون امیدوار عفو ہون ہر چند
ناکردہ گناہ ہون گشتاسب نے ندیمون سے پوچہا کہ جو بیٹا باپ سے پہر جائے بوسوسہ شیطان مین گہر جاے اوسکا

اوسکا علاج کیا ہی سبنے عرض کی قید کرنا روا ہی غرضکہ فورا مسلسل اور مطوق کرکے قید سخت مین گرفتار کیا

مرا او را بدانجای بستند سخت	ز بخت اندر آمد چو برگشت بخت
بدان تنگی اندر همی بستے	زبان تا زبان زار بگریستے

اسفندیار کو قید کرکے گشتاسپ سیستان مین آیا رستم اور زال کو اپنی طرف مین لایا دو برس وہان صبح و شام قیام کیا بہمن جو باپکی گرفتاری سے ذلت و خواری سمجھی فوج کو جواب دیا آپ گنبدان مین باپکی خدمت کو آیا

ارجاسپ اسفندیار کی قید کا حال اور گشتاسپ کا ہونا پیش زال سنکے خوش ہوا کہرم کو بہیجا اوسنے لہراسپ کو مار بلخ مین کہرام مچا دیا

ارجاسپ کو خبر ہوئی کہ اسفندیار زندان مین ہی اور گشتاسپ سیستان مین ہی خالی میدان دیکھکے کہرم اپنے بیٹے کو مع فوج بہیجا جب وہ بلخ مین داخل ہوا غلغلہ مچا لوگ لہراسپ پاس آئے ہر چند وہ لڑنے سے انکار کیا کسی نے نمانا مجبور ہوا اوسکے رفیق قدیم عبادتخانے مین بیٹھے تہے سب کو ساتھ لیکے لڑنے کو آیا فردوسی

ز کہرم چو لہراسپ آگاه شد	غمین گشت با رنج ہمراه شد
ز جای پرستش بیاورد گاه	بشد بر نہاده کیانی کلاه

القصہ جنگ عظیم ہوئی آخر کار تہوڑے تہوڑے بہت بہت ہوئین لہراسپ زخمی ہوکے گہوڑے سے گرا طالع برگشتہ ہوا نصیب پہرا

جہاندیده از تیر ترکان بخست	نگونسار شد مرد یزدان پرست

کہرم نے لڑائی فتح کی گہر ونکو قید کیا آتشخانے جلائے مکان کہودے کتابین زند و استا کو جلاک کیا آتش پرستونکو تہ خاک کیا گشتاسپ کی ایک بی بی بلخ مین رہتی تہی قبل از شکست گہوڑے پر سوار ہوکے فرار ہوئی سیستان مین پہنچی سب حال بیان کیا گشتاسپ اوسی دم روانہ ہوا

رستم حیلہ کرکے رہ گیا بادشاہ اوسکے اعراض سے سخت ناراض ہوا ہنوز گشتاسپ بلخ پہونچنے نپایا تہا کہ آدہی راہ مین لڑائی ہونے لگی اور اوسی روز ارجاسپ ہی ملک چین سے اوس سرزمین مین با فوج ظفر موج

داخل ہوا ایرانی بہت گہبرائے الاخر جنگ چہارا اور کچھ یارا نتہا

زمین آہنی شد سپہر آبنوس | برآمد ز ہر دو سپہ بوق و کوس
نگہ دا اندرون تیر چون ژالہ بود | ہمہ دشت از ان خستگان لالہ بود
پدر را نہ بد پیر جای مہر | ہمہ منتظر تا چہ آرد سپہر
بدان انگہ روزگارش درشت | سرانجام گشتاسپ بنمود پشت

ترکون نے تعاقب کیا وہ قلعے جاکے چہپا مجبور جاماسپ سے تقدیر آسمانی تدبیر دفع بلای ناگہانی پوچہی اوسنے جواب دیا کہ اسفندیار پر اس لڑائی کا دارومدار ہی بغیر اوسکے فتح دشوار ہی اوسی دم گشتاسپ نے جاماسپ کیدان بہیجا نامہ عذر آمیز اپنے ہاتہ سے بیٹے کو لکہا کہ مین نے تیرے دشمن کے کہنے پر عمل کیا اپنی سلطنت مین خلل کیا جب نامہ اور جاماسپ اسفندیار کے پاس پہونچا دہ بہت رویا اور شکایت باپ کی گرزم کی عداوت بیان کی غرضکہ جاماسپ بہت سمجہا کے لے آیا دور سے دیکہکے گشتاسپ اوٹہا گلے سے بیٹے کو لگا کر سہو کو اپنی اوسکی خاطر سے محو کیا اور گرزم کے قتل کا حکم دیا پہر فوج فریدون از شمار مع عزان کارگذار ہمراہ کرکے جنگ ارجاسپ نامرد کی ارجاسپ اس خبر سے نہ شاد ہوا کہرم کو مقابلے مین بہیجا جب سامنا ہوا گرگسار دو بدو جنگجو ہوا اور تیر ہلایا تیر اسفندیار کے بر پر لگا یا روئین تنی نے بچایا اسفندیار نے کمند مین پہنسا کے جہٹکا دیا خانہ زین سے وہ زمین پر آیا فردوسی

بنام جہان آفرین کردگار | بپیچید و بشکست گردن گرگسار | بپیچید اندر آمد سر و گرگیش

بخاک اندر افتاد عریان تنش	اور کشتان کشتان میدان سے اپنے لشکر مین لایا پھر فوج پر حملہ کیا فردوسی	
وزان پس سوی میمنہ حملہ کرد	عنان بارہ تیز تک را سپرد	صد و شصت گرد دلیران بکشت
چو کہرم چنان دید بنمود پشت	کہرم میمنہ سے میسرہ مین اور میسرہ سے قلبگاہ مین پہنچا قبلہ گاہ کے پاس	

آیا ٹھہرنے کی تاب نلایا دونون طرف کی سپاہ کینہ خواہ غٹ پٹ ہوگئی خوب تلوار چلی آخرکار مثل بخت برگشتہ ارجاسپ نے منہ اوٹھایا بھاگ نکلا اسفندیار نے حکم دیا چینی اور تورانی زندہ نہ بچے فردوسی

بیفتاد ازان لشکر کینہ خواہ	دل پر ز کین در پی آن سپاہ	بخون غرق شد سنگ و خاک و گیا
بکشتی بجون کہ بدی آشنا	ہمہ کشتن دشمنان ساختند	بہ کالا گرفتن بپرداختند

القصہ بافتح و ظفر وہ پدر و پسر شادیانے بجاتے بلخ مین داخل ہوئے کچہ دن کے بعد گشتاسپ نے اسفندیار سے کہا کہ تیری بہنون کو ارجاسپ لے گیا ہی کلنک کا ٹیکا دے گیا ہی اسکا کیا علاج اسفندیار نے جواب دیا کہ وہان بہی جاونگا اگر طالع مددگار ہی چہڑا لاونگا گشتاسپ نے عہد کیا کہ جسدم تم انکو تو لے آیا مین نے سلطنت سے ہاتہ اوٹھایا تخت و تاج تیرا ہوگا عبادت خالق اور گوشہ نشینی کام میرا ہوگا پہر اسفندیار نے کہا کہ گرسار قیدی کئی بار مجہسے منت اور سوا ہی خدمتگزاری اور جان نثاری کا وعدہ کر چکا ہی اگر وہ میرے ہمراہ ہوگا تو فدوی حقیقت راہ اور کیفیت اوس مقام کی خوب آگاہ ہوگا بادشاہ راضی ہوا گرسار کو سامنے بلاکے رہا کیا اسفندیار کے ہاتہ مین اوسکا ہاتہ دیا روئین تن اوسکو اپنے مکان پر لایا تسلی کی وعدہ ہای مستحکم بشرط خدمت اوس سے کیے

اب داستان ہفتخوان کی ہی کہ اسفندیار نامدار بارہ ہزار سوار اور گرگسار کو مع پشوتن سالار انجمن کرکے لیگیا

کنون بر سر ہفتخوان آمدم ۔ ازان داستان قصہ خوان آمدم

کہ جب اسفندیار گرگسار کو مکان مین لایا دلاسا دیا سمجھایا کہ میرا عزم سمت روئین دژ ہی جو زندہ و بسلامت پھر اور قیدیونکو چھڑالایا تو ایران اور توران کی سرزمین سے جو ملک تجکو پسند ہو کا بشرط رفاقت تجھے دونگا اور اگر پیچ کیا کوئی فریب دیا تو فوراً تیرا سر قلم کرونگا

اگر ہیچ گردی بگرد دروغ ۔ دروغت نگیرد ببرمن فروغ
میانت بخنجر بدو نیم ۔ دل انجمن گرد وازتو بہ بیم

گرگسار کہنے لگا کہ قسم کہا چکا ہون لڑنے کا مزا پاچکا ہون مجھسے دلجمعی رکھیے پہر اسفندیار نے پوچھا راہ کونسی اچھی ہی کس مین ضرر ہی کس کس چیز کا خوف و خطر ہی وہ بولا تین راہین ہین ایک مین آبادی ہی سراسر فرحت و شادی ہی دوسری راہ دو مہینے کی ہی آبادی کم ہی مگر اندیشہ نہ غم ہی تیسری راہ سات دن کی ہی وہ بہت پرخطر ہی قضا کا ہر منزل مین مقام ہی بلا کا گہر ہی زندہ و سالم گذرنا بہت دشوار ہی ادہر طرف کا قصد بیکار ہی فردوسی

کہ بر ہفتخوان ہر گرامی شہر یار ۔ بہروی نشد ہیچکس کامگار
مگر کشتن خویشتن کرد وبس ۔ پس از شیر و گرگ ست نر اژدہا
بیابان سیمرغ و سرمای سخت ۔ کہ چون باد خیزد ببرد درخت
بزور و بہ نیرنگ نگذشت کس ۔ کز آرچنگ شان کس نیابد رہا
یہ قصہ سنکے اسفندیار نے

بارہ ہزار سوار جرار آزمودہ کار چہانٹکے ہمراہ لیے پشوتن اپنے بہائی کو فوج کا سالار کیا گرگسار ساتھ ہوا اس

اس انداز سے وہ پروردۂ ناز چلا جسدم اپنی سرحد سے بڑھا اور دشت مصیبت مین قدم رکھا گرگسار سے
پوچھا آج کسکا سامنا ہوگا اوسنے کہا دو بھیڑیے ہین کہ اونکے دانت فیل مست کے پہلو
سے آنت نکالتے ہین دیکھتے ہین نہ بھاگتے ہین غرضکہ جاتے جاتے قریب شام ایک مقام
پر وہ دونون گرگ باران دیدہ پیل پیکر نظر سے ہوے اور فوج پر جھپٹے اسفندیار نے باران تیر کی تدبیر کی
ہر ایک ناعدا تیر کی بوچھار کرنے لگا زخمی ہوے کہ وہ کرے تلوارونکو علم کیا ایک کا اسفندیار نے دوسرے کا

بشوتن نے سر قلم کیا	ز حیرت فرو ماند زرین گرگسار	ز گرگان جنگی و اسفندیار

پھر سبھون نے بے خوف و خطر اوسی جا مقام کیا تمام شب براحت سے آرام کیا دوسری منزل کا

حال ہی شیرون سے جنگ و جدال ہی و بازی چرخ کا رنگ نیا ڈھنگ ہی

جسدم آہوی چین بصد زینت و تزئین مرغزار چرخ اخضر مین رم کرنے لگا مہر کی عالم کی آ سے
جلوے سے کم کرنے لگا کوچ ہوا گرگسار نے عرض کی یہ دشت شیرونکا ہی ناخن و دندان
سبکے خنجر سے تیز ہین مردم درگوشت خور سخت خونریز ہین انکے خوف سے گاو شری نے
زیر زمین منہ چھپایا ہی انہون نے آسمان سر پر اوٹھایا ہی اسفندیار نے کہا دیکھنا کہ بمدد داور
داور کسطرح سے انکو مارتا ہون سر پر غرور انکا خنجر سے اوتارتا ہون غرضکہ ہنوز زرد روبادہ
فلک پر جلوہ گر تہی کہ وہ نرہ شیر دوسری اوسکی مادہ خونریزی کی آمادہ نکلی شہزادہ
عالی وقار اسفندیار نے بچستی و چالاکی دست و بازو سے کار لیا دونونکو ایک حملے مین مار لیا

تیسری منزل کا بیان ہی حیرت کی داستان ہی کہ کس دانائی سے وہ اژدہا

مارا گیا صبح دم خنجر زر افشان فلک سے بے مہر نے نیام مشرق سے کھینچا درہم و برہم سپاہ انجم ہوئی رات کی سیاہی کم ہوئی رخ روز جلوہ افروز ہوا تیسری منزل کا حال گرگسار سے اسفندیار نے پوچھا اوسنے

دست بستہ عرض کیا فردوسی نے
یکی اژدہا پیشت آید دژم ٭ کہ ماہی ز دریا برآرد بدم
ہمی آتش افروزد از کام او ٭ یکی کوہ خاراست اندام او

اسفندیار کو تامل ہوا تدبیر سوچنے لگا حکم کیا کہ ارابہ جلد درست ہوا اور تلوارین تیز خنجر خونریز اوس مین نصب کر وجب وہ طیار ہوا اوسپر سوار ہوا اپنا اوسکا بند کیا جسم کو سب گزند کیا پھر کوچ ہوا جسدم اوس موذی کے مکان سے وہ ارابہ قریب ہوا ہو پاکے نکلا ارابہ اور گھوڑے سب جھوڑے ایک دم مین حلق تک پوہنچے فردوسی

زو ور اژدہا بانگ گردون شنید ٭ چو غرید ن اسپ جنگی بدید
ز جا اندر آمد چو کوہ سیاہ ٭ تو گفتی کہ تاریک شد مہر و ماہ
ہمی جست اسپ از گزندش رہا ٭ بدم در کشید اسپ با اژدہا
فرو برد اسپان گردون ہم ٭ بصندوق در مرد جنگی دژم
بکامش چو تیغ اندر آمد بماند ٭ چو دریای قیر اژدہا بر فشاند
نہ بیرون توانست کردن ز کام ٭ کہ شمشیر شد تیغ و کامش نیام
بر اندر صندوق مرد دلیر ٭ بغرید بر اژدہا ہمچو شیر
بشمشیر مغزش ہمی کرد چاک ٭ ہمی دود زہرش برآمد بخاک

ارابہ جو اژدہے نے منہ مین لیا خنجر و شمشیر سے حلق سب چھد گیا تالو کا ہم منہ سے گر گیا موت کا مزا زبان پہ پھر گیا اسفندیار جو صندوق سے نکلا اوسکا قد و قامت دیکھکے بہت

بہت گھبرایا پھر تیغ آبدار سے سر اوس خونخوار کا کاٹا لیکن زہر اتنا اثر کر گیا کہ غش آیا ملازمان کار
ہوشیار آئے گلاب چہرہ کا نوشدارو لائے اوسکے کہانے سے طبیعت بحالت اصلی آئی
سب نے فوج شکر کا سجدہ بجا لائی منزل چہارم کا استفسار کرسار سے کیا وہ بولا زن جادوگر یہ منظر جو
ہی دوسرا اوسکا شیدا غول ہی اوسکا بہی کیا عرض کروں جو طول ہی

چوتہی منزل سامنا زن فاجرہ ساحرہ کا اور قتل کرنا اوس نامعقول غول کا پہر آگے

جب مہ سیما جسم خاتون جہان عشوہ کنان بعروج زنگاری مین جلوہ گر ہوئی شب گذرنی نمایان سحر ہوئی
اسفندیار سوار ہوا کوچ کا نقارہ ہوا دیرہ خیمہ لدنے لگا اثنای راہ مین ایک دشت سبزہ زار پر فضا ملا بہشت
باغ سے زیادہ بہار تہی جا بجا کیفیت گل و خار تہی شاہزادہ عالی منزل نے وہان مقام کیا
بزم طرب درست ہوئی بادہ گلرنگ کا دور ہوا مزاج کا ڈہنگ نشاء کی ترنگ مین کچہ اور ہوا کہ دفعۃ
وہ زن ساحرہ بالباس فاخرہ وارد ہوئی بہت وزاری اسفندیار سے کہنے لگی کہ مین شاہزادی ہون گردش
بخت سے تاج و تخت مجہسے چہوٹا مصیبت کا آسمان مجہپر ٹوٹا ایک غول مجکو بہکا کے یہان لایا ہی اور بید
سے چہڑایا ہی میری فریاد سنو اس ظالم کے پنجے سے رہائی دلوا دو اسفندیار نے پوچہا کہان وہ غول ہی
اوسنے جواب دیا شکار مین مشغول ہی جسدم آئیگا آفت عظیم لائیگا اسفندیار نے پہچانا کہ یہی کیتا
بانی فساد ہی فورا حلقہ کمند مین گردن بندکی اوسنے بہت سی فریاد و بیقراری کی گریہ و زاری کی
سودمند نہوئی پہر جو غور کیا تو ایک عورت پیرزال بحال تباہ ہی سر سفید منہ سیاہ ہی دم

سزا وہی تحیہ و عاشقانہ کا تیغ آبدار سے دو کیا یکایک وسعت پر غبار صحرا منتشر ہوا دیکھا کہ وہ غول آتا ہے جو
سامنے آجاتا ہے وہ جل جاتا ہے اسفندیار نے خوف و خطر او سپر چھپا اور شمشیر خارا شگاف سے اون مودیوں کے
ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرگسار کہنے لگا صبح کو اگر سیمرغ سے جان بچ جائے تو فرصت ہاتھ آئے القصہ وہ
رات اوسی صحرای فرح افزا میں بعیش و نشاط بسر ہوئی تا سحر نوشانوش کا چرچا ہم کر رہا ذکر پانچویں
منزل کا اور پنجۂ سیمرغ سے رہائی عذاب کے باعث پائی پھر اوسکو
چو رنگ کیا جبکہ سیمرغ آشیان پر شاخ لاجوردی رنگ گریاں کر کے پر بال سنبھالنے لگا اور شہپر شعاع کی
چمک سے شب کی سیاہی چہرہ روز سے ٹالنے لگا کوچ ہوا اس روز پھر اسفندیار روئین تن اوسی عزا میں سوار ہوا اور
گہوڑونکو دوڑایا جب سیمرغ کے مسکن سے قریب آواز سنکے وہ بجستی آیا او قصد کیا کہ پنجے میں اسکو دبا کے
لیجلے پنجہ جو مارا ہتیار پار ہوگئے وہ شکار ہوگئے جہلا کر چونچ جو لگائی خنجر کی زبان تالو میں در آئی سیمرغ بدا سر
عرابے کے پاس گر پڑا اسفندیار نے نکلکے پرزے پرزے کر دیا صحرا جو ہی خون سے بہر دیا پھر خیام فلک احتشام
ایستادہ ہوئے نذر سوار و پیادہ ہوئے شکر گرگسار سے چھٹی منزل کا رنگ پوچھا اوسنے کہا وہ آفت
آسمان ہے یعنی برف باران ہے وہ شب اوسی جا گذری چھٹی جا بہت سخت کمبخت
دامن کہسار میں گذار برف اور ہوائی سرد بدنکا اٹھنا مصیبت کا سامنا
یکایک کارپردازان قضا و قدر نے بیضۂ آتشین فلک چارمین پر دفع برودت کو تابان کیا اور آتش صبح
مجمر نیلی فام میں دہکی تیرہ کی بہکی تجلی کا جلوہ نظر آیا اسفندیار بافوج ظفر موج سوار ہوا آخر

قریب شام وہ آفت کا مقام نظر آیا جیسے کہڑے ہونے لگے اوسی وقت تند و تیز ہوا پیدا ہوئی
برف گرنے لگی لشکر کے لوگ رونے لگے بہتون نے پتھرونکے تلے پناہ لی کتنون نے عدم کی راہ لی
تین شبانہ روز ایک عالم رہا کسی مین دم رہا پہر تو اسفندیار بیقرار ہو بہت سا روکے فریاد پیش پروردگار
کرنے لگا بارے وہ برف اور ہوا دور ہوئی طبیعت مسرور ہوئی منزل اخیر کا طور جو پوچھا گرگسار بولا

کوسون تک تفتیدہ ہی سمندر کا زہرہ آب ہوتا ہی مرغ اشتر کباب ہوتی ہی	بجائی نبینی یکی قطرہ آب	
زمینش ہمی جوشد از آفتاب	نہ بر خاک او شیر یابد گذر	نہ اندر ہوا کرکس تیز پر

اسفندیار نے کہا جسنے ان بلاؤن سے بچاکے سب کو مارا ہی اوسی کا یہان بہی سہارا ہی
اب سفر بخیر تمام ہوا ایک فرسخ رہ مین فرق رہا وہان مقام ہوا لڑائی ہی قلعہ کشائی ہی
القصہ زورق زرین ملاح سپہر چارمین افق چرخ پر لایا ستارون نے بحر ظلمات مین غوطہ
کہایا اپنے بیگانے کا منہ نظر آیا اسفندیار نے مع دو ہزار سوار ہوا اوس دشت مین گذار
ہوا زمین سب سرد پائی سوا حرارت طبع گرمی نظر نہ آئی مگر ایک دریائی مواج بیچدار ناپیدا کنار
سامنے پایا گرگسار کو بلایا بچشم خشم آلودہ فرمایا کہ تو جہوٹ بولا اوسنے دست بستہ عرض
کی کہ باوجود عہد و پیمان آپ مجہسے بدگمان ہین یہ سنکر اگر مین قیدیونکی طرح جہکا لائی چہہ منزل تک
جو جو مینے عرض کیا وہی سامنے آیا کہین خلاف نپایا اگر اب جہوٹ بولا تو غصہ آیا اسفندیار ہنسا
کہا اب سکے عبور کی راہ بتادے اوسنے پایاب جگہ سے لشکر کو اوتارا ایک فرسخ رو مین رہگیا

اسفندیار نے قلعہ کشائی کی وہان کی لڑائی کی ترکیب پوچھی گرگسار نے کہا اگر ہزار سال آپ یہان
جنگ وجدال کیجیے گا موت قریب ہوگی فتح نصیب ہوگی یہ سنکے اسفندیار نے کہا فردوسی

چو از تن ببرم سر ارجاسپ را	در افشان کنم جان لهراسپ را	بکام دلیران ایران کنم
همه کورشان کار شیران کنم	سراسر بسوزم جگرشان بتیر	بیارم زن و کودکشان اسیر

اتنی دیر مین گرگسار جھینے سے سیر ہوا قضا سر پر آئی موت بر سر تقریر بیجا لائی فردوسی

دل گرگسار اندران تنگ شد	روان رخانش پر از رنگ شد	بدو گفت تا چند گوئی چنین
که بر تو مبادا زکس آفرین	همه اختر بد بجان تو باد	بریده زخنجر زبان تو باد
بخاک اندر افگند پر خون تنش	زمین بستر و گور پیراهنت	ز گفتار او تند شد شهریار
بر آشفت با سنگدل گرگسار	یکی تیغ هندی بزد بر سرش	ز تارک بدو نیم شد پیکرش

شتک سنہا قلعے کے قریب گیا دیکھا کہ حصن حصین بصد فر و تمکین بنا ہی جو کنگرہ ہی فلک فرسا ہی
عجیب عجیب شے روئین ہی کہ وہم و قیاس کا طائر اوسکی بلندی پر پر نہین سکتا اور غواص فکر رسا
جو خندق کی تہ مین جا کے تو کوئی اوسے پا نہین سکتا تہ سے خجل ہوا پا در گل ہوا فردوسی

سه فرسنگ بالا و پهنا چهل	بجا سے نه دید از آب و گل	همین آهنی باره بود و بس
ندانم چنین قلعه نشنید کس		

اب قتل گرگسار سے مجبور ہے کہ اوسکا مار ڈالنا نہ خوب ہوا راہ مین ایک قصر
سے دوچار ہوا قلعے کا حال پوچھا کہ کتنے نامی جوان اور پہلوان اسمین ہونگے وہ بولا سو ہزار مرد جرار اندر

قدر انداز خنجر گذار بازره و جوشن غرق دریای آہن ہر دم دست بستہ روبرو حاضر رہتے ہین جب اور
سلح آتے ہین تو اوسوقت وہ کمر کہولنے جاتے ہین اور چشمہای شیرین نمونہ جیحون قلعے کے اندر
روان ہین کہیتیان ہوتی ہین مرد جو ہین رنڈیان ہوتی ہین سب خرم و شادان ہین یہ سنکے اور
ہراس ہوا فتح سے یاس جو ہوئی بدحواس ہوا اسکان پر آکے ہمراہیون سے مصلحت پوچھی پھر چلنے کی
مشورت سب نے دی اوسنے کہا ننگ طبیعت قبول نہین کرتی آخر کار پیروی جہان پہلوان کی
اختیار کی اکسو ساٹھ پہلوان نامی رفیق آزمودہ کار صندوقون مین بند کیے سو جوان ساربان بنائے
سوداگرونکے پوشاک بہی ویسی ہی درست کی تدبیر جست کی اودہر چلا

بیاورد صندوق هشتاد و هفت
همه بند صندوق و قفل و نهفت
صد و شصت مرد از دلیران گرد
که ایشان بجز نام نیکی نبرد

اور پشوتن سے کہا کہ جب قلعے کے اندر روشنی بلند ہو فوراً آکے گھیرنا منہ نہ پھیرنا اسکے
آنے کی دہوم ہوئی ہرکارون سے ارجاسپ کو خبر معلوم ہوئی کہ ایک تاجر عجیبی اسباب
نادر روزگار تحفہای بے شمار لے کے آستان بوس کو آیا ہے اوسنے طلب کیا فردوسی

بیامد ببوسید روی زمین
بارجاسپ چندی بخواند آفرین
بپرسید ارجاسپ بنواختش
گرانمایه تر پایگه ساختش
چه نامی بدو گفت خراد نام
جهانگرد و بازاری شاد کام

ارجاسپ نے حالات ایران کہسار کا حال عزم سفندیار خوش اقبال پوچھا اوسنے جواب دیا پانچ مہینے کا عرصہ
ہوا ایسا سنا تھا کہ اسفندیار ہفتخوان کی راہ سے عازم اس دیار کا ہی ارجاسپ بہت ہنسا کہا اسفندیار

تو بشیر ہی فرشتے کی کیا مجال ہی ہوا کا گذر محال ہی یہ سنکے رخصت ہوئی اور بہت کچھ بطریق نذر پیشکش کیا
اب خرید و فروخت کا بازار گرم ہوا اسکی بہنین باورچیخانے مین آبکش تہین شب کو چپکے وہ آئین
اسفندیار نے آواز پہچانی منہ چھپایا وہ کہنے لگین کچھ حال اسفندیار و گشتاسب سے بھی تو خبردار ہی ہمتو

اس مصیبت مین گرفتار ہین باپ اور بہائی شہریار ہین سے		برہنہ سر و پای و دوش آبکش
پدر روز و شب بزم و شادان خفتہ خوش		اسفندیار نے اونکو جھڑک دیا کہا مین مرد سیاح سوداگر مجھکو گشتاسب

اور اسفندیار سے کیا سروکار انہین آواز اونہون نے بھی اسکی پہچان لی فردوسی

چو خواہر بدیست آواز او	بپوشید بر خویشتن راز او	قریب آئین سانحہ گذشتہ رو رو کر

زبان پر لائین اسفندیار نے اونکی تسکین کی کہا یہ سب بلائین تمہارے واسطے جھیلکے جانپر کھیلکے
یہان تک آیا ہون چند سے اور صبر کرو دل پر جبر کرو وہ تو خوش ہوکے چلی گئین اسفندیار نے ارجاسپ
سے کہا فردوسی نے کچھ نذر مانی تہی وہ ادا کیا چاہتا ہون اگر شاہ والا جاہ مسافر پروری کی
راہ سے قدم رنجہ فرمائے تو سر خاک فتادہ آسمان پر پہونچائے بادشاہ نے کہا اچھا فردوسی

چو ارجاسپ بشنید این شاد شد	سر مرزبانان پر از باد شد	اسفندیار نے قلعے کے اوپر سب

سامان دعوت پر عداوت طیار کیا اور لکڑیونکا انبار کیا صبحدم ارجاسپ اور وزیر امیر
ارکان سلطنت سبکے سب خراد کے گھر پر جمع ہوئے شراب کباب کہانے انواع و اقسام کے
روبرو رکھے یہ تو اکل و شرب ناچ رنگ مین مشغول ہوئے اوسنے لکڑیون مین آگ دی اور

اور روشنی بلند ہوئی بشوتن جو اسکا منتظر تہا اور یہی لو لگی تہی اوسکی نظر پڑی فوج لیکے دوڑا دروازے
سے قتل شروع کیا غلغلہ مچگیا کہ اسفندیار آپہونچا ارجاسپ کا رنگ سفید ہوگیا پست ہمت نا امید
ہوگیا کہرم کو پچاس ہزار سوار دیکے مقابلے کو بہیجا اور چالیس ہزار قلعے کی حفاظت مین ہے دس ہزار
اپنے ہمراہ رکہے جب رات ہوگئی تو اسفندیار نے وہ ایک سو ساٹھ پہلوان سو ساربان مسلح کیے

بدرگاه ارجاسپ آمد دلیر	خود و نامداران بکردار شیر	اوسکی نہنون نے خوابگاه ارجاسپ کا

نشان بتایا اسفندیار لڑتا ہوا وہان آیا وہ اپنے نصیب کی طرح خواب غفلت مین تہا فردوسی

بر او تیخت ارجاسپ و اسفندیار	از اندازه بگذشت پیکار زار	ہمی ہر دو از تیغ و خنجر زدند
گہی بر میان گاه بر سر زدند	زپا اندر آمد تن پیل وار	جدا کردش از تن سر اسفندیار

پہر دو بیٹیان ارجاسپ کی گرفتار کرکے نوشادر اپنے بیٹے کو سونپین کہ جامی فرودگاه
لے چل خود دروازے پر آیا پاسبانون نے قتل ارجاسپ کا غل مچایا کہرم پہر کہڑا ہوا ادہر بشوتن
نے تعاقب کیا ادہر سے اسفندیار نکلا فوج غٹ پٹ ہوگئی باہم تلوار چلنے لگی فردوسی

زخون بر در و شہر ہمی موج خاست	کہ دشت و سپہ چپ از دست راست	دہ و دار برخاست زان رزمگاه
ہوا شد بکردار ابر سیاه	بہر جای بر تودہ گشتہ شد	بتورانیان بخت برگشتہ شد
چو اسفندیار اندر آمد ز جای	سپہدار کہرم بیفشرد پای	دو جنگی بد انسان در آویختند
کہ گفتی ہمہ شان در آمیختند	دو رویہ سپاہ اندر آشفت	تہمتن کمر بند کہرم گرفت

بیاورد شصت از جهانی وزین بر زین | همه لشکرش خواندند آفرین | وو دستش گرفتند و بستند خوار
پراگنده شد لشکر نامدار | سر از تیغ باران چو برگ درخت | یکی زخت رخت و یکی یافت تخت

بعد قتل کهرم کهرام مچگیا اوسکی فوج کو بدحواسی ایدہر کی سپاہ اونکے لہو کی پیاسی مگر اسفندیار نے
جو جو بچ گئے تہے سبکو امان دی ترک دست بستہ چاکر ملک گیری مین حاضر ہوے بعد فتح روئین دژ نامہ
خوشخبری کا بشوکت کمال گشتاسب کو بہیجا خود کمر باندہی گرد نواح مین عمل کر لیا فردوسی

زگردان چنین نامداری نماند | بتوران زمین شهریاری نماند | ندادا و کسی را بجان زینهار
گیا در بیابان سرا و ردبار | چو از گنج ارجاسپ چیزی نماند | همه پیش خویشان خود بر فشاند
سپاهش هم از وی توانگر شدند | ز اندازه کار بر تر شدند | گشتاسپ نے جواب مین اسفندیار

کو بلایا یہ ہفتخوان کی راہ سے آیا طالع جو یار تہا وہ اسباب برف کے تلے دبگیا تہا جا بجا انبار تہا فردوسی

سوی هفتخوان اندر اسفندیار | به نخچیر با لشکر نامدار | چو نزدیک آن جای سرما رسید
همه هفته آسوده بر جای زد | جب سرحد بیت السلطنة کے قریب آیا سب نامدارون کو گشتاسب نے استقبال

کے واسطے بہیجا بڑی شوکت و شان سے سازو سامان روبرو لاے جو جو حاضر تہے سب نے سر جہکا اور گشتاسب

بیامد پسر را به بر در گرفت | پدر با پسر زان کار او در شگفت | همی خواند بر شاه و آفرین
که بی تو مبادا زمان و زمین | تمام شب جشن سلطانی حظ نفسانی لطف زندگانی رہا دم سحر بصد کر و فر

گشتاسب سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور کرسی زرین پر تمکین اسفندیار کو عنایت کی وجہی سے بیان

بیان مفتوحان کی حکایت ختم ہوئی اور بدلے سے ارجاسپ اور کہرم کا قتل روئین دژ کا لینا باقیماندونکا بچانا کی امان
دنیا بیان کیا بات سے بظاہر گشتاسپ کو مسرت حاصل ہوئی مسرور ہوا اگر باطن مین بدگمانی نے دل سے کہا کہ
فتح ہوا تاج و تخت تو کچھ دنیا در پردہ فتنا کی فکر مین ہوا اسفندیار بھی پیچھے پیچھے مطلع کار ہوا کہ پھر پدر مہربان در

ہوا بادل ملگیر حال کا رسنے لگا اپنا منہ نوچنے لگا گشتاسپ کا مشورہ دفع اسفندیار مین اور
بھیجنا سیستان اوس نوجوان کو گرفتاری پور دستان کو کتابونکا منع کرنا
اوسکا ضرب رستم مرنا جسد اسفندیار کو عدہ خلافی اور بدگمانی کا گشتاسپ کی تلقین کا حال

ہوا سلطنت کے پاس حاصل ہوئی کتابون جو اوسکی بان تھی اوس سے باپ کی شکایت کی کہنے مفتوحان کی
راوی جان کو ارایا روئین دژ فتح کیا بہنون کو قید سے چھڑایا پھر وعدہ سلطنت وقوع مین آیا اونسے جواب ملا کہ
چند سے خاموش ہو کہ تیرے باپ کو بدگمانی فراموش ہو ایسا ہو کہ بطور سابق پھر گرفتار کرکے ذلیل و خوار کرے
اسفندیار سمجھا کہ ماں اس سے متفق ہین دخل بیگی سعی کرنگی چپکا اوٹھ کہڑا ہوا لیکن فشانی کے عالم مین تیزی کا حال گذرا
سب وان باپکے روبرو ان کی یہ فعل ایسی واسطے حرام ہی بدمستی کا برا انجام ہی نیکی کا خیال اصلاح پر بہت آتا ہی
جو کچھ دل مین پہوتا ہی بے تکلف کہتا ہی بادشاہ نے سنکے بہت سا پیچ و تاب کہایا لیکن ضبط کرکے فرمایا جلدی کیا
ضرور ہی موقع دیکھتا ہون مجھکو حکومت دنیا بدل منظور ہی ظاہر بات گہری لیکن بدگمانی باطن مین بہت سی ہی
جاماسپ وزیر کو خلوت مین طلب کرکے پوچھا کہ اسفندیار کس طرح مارا جاوے وہ بولا فردوسی

ورا مرگ در دست رستم بود	ز تیرے کہ در شست رستم بود	بادشاہ شاد ہوا بند فکر سے آزاد ہوا

فرمایا کاش یہ روئین تن میں مارا جاتا اپنی صورت مجکو نہ دکہاتا ایک روز سب عزیز و اقربا اور جتنے نامدار
سپہ سالار و وزیر امرا تھے سبکو بلایا اسفندیار کے زور و طاقت کی بہت تعریف کی پہر کہنے لگا
کہ مین نے عین مجبوری مین رستم سے مدد چاہی اوسنے منہ پہرا یا میرا کام خاطر مین نہ لایا اور اس عرصے
مین جو جو حادثے ہمپر گذرے کبھی حال نہ پوچھا بلکہ یہ کلمہ زبان پر ہی کہ کیخسرو نے ہماری جانبازی کے بدلے
نیمروز اور کابل دیا ہی گشتاسب کی فرمانبرداری سے ہمکو مطلب کیا ہی اگر اسفندیار اوسکو پکڑ لاوے
یا قتل کر آوے تو مجکو سلطنت سے کچہ کام نہین ہے پر یہ تیسا کے گوشے مین بیٹہکے عبادت معبود کرون تخت و
تاج اسفندیار کو دون سب نے کہا بہت مناسب ہی پہر اسفندیار سے فرمایا سوگند کتاب زند و استا
مکرر زبان پر لایا کہ اگر تو رستم کو ہلاک کرے اوسکا قصہ پاک کرے تو بادشاہت تجکو ملے اوسنے جواب دیا

من از هفتخوان چونکه یاد آورم
بمن بر کنون پاک یزدان گواست
همان از بیابان و از باد برف
بدو در ازان بیم چهرم پلنگ
بهانه کنون چیست من بر چه ام
همه راستی ره نما آورند

بدل در ازان ترس داورم
که از گرگ و از شیر و از اژدها
هم از کسار و دریای ژرف
همه نیکویها نهادی بگنج
بدین رنج پویان بهر کام

حکایت نیاید بگفتار راست
وزان پیر جادو و مرغ و هوا
بکوهم بکاوه دل خاره سنگ
مرا مایه آمد ازان سود رنج
شهان [illegible]

گشتاسب نے جواب دیا کہ سب سچ ہی جو تو کہتا ہی مگر تیرے سوا اس ملک
تاج آج کون ہی الا انصاف کر کہ رستم و زال کاوس او کیخسرو کے روبرو کیسے کمربستہ جانفشانی او حکمرانی مین رہے ہیں

کیا کیا جفائین سہتے ہے اب کیسی ستر تابی کرتے ہین نخوت کا دم بہرتے ہین توڑ کے روئین دژ کو
ارجاسپ کو زندہ نچھوڑا تیرے روبرو رستم کا باندہکے لانا کیا کام ہی کہ وہ بسیار پیر ہی فردوسی

بگیتی کسی نیست ہمسر بتو — چہ ارتوری و وھی آزاد مرد — سوی سیستان رفت باید کنون
بکار آوری جنگ و رنگ و فسون — برہنہ کنی تیغ و کوپال را — بہ بند آوری رستم زال را
بداو ار گیتی خداوند زور — فروزندہ اختر و ماہ و ہور — سپارم ترا تاج و تخت و کلاہ
ازانجا بیایی چو در پیشگاہ

اسفندیار نے کہا مجکو رستم کا ڈر نہین ہین جوان وہ پیری مثل نخچیر ہی

مگر اسکا خیال آتا ہی کہ اوسنے ہمارے جد و آبا کے ساتھ کیا کیا سلطنتین لوائین حق نمک ادا کیا فردوسی

شنیدم کہ بس کارہا کردہ است — دمار از توران برآوردہ است — اگر او نکردی چنین کار سخت
بایران ندیدی کسی تاج و تخت — اگر دشمن اندر آید پور زال — چہ بودی ہمانی او دو سال
ترا در دل اندیشہ دیگر است — غم شاہی اندوہ تاج افسر است — تو بر من نہانی سگالی بدی
نگر تا چہ باشد رہ ایزدی — زشاہان نہ خوب است پیمان شکست — شہان بہ کہ باشند پیمان درست

گشتاسپ نے کہا یہ عذر تیرا ہرگز نہ قبول ہوگا بے گرفتاری رستم کے تیرا مطلب حصول ہوگا فردوسی

سیستان گیر با خود سپاہ — اگر تخت خواہی ہمی یا کلاہ — چو آنجا رسی دست رستم ببند
بیاریش با بازو فکندہ کمند — پیادہ دوان اندرین بارگاہ — بیاور ورا تا ببیند سپاہ
ازان پس نپیچد سر از ما کسی — اگر خواری و رنج یابد بسی — اسفندیار نے کہا مقصود میرا

فقط میرا باپہنا ناہی باقی سب فریب ہی بہانا ہی فردوسی	دریغ ایدت تاج شاہی ہمی
ز پیشت مرا دور خواہی ہمی	ترا باد این تاج و تخت جہان
مرا گوشۂ بس بود از جہان	

یہ کہکے بگڑ کر اپنے گہر کو اوٹھ گیا گشتاسپ بہا اسفندیار خبردار ہو گیا جاماسپ کو حال دریافت کرنے بہیجا
کہ جنگ رستم کو جائیگا یا نہ چہپایا گا وہ اسفندیار کے پاس آیا پوچہا کہ کیا عزم ہی قصد رزم ہی یا دل
مائل صحبت بزم ہی اوسنے کہا تیری صلاح کیا ہی جاماسپ بولا جانا روا ہی نافرمانی باپ کی بہتر
نہین اسفندیار نے اقرار کیا کہ تو میرا استاد ہی تیرا کہنا بجا لاؤنگا بہر کیف جاؤنگا جاماسپ پہر آیا
اور مژدہ سنایا گشتاسپ نے کتایون سے کہا کہ اسفندیار کو رستم کی گرفتاری کے خاطر بہیجتا ہون
تو بہی جاکے اوسکی تسلی کردہ سنتے ہی مضطر ہوئی گہبرائی بدحواس بیٹے کے پاس گئی یہ کلمے

زبان پر لائی فردوسی	بگیتی ہمہ پند یاد نیوش +	تدبیر گشتاسپ ہرزہ کوش
سوار جہان پور دستان سام	بیازی نیارد سر اندر بدام	ہمہ دشت ہامان پر از کشت
نیارست گفتن ہمی او ز راہ داد	بخون سیاوش ز افراسیاب	ز خون کرد گیتی چو دریای آب
کہ نفرین برین تخت و این تاج باد	برین کشور شوم تاراج باد	جوانی مکن تیز منمای دست
بجز سیستان در جہان شہر ہست	مرا خاک سار دو گیتی مکن	ازین مہربان مام بشنو سخن

اسفندیار نے جواب دیا کہ مادر مہربان یہ سب تو کہاہی لا کیا کرون باپ جان کا دشمن ہو گیا ہی دوسرے
قضا و قدر سے بشر کو چارہ نہین جاماسپ سے وعدہ جانیکا کر چکا ہون عہد کا توڑنا گوارا نہین محمد ران

اسفندیار کا سیستان جانا رستم سے گفتگو بعد لڑائی زور آزمائی آخر خدنگ قضا کا نشانہ ہونا دنیا سے روانہ ہونا

محرران کارخانہ تقدیر نقاشان کارخانہ قضا و قدر بادل دلگیر صفحہ دہر پر اس مرقع پراندوہ کی تصویر اسطرح تحریر کر گئے ہین کہ گرفتار اجل مرگ رسیدہ اگر قفس فولادین مین باطوق و زنجیر اسیر ہو مکان محفوظ پر اوسکے پہنچے وہ تدبیر ہو اور قضا کا شکار اژدہات کے رہنے مین اگر بند ہوتاہی باوجود بیدست و پائی تیر سے جلد جاتاہی ریب فراک ملک الموت ہوتاہی جان کہوتاہی اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ پروردگار نے فرمایاہی اور بارہا تجربے مین آیاہی نہ محتاج سواری کا ہوتاہی نہ خواہشمند باربرداری کا ہوتاہی پیادہ پائی تک منزلون کا سفر نہین معلوم ہوتا بغیر وعدہ گاہ پہونچ جانے کے مفر نہین معلوم ہوتا ہردم مضطر اور پریشان رہتاہی گہبراتاہی جان شیرین سے تلخی مزا پاتاہی خلاصہ یہ کہ کتابون نے ہر چند سر پٹکا سمجہایا اجل کہینچے لیے جاتی تہی مطلق انکی سمجہ مین نہ آیا باپ کا حکم موت کا بہانہ ہوا آخر کار سیستان کو روانہ ہوا پہلی بسم اللہ سہو راہ یہ غلط ہوئی کہ منزل

اول مین شتر پیشرو یا زمین پر جو بیٹہا کسی طرح نہ اوٹہا ناچار ذبح کیا

غمین گشت زان اشتر اسفندیار	بفرمود کش سر بریدند و یال
گرفت آن زمان اشتر شوم خوار	جہانجوی را آن بد آمد بفال

لوگون نے عرض کی یہ شگون بد ازحد ہی اور آپ کو چلنے کی کد ہی پند ناصح مشفق نہ سنا گو سب نے سر دہنا اور سیستان کے متصل جا پونہچا وہان سے بہمن کو پہلے روانہ کیا کہ رستم و زال استقبال کے واسطے لائے اسفندیار کے آنے کی خبر پونہچائے بہمن جس دم رستم کے پاس پونہچا

رستم نے بہت تعظیم و تکریم کی اور بے اکراہ ہمراہ ہوا جسدم دریای ہرمند کے کنارے پر پہنچے تو بہمن نے
پہلے آگے اسفندیار سے جہان پہلوان کی تعریف کی اپنی ملاقات کی توقیر اور مدارا اُنکی شرح بیان کی
جب تہمتن اسفندیار کے روبرو آیا تسلیم کو سر جھکایا اسفندیار نے گلے سے لگایا فردوسی

تہمتن ز رخش اندر آمد فرود	پیادہ شد و داد شہ را درود	خنک شاہ کو چون تو دارد پسر
ببالا و فرت بنازد پدر	ہمہ سال بخت تو فیروز باد	سر تخت تو گیتی افروز باد
چو بشنید گفتارش اسفندیار	فرود آمد از بارۂ نامدار	گو پیلتن را ببر در گرفت
بسی شاد شد آفرین کرد گفت	خنک او کہ باشد ورا چون تو پشت	بود ایمن اندر روزگار درشت
سزاوار باشد ستودن ترا	یلان جہان خاک بودن ترا	پھر دونون سوار ہو کر رستم نے

کہا غریب خانے کو رشک گلستان کیجیے شبدیز کو اس طرف جولان دیجیے اسفندیار نے کہا اپنے
خیمے مین لایا آنے کا قصہ گشتاسپ کا آزردہ ہونا سب سنایا پھر کہا اگر تو قید او بند پر راضی ہو تو
لیجاؤن فقط باپ کو دکھا کے تجھے کھولدون اور جو انکار ہی تو مختار ہی آپ گھر جا سر میدان
سمجھ لونگا جہان پہلوان نے کہا ایکبار اپنے باپ کی طرح میرا مہمان ہو پھر جو کچھ تو کہے گا بجالا
تیرے حکم سے سر نپھراونگا اسفندیار نے جواب دیا کہ میرا باپ اور قصد سے یہان آیا تھا میرا
عزم اور ہی جا ہی تامل و غور ہی اوسکو خیال عیش شغل بادہ خواری کا تھا میرا دھیان تیری گرفتاری
کا ہی جب تیرا مہمان ہوا دعوت کا سامان ہوا پھر عداوت کا موقع وضع کے سرا سر خلاف ہی

مجکو تیری قید و بند کی فکر ہی عزم مصاف ہی رستم نے کہا خیر مین اپنے باپ سے اسکا مشورہ کرون تو
جواب دون اسفندیار نے کہا اچھا مگر دیر نلگانا جلد آنا بہمن نے زال سے یہ سب حال کہا فردوسی

تو گفتی کہ شاہ فریدون گرد	بزرگی و دانائی او را سپرد	دو سہ کر روز رستم نامدار پیش اسفندیار

آیا یہ وہی کلمات گرفتاری زبان پر لایا بہمن نے کہا آپ کو ایسی باتین میرے حق مین کہنا مناسب نہین
میرے حقوق ملاحظہ فرمایئے کہ مین نے کیسی کیسی جانفشانی کی جب آپکے باپ دادے نے سلطنت کیانی کی

نگہدار شاہان ایران منم	ہم اور دشیران وگردان منم	ز دشمن جہان پاک من کردہ ام
بسے رنج و تیمار من بردہ ام	ازین خواہش من مشو بدگمان	بدان خویش را برتر از آسمان

اس گفتگو سے اسفندیار آشفتہ خاطر ہوا مگر ضبط کرکے بایئن سمت بیٹھنے کا اشارہ کیا جہاں پہلوان نے کہا
کبھی کسی بادشاہ کے روبرو بجز دست راست بیٹھا یہ کہکے موافق معمول بیٹھ گیا یہ مقدمہ اور نمک
زخم تازہ ہوا اسفندیار تجاہل عارفانہ کرکے پوچھنے لگا کہ مین نے سنا ہی زال دیو کی آل سے ہی سام نے
خوفناک مقام مین پھینکدیا تھا کہ طعمہ زاغ و زغن ہو لیکن کرگس سیمرغ سمجھکے کسی نے نکھا یا سیمرغ اوٹھالایا
جو مردار وہ یا اوسکا بچہ کوئی کھاتا تھا پس خوردہ اونکا یہ پاتا تھا آخرکار لوگون کے کہنے سے
سام وہان سے لے آیا ہمارے باپ دادا کی بدولت جوان ہوا مردار خوری کرکے پہلوان ہوا فردوسی

خجستہ بزرگان شاہان من	پناہ من و نیک خواہان من	ورا برکشیدند و دادند چیز
فراوان برین سال بگذشت نیز	ببرد و ند بر چرخ گردون سرش	چو پر شاخ شد رستم اندر برش

ان باتوں سے جہان پہلوان کو غصہ آیا بگڑ کے کلمات سخت و درشت زبان پر لایا فردوسی

بدو گفت رستم که آرام گیر | چه گوئی سخنهای نادلپذیر
که شاهان نگویند جز حرف راست | تو آن گو که از پادشاهان سزاست

تو ابہی طفل ناتجربہ کار خردسال ہی شاہزادوں کے خلاف تیرا جواب

سوال ہی ان باتوں سے ہم کب برا مانتے ہین تیرے باپ دادا ہمکو خوب جانتے ہین کہ زال سام و الاّم مقام کا پوتا ہی اور وہ جہان پہلوان نریمان کا خلف مشہور ہی اور نریمان کا سلسلہ ہوشنگ سے ملتا ہی بارہا تخت و تاج مجکو دیا مین نلیا ورنہ گشتاسپ کو تخت نہ ملتا اور ماں کی طرف کا شجرہ ضحاک سے ہی مین نجیب الطرفین دونوں جانب سے شاہزادہ ہون تو ایک ادنا سپاہی کی ماں کی گہاتا ہی مین افراسیاب کو مارا جسکا تسلط توران مین تہا شاہ مازندران کو کیا کیا خاقان چین کو ہاتھی سے کہینچ لیا کاوس کو ایکبار مازندران کے دیو سے تب شاہ مازندران سے چہڑایا دیو سفید اور اکوان کو تن تنہا خاک مین ملایا فردوسی

زمین را همه سر بسر گشته ام | بسی شاه بی دین برگشته ام
اگرچند با فر کیخسروی | تو اندر زمانه رسیده نوی
تن خویشتن بینی اندر جهان | نه آگه ز کار آگهان

اسفندیار نے کہا مین نرم گفتگو کرتا ہون تو جواب سخت دیتا ہی اگر گوشہ کلاہ تیرا آسمان پر پہنچا ہی اگر بار ہا ہفتخوان ہمارا تہا جہان لشکر کا گذارا تہا اور روئین تن کے روبرو قلعہ مازندران کا بیان ایک طرح کی داستان ہی پہلوان نے کہا واہ بارہ ہزار سوار مددگار لیکے ہفتخوان مین تو گیا خوب نام روشن کیا فردوسی

مرا یار در هفتخوان رخش بود | همان تیغ تیزم جهانبخش بود

تو نے اپنی ہمین آدمیون سے چڑہائی مین

مین نے دیوون کی بستیان اوجاڑ کی خاک مین ملائین کاوس کو بندگران سے چہڑا کے ایران کو لایا سلطنت کا سامان کہایا اگر تو میرے ہفتخوان مین بارہ ہزار جوان کیا چوبیس ہزار لیکے جا تا زندہ آتا اور یہہ بہی یاد ہی کہ جب کیخسرو نے تیرے دادا کے سر پر تاج رکہا کوئی سپہسالار نامدار راضی نتہا سب کہتے تہے کہ فرپیرزتیرا و لبند موجود ہی سلطنت اوسکو دے جب مین نے اور زال نے سبکو منع کیا سمجہایا او سدم تخت نصیب ہوا آج میسر آیا میرے حقوق سب سے زیادہ تیرے باپ کے ذمے ہین اوسکا عوض ہی کہ تو باندہکے مجکو لیچلے میرے کان ان باتون کے آشنا نہین کسی بادشاہ نے سخت کلمہ ہمکو کہا نہین

چہ نازی باین تاج لہراسپی
باین تازه آیین گشتاسپی
که گوید که رو دست رستم ببند
نبندد مرا دست چرخ بلند

ایکبار سخن درشت کاوس نے مجکو کہا تہا جواب مین جو میری زبان سے نکلا کسی شہریار نے کبہی کان سے نسنا تہا ہزارہا پہلوان نامی گردان گرامی حاضر کسی کی جرأت نہوئی جو مجکو جواب دیتا آخر کار سلطان عالی تبار نے عذر کیا منت کی لجاجت کی جب مین نے اطاعت کی تیری یہ بیہودہ باتین انسانیت کی راہ سے سنتا ہون دل مین ہنستا ہون پہر اسفندیار نے اوس نامدار کا ہاتہ پکڑ کے زور کیا رستم متعجب ہوکے ٹال گیا ہنسنی لگا کہا مجکو نازیبا ہی کہ اپنا زور دکہاؤن سر دست آزار پونہچاؤن اسفندیار نے کہا آج تو میرا مہمان ہی شراب پی کہانا کہا گہر چلا جا کل سر میدان وہ سامان ہوگا کہ تجکو باندہکے لیجاؤنگا گشتاسب کو دکہاؤنگا فردوسی

بخندید رستم ز اسفندیار
بدو گفت سیری نزین کارزار
کجا دیدهٔ جنگ جنگ آوران

کجا یافتی بلبلہ گرز گران | نبینی تو ای شرح اسفندیار | گرائیدن و کوشش کارزار

چو فردا ابرایم بدشت نبرد | تا ورد مردان چو مردانہ مرد | ز کوہہ در آغوش بردارت

گرفتہ تیز و بیک زال ارست | نشانمت بر نامور تخت عاج | نہم بر سرت بر دل افروز تاج

کشایم در گنج بر خواستہ | نہم پیش تو یکسر آراستہ | دہم بے نیازی سپاہ ترا

بہ ابر اندر آرم کلاہ ترا | ازان پس ببندم کمر بر میان | چنان چون ببستم بہ پیش کیان

چو تو شاہ باشی و من پہلوان | بجز تو نباشد شہے در جہان | اسفندیار نے جواب باتکی یہ

لاف و گزاف دہر بیٹھ گئے ادہر آکچہ کہالین کل تو ہوگا مین ہونگا دیکہو تو کس طرح باندہکے لیجاونگا
پہر خاصہ طلب ہوا جو طبق سامنے آیا تہمتن کا نوالہ تہا شراب کا کاسہ گویا پیالہ تہا کہانے کے
بعد پہر وہی گفتگو اسفندیار کی زبان پر آئی کہا اگر تجکو نہ لے جاونگا گستاسب کہیگا کہ رستم
کے گہر گیا اور اسکا تہا لڑنے سے آخر ڈر گیا تہمتن نے جواب دیا کہ مین نے تنہا دیونکو مارا افراسیاب کا
خانہ خراب کیا تو جنگ نادیدہ خرد سال ہی تجہے خوف کیا مگر بدنامی کا خیال ہی فردوسی

اگر کشتہ گردی زمن در نبرد | شود تیرہ و شاہان مرا روی زرد | بمن در پس مرگ نفرین کنند

ہمان نام من نیز بیدین کنند | اور تیرا باپ مرد پیر دام حرص مین اسیری وہ چاہتا ہی کہ تو میرے

ہاتہ سے مارا جاوے کچہ دنون اور سلطنت کے مزے اوڑاوے یہ خیال محال دل سے نکال کتابون کو
مصیبت مین نڈال یہ کہکے رخش پر سوار ہوا گہر آیا زال سے حال کہا کہ صبح کو مجبور اسفندیار

اسفندیار کا مقابلہ ہی زال نے کہا مصلحت نہین رستم نے کہا جہان تک عذر کیا اوسنے نا مجکو کمزور جانا قصہ مختصر زال نامور اوٹھا اسباب حرب اپنے ہاتہ سے تہمتن کے جسم پر سجا اور کہا افسوس ہی اگر اسفندیار تیرے ہاتہ سے مارا گیا جہان مین اعتبار نرہیگا تمام عالم بادشاہ کشی کہیگا اور خدا نخواستہ تجکو مار لیا تو سیستان بے چراغ ہوگا رستم نے کہا مصیبت مین نالہ و فریاد کرنا

معیوب ہی پروردگار کو یاد کرنا خوب ہی فردوسی — چو من تیغ ہندی بگیرم بدست

سر سپہان را نگیرم نشست — اگر عزم بالجزم ہی کہ سر معرکہ اوسکو زندہ گرفتار کرکے لاؤن تجکو دکہاؤن

نخندید از گفتار زال زر — زمانی بہ اندیشہ بفشرد سر — بدو گفت زال ای پسر این سخن

نکوفی سرش را جدا کن ز تن — لڑنا اسفندیار کا پیلتن نامدار سے اور زخمی کرنا

تیر اندازی سے سیمرغ کا آنا چوب گز تیار کرنا اسفندیار کا ہدف سہام اجل ہو جانا

غرضکہ رستم دستان نے جوشن وخفتان پہنا ہتیار لگائے جیسے نہنگ بحر و عمان دریا ہی مین غوطہ لگاکر نکل آئے باہر آیا رخش پر برگستوان ڈالکے سوار ہوا لشکر بہی طیار ہوا زال نے زوارہ کو سر لشکر کرکے کہا تہمتن سے خبردار رہنا گڑی مین جان نثار رہنا اور آپ مناجات رو بروی قاضی الحاجات

ہمہ کہو لگے کرنے لگا — چنین گفت کای داور کامگار — بگردان ز ما این بد روزگار

بشوتن نے جو رستم کی آمد دیکہی اسفندیار سے کہا کہ بعزم صلح تنہا آتا ہی اسکو دلاسا دیکے ہمراہ لیجئے اسفندیار نے جواب دیا وہ مسلح بر سے بہوڑ آتا ہی میرے ہتیار کیون نہین لاتا ہی اوسکو غصہ آیا جلدی سے پہنایا

دلت خیرہ بینم سرت پر ز کین | دلم زین سخن تو شد ریز ریز | دو جنگی دو شیر و دو مرد دلیر

ندانم کہ پشت کہ آید بزیر

الغرض ادہر سے اسفندیار بڑہا ادہر سے رستم نامدار آیا مقابلہ ہوا

نہادند پیمان دو جنگی کہ کس | نباشند درین جنگ فریادرس | چو نیزہ فراوان بر آویختند

ہمے جوی خونش فرو ریختند | ز نیزہ سنانہا ہمہ بر شکست | بشمشیر بردند ناچار دست

ز نیروی گردان و زخم سران | شکستہ شدند تیغہای گران | اسکے بعد گرز گران دونون پہلوان ا[ٹہا] لیکے

چو شیر ژیان برہم آشوفتند | ہمی بر سر یکدگر کوفتند | گرفتند ازان پس دوال کمر

دو اسپ تگاور عنان و دو سر | ہمی زور کرد این ازان آن ازین | نجنبید یک مرد از پشت زین

جسدم نیزہ بازی کرنے لگے اور برچھے مثل مار پیچان باہم لپٹے سنانیں شہر ہاتہیں صاعقہ کردار تہین جب نبد مین کہرتے تہے تو بجلی کی طرح پہرتے تہے دیکھنے والے جب نگاہ کرتے تہے واہ واہ کرتے تہے جسدم نیزوں کے بند بند جدا ہوے تلواریں کہینچکے جہپٹے بجلی سی دونون لشکر کی آنکہین چمک جاتی تہے آتی جاتی چوٹ نظر نہ آتی تہی جو ایک خالی دی تو دوسرے نے سپر پر کی عجب چستی و چالاکی سے لڑتے تہے کہ اکثر نازپروردہ تلوار کی چمک سے گر پڑتے تہے جب تلواروں نے دانت نکالے اور ڈہال مین کمال ہی دونون نے ایکبار تلوار پہینک دی پہر گرز گران سنگ لیکے دونون مستعد جنگ کے ہوئے دہا دہم چلانے لگے دشت نبرد کو ہلانے لگے اسد چرخ بالتہ بہوش تہا گاو زمین کو خواب خوراموش تہا زمین جا بجا شق ہوگئی پانی نظر آتا تہا کم جراتوں کا ہول سے جی ڈوبا جاتا تہا ہر صدمے مین دست شیر ہر اسکے نشست ہوتے تہے

ست ہاتھی ہوشیاری سے بھاگ جاتے تھے * کف اندر دہان شان شدہ خون و خاک * ہمہ
درع و برگستوان گشتہ چاک * پسینے کے پرنالے تھے دشت مین ہر جا پانی سکے تہارے تہے آخرکار
وہ سرگردہ انجمن دونون پہلوان سست ہو کے جدا ہوے زمین و آسمان ہلتے تھے اس شوکت سے ٹہلتے تھے
زوارہ کو تاب نہ آئی فوج بڑہائی اودہر سے شاہ پور اسفندیار کا بیٹا نکلا الوای نام رستم کا شاگرد تہا اوسنے

سامنا کیا نوشادر نے مار لیا

یکی گرز پولاد زد بر سرش / بخاک اندر آمد ہمہ پیکرش
زوارہ برانگیخت از اسپ گرد / زشندی بہ نوشادر آواز کرد
چو نوشادر نامور کشتہ شد / سپہ را ہمہ روز برگشتہ شد

مہر نوش دوسرا اسفندیار کا یادگار نکلا فرامرز نے اوسکو مارا بہمن خاک بسر
پیش پدر آیا کہا دو بیٹے تیرے رستم کے لوگون نے مار ڈالے ایرانیون کے پاؤن میدان سے
اوکھڑ گئے اسفندیار غصے سے جل گیا چہرے کا رنگ بدل گیا قہر و

برستم چنین گفت کای بدنشان
چنین ست پیمان گردنکشان / بدانی کہ مردان پیمان شکن
ستودہ نباشند در انجمن
چو بشنید رستم غمین گشت سخت / بلرزید برسان برگ درخت
بجان و سر شاہ سوگند خورد
بلرزید و شمشیر خود دست برد / کہ من جنگ ہرگز نفرمودہ ام
کسی کو چنین کرد نستودہ ام
ببندم دو دست برادر کنون / کہ او بود شان دیدہ ی رہنمون
فرامرز را نیز بستہ دو دست
بیارم بر شاہ آتش پرست

اسفندیار نے کہا اس سے کیا فائدہ تو میرے سامنے آ انکا بدلا تجھسے لون
شکوہ و شان شادون کہکے یہ تیر و کمان شاہزادہ ایران نے سنبہالا رستم نے بہی جاچی کمان کو نکالا

زاغ کمان کو شتے سے چلایا قاصد تیر سر بسری پیام اجل لایا جو تیر اسفندیار لگاتا تھا پار ہوتا تھا جسم
پیلتن کا فگار ہوتا تھا وہ تیر تہمتن کی کمان کا جو سپر چرخ توڑتا تھا وہ اسفندیار کے بدن پر اوچٹ جاتا تھا
منہ موڑتا تھا غرضکہ آفتاب جب غروب ہونے کو آیا اسفندیار نے رستم کو بیدار بنایا مجبور تہمتن نے کہا آج
شام ہی ہنگام راحت و آرام ہی صبح کو پھر یہی سامان ہی گو یہی میدان ہوگا اسفندیار نے قبول کیا اپنے
لشکر کی طرف پھرا بیٹوں کی لاش پر بادل پاش پاش آیا خاک کو اوڑایا اونکا تابوت گشتاسب کے پاس
بھیجا کہا آج تو یہ حال ہوا دم سحر دیکھیے کیا ہو کسکی بقا ہی کون لقمۂ دہن قضا ہو پھر پشوتن سے کہا رستم کی

سرشت فولاد او پتھر سے ہی	خداوند داورا چہ سان آفرید	بدو آفرین کین جہان آفرید

کسی حربے میں اوس سے میں نہ آیا لیکن اکثر میرے تیر پار ہو دوسار ہو معاذ اللہ اگر اس رات کو
بچ جائے گا تو صبح کو ہنگامہ رستخیز نظر آئے گا ادہر رستم جو پھر کر زال کے پاس پہنچا عجب حال تھا تمام جسم
مشبک نمونۂ غربال تھا تہمتن نے کہا بار ہا دیوون سے اکیلا لڑا یہ وہ طاقت کسی کے بدن کی ایسی حالت نہین دیکھی
تیر میرا جگر کوہ کے پار ہوتا ہی سندان کا سینہ فگار ہوتا ہی ایک کا گر نہوا و خبر نہوا اب بے مرے کے سوا
چارہ نہین مقابلے کا یارا نہین زال نے کہا برز و غور ہری ہین ہی اتنی مہلت کہا جو وہان سے آگ سیمرغ کو
بلاتا ہون تیرا حال کہتا ہون تب کہکے بلندی پہ جا کر پر سیمرغ مجمر سوز انہین کہا دفعتہ وہ موجود ہوا فردوسی

چو سیمرغ را دید زال از فراز	ستودش فراوان بردش نماز	بدو گفت سیمرغ شاہا چہ بود
که آمد بدین سان نیازت بدود	بدو گفت کاین بد بدشمن مباد	که بر من رسید از بد بد نژاد

سیمرغ نے تسکین کی تسلی دی پہر تسرش	ز پیکار بشتابی بس بستہ شد	تن رستم شیر دل خستہ شد

کے بدن سے تیر آہستگی نکالے اور پر اپنے اوس پر ملے وہ چنگے بہلے ہوگئے گہوڑا رخش بہت ہنہنایا سب
تعجب آیا پہر رستم نے جو سینے زخم دکہائے سیمرغ کے آنسو بہر آئے ہر زخم سے پیکان اپنی چونچ سے ایسے
عنوان کہینچے کہ رستم کو خبر نہوئی پرونکو اونپر مس کیا اسی مرہم پر بس کیا اب زخم لبسان مشتاق
ہجر دیدہ باہم چسپیدہ ہوگئے پہلوان نے دردسے فرصت پائی کچہ غذا کہلائی رخش پر سوار کیا صحرا کو
لے چلا دریا سے پار اپنے اوپر سوار کرکے لے گیا نیستان نظر آیا اوسمین درخت گز دکہایا کہا اسکا
دوشاخہ توڑکے تیر بنا پیکان لگا اسفندیار کی آنکہ کو نشانہ کر اجل کے تیر کو روانہ کر رستم نے اوسکو
کاٹا پہر سیمرغ اوڑکے مکان پر لایا اور زال سے رخصت ہوکے اپنے آشیانے مین آیا جہان پہلوان
نے اوسی دم اوسکو سیدہا تکاسا کیا دو پیکان آبدار قطرہ سیماب وار جڑکے ترکش مین رکہا
اسمین سیمرغ زرین بفر و تمکین آشیانہ مشرق سے نکلا تہمتن نے اسباب حرب و جنگ چست تنگ
بدن پر آراستہ کیا سر بالین خفت بخت اسفندیار آیا خواب غفلت سے جگایا اوسنے پشوتن
سے آنکہ کہولکے کہا بغور دیکہنا کہ رستم کا جسم صحیح ہی یا زخدار ہی ران کے نیچے رخش ہی یا کہی
اور گہوڑے پر سوار ہی پشوتن جو آیا پٹی نظر پڑی نہ مرہم نظر آیا تندرست بشاش رخش پر سوار
وہ نامدار تہا اتنے مین اسفندیار جلد مسلح ہوکے روبرو ہوا کہا مین سمجہا کہ زال فن سحر مین
بیمثال ہی بزور سحر تجکو اچہا کیا اچہا کہا آج زندہ تو بچانے پائیگا جادو کا مزا انکل آئے گا

جہان پہلوان نے کہا ابھی جوانی پر رحم کر اس خیال سے درگذر اپنی جان بد نے مجکو بدنام خاص و عام نکر

هزارت دهم گوهر شاهوار   هزارت دهم تاج گوهر نگار   هزارت کنیزک دهم نوش لب

کمر بسته اندر پیشت روز و شب   وزان پس با به پیشت پرستار وش   روم تا به پیش شه کینه کش

جز از پند بر من ترا نیست تو   ببخشای ای شاه یزدان پرست   تخت و تاج کی ہوس مین کیون

ابھی جان بچا سکتے ہی اپنا خون ناحق اپنی گردن لیتا ہی تو مارا جائگا گشتاسب کا مطلب بر آئیگا اسفندیار نے کہا

بیاویز با کوشش کارزار   ببینم دگرگونه پاسخ میار   یہ کہکے تیر و کمان ہاتھ مین لیا مجبور

رستم نے بھی وہی تیر وابستہ تقدیر اور کمان جسکے گوشے مین اجل اسکی دامنگیر تھی اوٹھا کے سوی آسمان دیکھا پھر کہا ای آسمان تو آشکارا تو گواہ ہی کہ یہ فرد بیقدار بیگناہ ہی جہان تک عذر کی حد تھی ہو چکا میرا حال گا ور ہو گیا یہ جاہل مرگ رسیدہ کسی طرح نہین مانتا کہ دفعتہ فردوسی

[illegible] رستم بزد   چنان کز کمان جوانان سزد   تہمتن گز اندر کمان کرد زود

بر آنسان که سیمرغ فرموده بود   بزد تیر بر چشم اسفندیار   سیه شد جهان پیش آن نامدار

نگون شد سر شاه آتش پرست   بیفتاد چاچی کمانش ز دست   سر میں تیر پہنچے کہ بیہوش ہو گیا

دهم بار اجا بوش تو گرا   چنین گفت رستم ز اسفندیار   که ای تیغ زن پهلوان نامدار

بخوردم صد و شصت تیر خدنگ   نیفتادم از زور و در روز جنگ   بخوردی یکی چوبه تیر گزین

نهادی تو سر را بقربوس زین   هم اکنون بخاک اندر آرم سرت   بسوزد هم از دل مهربان مادرت

تو آنی که گفتند روئین تنی | بلند آسمان بر زمین بر زنی | ز گفتار رستم دل بهمن

بپیچید چون مار بر خویشتن | چنین داد پاسخ که گردان سپهر | ازینگونه بسیار ورزید مهر

جهان یادگار است ازین صد هزار | فلک را نخستین همین است کار | یہ کہکے غش ہوگیا پھر جواب

ندیا جہان پہلوان نے نعرہ کیا جگر چرخ کو پارہ کیا اور دو کروٹ لیکے پٹ گیا پشوتن کا کلیجا پھٹ گیا فوج نے
گریبان چاک کیا بہمن نے منہ سوی افلاک کیا زال کو خبر ہوئی پہلے تو شکر کا سجدہ بجالایا پھر اسفندیار کے
پاس بدحواس عذر کو آیا اوسنے کہا تقدیر آسمانی اور تدبیر طلسمانی یہی تھی کہ رستم کے ہاتھ سے میری
جان جاوے سلطنت کا لطف اوٹھائیے لیکن بہمن کو اسکے عوض کے واسطے تمکو سونپتا ہون اسکو
تخت و تاج کا مالک کرنا رستم نے قبول کیا پھر پشوتن سے کہا اب جو دم ہی دم اخیر ہی بیکار سب
تدبیریں ہیں تو جب ایران پہنچے گشتاسپ سے کہنا میری قضا رستم کے تیر سے تہی مگر تیری تدبیر سے تہی
مرگ بہت جلد تر آئی تیری مراد بر آئی جس دم ہنگامہ محشر ہوگا میرا تیرا فیصلہ پیش داور ہوگا فردوسی

کنون در جهان یافتی کام دل | بیا ساعتی بنشین آرام دل | میان من و تو دران داوری

کند داور داوران داوری | اور میری ماں کو بہت سمجھانا کہ میرے ماتم میں نالہ و فریاد کرنا نہ انسو بہانا

قضا سے کیا چارہ ہی لیکن یہ سمجھ لینا کہ پدر مہربان نے دغا سے مارا ہی | بگفت این و برزد یکی تیز دم

که بر من ز گشتاسپ آمد ستم | همان دم برفت از تنش جان پاک | تنش خسته افگند بر تیره خاک

پشوتن نے اوسکی لاش صندوق زرنگار میں رکھی رخت بدن سے سیاہ کیا بہت حال تباہ کیا

یہ تو ایران کو چلے بہمن کو رستم و زال سیستان میں لیگئے زوارہ نے کہا ابھی کشتن بچہ آتش نگاہداشتن
خاک بچشم دیدہ اپنا پشتن ست پلیتن نے کہا وصیت کا بجالانا خوش ہمتوں کا دستور ہی ورنہ ہی ہوگا جو خدا کو
منظور ہی جسد مُحفہ اسفندیار کی لاش گشتاسب کو نظر آئی چہاتی بہر آئی کلیجے میں پہانس سی کہٹکی کلاہ شاہی
دے پٹکی کتابوں چاک پکارا بورین اوسکی دیوانہ وار یہ کلمہ کہنے لگیں فردوسی نہ سیمرغ کشتش نہ رستم نہ زال
تو کشتی مر اورا چو کشتی منال ترا شرم بادا زریش سفید کہ فرزند کشتی پی بہر امید ایک جہان کی نفرین گشتاسب
حزین سنتا تہا جواب نہ پاتا تہا سر دہنتا تہا رو پیٹتے آخر کار سب نے دخمہ میں خاک کو سونپا یہاں سیستان میں بہمن
کی حکمرانی زور و طاقت کی دہوم مچی کہ سب کام میں بیمثل لاثانی ہی روز بروز بر عالم جوانی ہی یہ خبر سنکر گشتاسب نے

بلایا تاج خسروی اوسکے سر پر رکہا حکومت سے ہاتہ اوٹہایا مد کو سیا نحہ آفت خیز نمونہ شور نشور یعنی قتل
رستم جہان پہلوان کید شغاد بدنہاد سے اور شرکت شاہ کابل کی حرکت
جنگلی سلیتن کا کنوئیں میں گرنا پہر انتقام اپنا آپ لیکے جان دے دینا

بلبل گلزار طوس شاعر شیرین بیان فردوسی سخن سنج محرر داستان لکہتا ہی کہ آزاد و نام مرد عالی قدر
پسندیدہ خاص و عام کہن سال ستودہ خصال تہا اور نسب اپنا سام نریمان سے ملاتا تہا اکثر قصص شاہان
ایران حکایات رستم و دستان زبان پر لاتا تہا ماجرای گذشتہ اونکا سناتا تہا اوسنے شغاد کا
حال جہان پہلوا انکا مرنا خانہ برباد ہونا زال اس طرح بیان کی کہ ایک جاریہ زال کے تصرف میں تہی
وہ حاملہ ہوئی لڑکا جو پیدا ہوا زال نے نام اوس بدنہاد کا شغاد کہا اور طالع شناسوں سے اوسکا حال اور

زال پوچھا اونہون نے بغور تامل بیان کیا کہ یہ گمراہ خاندان سام و نریمان تباہ کریگا فردوسی
همه سیستان زو شود پر خروش   همه شهر ایران درآید بجوش   زال یہ خبر سنکے سخت وحشتناک
ہوا مگر فرط الفت سے پرورش کرتا رہا جب جوان ہوا شاہ کابل کی بیٹی سے منسوب کردیا شادی
کا اسلوب کردیا زال کو تو اوس سے محبت تھی الا رستم کو خود بخود نفرت تھی کہ باوجود ایسی قرابت
کے شاہ کابل سے خراج لیتا تھا فرمان برداروں کی طرز سے رہنے دیتا تھا ایک بار خود کابل گیا
زر مقرری سے کچھ زیادہ لیا شغاد کو غصہ ہوا کہا افسوس رستم کو مطلق میرا پاس اور خیال نہین
اوسکی نظر مین مین کچھ مال نہین اس فکر مین ہوا کہ تہمتن کو ہلاک کرے حکومت کا قصہ پاک کرے
شاہ کابل نے اس قصد کی تدبیر پوچھی اوسنے کہا باسباب ظاہر تجھسے آزردہ ہو اوسکے پاس
جاؤنگا تیری شکایت زبان پر لاؤنگا یقین ہی کہ وہ طیش کہا کے میری حمایت کو کابل
مین آئے راہ مین کنوئین کہدوا رکہ اوس مین خنجر ہای آبدار تلوارین جو جسم کے پار ہون اور نیزہ و
تیر ایسی تدبیر سے اوسمین ہون کہ گرتے ہی بدن پاش پاش ہو مرہم کے بدلے کفن کی تلاش ہو
سلطان غدار نے یہ حیلہ پسند کیا ایکدن دربار عام مین جنگ زرگری کی وہ کیا دبا نی فسا د شغاد
پیلتن کے پاس آیا بصد گریہ و زاری حکایت اپنی ذلت اور خواری کی زبان پر لایا تہمتن غیور
اوسکا کید اور فتور نہ سمجھا شفقت کی راہ سے دلاسا دیا تسلی کی کہا خاطر جمع
رکہ ان شاء اللہ تعالی وہان چلکے اوسکا خانمان تباہ کرونگا تجکو کابل کا بادشاہ کرونگا

کچہ دن کے بعد تہمتن بعزم کابل سوار ہوا ہمراہ ناہکار ہوا جب قریب پونہچا حاکم کابل پیادہ پابستہ استقبال کو آیا عذر بحساب کے گر پر جہکایا عرض کی میری غلطی اور قصور معاف ہو طبیعت میری طرف سے صاف ہو ملتمس ریاست اور مرو تکو کام کیا خطا عفو کی تسکین دی آبرو بخشی فردوسی

بنخشید رستم گناه ورا	بنفزود آن پایگاه ورا

اونسنے دہوم سے ضیافت کی زروجواہر بہت سا پیشکش کیا برپا قیامت کی ایکروز رستم سے کہا اس دشت مین شکار لا انتہا ہی صحرا پر فضا ہی لطف نسیم کیفیت صبا ہی اسکو صید و شکار کا ذوق تہا بیابان گردی صحرا نوردی کا شوق تہا سوار ہوا اوسی راہ سے وہ گمراہ چلا جدہر کنوئین تہے رستم بہی چاہ سے ساتہ ہوا دفعۃ رخش رک گیا زمین کی طرف جہک گیا خاک کی بو سونگہنے لگا رستم نے ایڑ لگائی اس چہیڑ سے بہی نہ بڑہا خفا ہو کے کوڑا مارا

اِذَا جَاءَ الْقَدَرُ اَعْمَی الْبَصَرُ	یکی تازیانه براورد نرم	بزد تنگدل رخش را گرم
گہوڑا جا و چہا کنوئین مین گر پڑا	دو پایش فرو شد بآن چاه بر	نه بد راه آویزش ورا ہبر
دران چاه با حربه و تیغ تیز	نه بد جای مردی و راه گذر	بدرید پہلوی رخش سترگ
بروبال آن پہلوان نبرد	جب تڑپکر رخش کنوئین سے نکلتا تہا دوسرے مین گرتا تہا اسطرح	

سات کنوئین مین جہانکے تمام جسم زخمون سے چور ہوا گہوڑے کا بدن اور اوس جری کا تن جراحت کی کثرت سے خانہ زنبور ہوا رستم سمجہا کہ یہ معاملہ شغاد اور شاہ کابل بدنہاد کا ہی حاکم بانی فساد نالہ و فریاد کرنے لگا کہ افسوس تہمتن ہمارے شہر مین ضائع ہوا جلد نوشدارو لاو رستم کو کہلاو تہمتن

تہمتن نے کہا تجکو جنون ہی تو بھی طرفہ مجنون ہی تو شغاد رو بے اسیر یار میان اجل مد نظر ہی قصہ مختصر ہی

بہت سے شاہ شہریار میرے رو بہ / بر فتند او دیر ترماندہ ایم / چو شیر ژیان بر گذر ماندہ ایم

فرامرز پور جہان بین من / بیاید بخواہد ز تو کین من / پھر شغاد نے کہا میری اجل اس چاہ میں

سے بہت میرا قصور کیا ہی لیکن دو چار گھڑی بندہ اور ہون کمان میری چڑھا کے دے کہ دو دام سے مجکو گزند نہ پہونچے

شغاد اندران چرخ را برکشید / بزہ کرد و یکبار بر تن کشید / بجنبید و پیش تہمتن نہاد

بمرگ برادر ہمے بود شاد / تہمتن بسختی کمان برگرفت / بران خستگی تیر بر سر گرفت

برادر ز تیرش بترسید سخت / بیامد سپر کرد پشت درخت / میانش تہی بود و بر گش بجای

نہان شد پسش مرد ناپاک رای / چو رستم چنان دید بفراخت دست / چنان خستہ از تیر بگشاد شست

بہنگام رفتن دلش برفروخت / درخت و برادر بہم بر بدوخت / شغاد از پس زخم او آہ کرد

تہمتن بدو درد کوتاہ کرد / چنین گفت رستم کہ یزدان سپاس / کہ بودم ہمہ سالہ یزدان شناس

ازان پس کہ جانم رسیدہ بلب / برین کین من ناگذشتہ دو شب / مرا زور دادی کہ از مرگ پیش

ازین بیوفا خواستم کین خویش / جب شغاد کو مارا شکر پروردگار کا بجالایا کہ میں نے انتقام اپنا لیا

دو سر بردہ نزد دشمن کو مار اسیرای فنا سے سدہار افتاد و سے / بگفت این و جانش بر آمد ز تن

برو زار و گریان شدند انجمن / ہزار و صد و سیزدہ سالہ گرد / جہان زاند بد و جہانش بخورد

یہ خبر سیستان میں پہنچی زال نے اپنا برا حال کیا فرامرز جا لاشیں پاش پاش اوٹھالایا سیستان میں دفن کیا

پھر حاکم کابل کو زندہ گرفتار کیا بہت ذلیل و خوار کیا سیستان مین لایا تن و سر جدا جدا اسکو دکھایا

قول محرران تاریخ عجم رستم کے حسب و نسب مین جو انھون نے بر قرطاس خامۂ راست رقم

سے کیا ہی مورخان عجم نسابان شیرین رقم نے حال رستم حوالۂ قلم اسطرح کیا ہی کہ نسب اوسکا جمشید سے
ملتا ہی تعریف اور توصیف کی احتیاج نہین کالشمس فی النہار آشکار ہی موت سے مہلت نکلی کیونکہ شغاد
سے جان دی قول رستم کُلُّ شَیٍٔ عَلَیْهِ النَّفَقَةُ مِنَ الْاَمْوَالِ اِلَّا الْحَرْبُ فَاِنَّ النَّفَقَةَ عَلَیْهَا مِنَ النُّفُوسِ
یعنی جو چیز کہ پیسے وہ مال کے صرف سے دفع ہوتی ہی الا لڑائی کہ اسمین فقط جان کا صرف ہی باقی علط خرچ ہی

دل برین گنبد گردندۂ مینا کین دولاب	آسیا ئیست کہ بر خون عزیزان گردد

یہ نکتہ بھی اوسی کا ہی اِنَّ الْمَوْلٰی اِذَا کَلَّفَ الْعَبْدَ مَا لَا طَاقَةَ لَهُ بِهِ فَقَدْ اَقَامَ عُذْرَهُ فِی الْمُخَالَفَةِ
یعنی جو آقا اپنے غلام سے وہ کام چاہے جو اوسکی قدرت مین نہو گویا عذر ٹھہرا دیا اوسکے نہ ماننے کو فرد

یکی کار و زر و یکی گرز و دار	سزاوار ہر یک پدیدست کار
چو این کار آن جوید آن کار این	
سر مہر پر آشوب گردد زمین	الا اے شہریار عالی طبع و الا مقدار کہ مہر منیر با این جلا و تنور

صفای ضمیر آفتاب تاثیر کے روبرو لیسان سایہ سیاہ ہی اسکو نمود ظاہری تکلفات دنیا سے بالکل
استغنا ہی خدا گواہ ہی کس واسطے کہ خاطر خطیر اوسکی جام جہان نما ہی دولت و اقبال ہی اور
فر و شوکت و دولت و حشمت تا ابد لم یزل الا زوال ہی اسرار قضا اور رازہای پوشیدہ قدر آئینۂ دل
بلا کدورت ہی اوسمین نظر آتا ہی اور کیسا ہی امر خطیر مشکل ہو سہل ہویدا ہو جاتا ہی نظم

ز صبح پیش چشم تو امکان حاجات | اسباب تیز زد عزم تو دشوار و کار | رای تو از ورای تہای آسمان

تکرار کردہ دفتر اسرار روزگار | الٰہی تا بقای دور لیل و نہار و گردش سپہر نگاری ارکیہ دولت

تخت سلطنت پر یہ سلطان عالی مکان مثل خورشید درخشان کے تخت حکومت ایکجہان رہے

ذکر بہمن بن اسفندیار کا گشتاسپ کا سلطنت دینے کو شتہ لینا خرابی سیستان

شمشیرخانی میں تحریر ہے کہ جب گشتاسپ پیر ہوا عارضہ شیخوخت بلای کہولت میں اسیر ہوا سمجھا کہ
کرنے صدور خطا رستم کے ہاتھ سے دانستہ قتل کروایا یہ سلطنت اوسکے بیٹے کو دیجیے بقیہ زندگی معبود
کی بندگی میں بسر کیجیے ایک سو بیس سن جہانبانی حکمرانی کی پیکار کے پوتے کو سونپی بہمن تخت پر
جلوہ گر ہوا ایک عالم اوسکی بخشش سے بہرہ ور ہوا ایک روز خاص و عام کو جمع کر کے کہا کہ جیسے میرے دادے نے
سیاوش کا انتقام افراسیاب سے کس دہوم دہام کے ساتھ لیا فرامرز رستم نے عوض میں کابل کے
حاکم سے کیا کیا شہر تک خراب کر دیا ہل چل گئے مکانوں کے نقشے بدل گئے میں بھی رستم کی اولاد
برباد کرونگا اسفندیار کا بدلا لونگا یہ کہکے لاکھ سوار خونخوار لیکے سیستان میں آیا زال نے ہر چند منت و زاری
بہت کی بہمن نے ایک بات نسنی اوسکو قید کیا فرامرز سے لڑائی ہوئی رستم کے گھر کی صفائی ہوئی تین
رات دن آتش افروزی خدنگ و سنان سے دلدوزی رہی قسمت تو برگشتہ تھی چوتھے دن باد مخالف چلی
سپاہ کابل و زابل کی آنکھ خیرہ ہونے لگی دنیا پیش نظر تیرہ ہونے لگی مجبور و ناچار فرامرز نامدار نے
وہ جرات کی کہ رستم کی لڑائی سبکو یاد آگئی فوج تو بھاگ چکی تھی ایرانیوں کی قسمت

جا کر چھپی تھی کہان یکہ و تنہا سوار کہ جا انبوہ ہزار در ہزار کہوڑا بہی زخمی ہو کر گیا زغہ اعدا مین گہر گیا جسم سے
کثرت جراحت کے باعث سب جان نہ گیا وہ جو ہی سکتے کے عالم مین سوی فلک دیکہکے رہگیا لوگون نے گرفتار کیا
بہمن نے زندہ بہیر دار کیا پہر بہی اپنے کردار سے منفعل ہوا اس حرکت بیجا سے خجل ہوا زال کو قید سے رہا کر کے سیستان
کا حاکم کیا ایران مین اپنے حکمرانی کی دار فانی مین بہت کم زندگانی کی رات کو عند بصر در رہ تنہا اندہیرے مین
گہر سے نکلا سانپ نے کاٹا زخم کاری ہوا پہر ساری ہوا جان ہی سلطنت ہمای چہرا دسکی بیٹی تہی وہ
کرنے لگی اور وہ بہمن سے حاملہ تہی آتش پرستون کی ملت مین بیٹی ہی ہرچند کہ ساسان نام اسکا خلف
اوس مقام پر تہا وہ معطل رہا اور یہ وصیت کی کہ بعد میرے اسکے بطن سے اگر بیٹا ہو یا بیٹی ہو وہی عیش و آرام
کرے تخت پر بیٹھے سلطنت کا کام کرے تحریر مجمل روضۃ الصفا جو کچہ او سے

قصہ بہمن و گشتاسپ لکہا ہی سب بیش و کم رقم ہوا ہی

اور صاحب روضۃ الصفا مورخ نے مثل یکتا لکہتا ہی کہ خبر مرگ اسفندیار گشتاسپ نے سنکے بہت شرمسار اپنے
کردار سے ہوا اور بہمن بن اسفندیار کو کہ ان اوسکی خاندان ملک طالوت سے تہی سیستان بلا کے
ولیعہد کیا یونانی زبان مین معنی لفظ بہمن نیک نیت ہمہ تن یہی خصایل محمودہ سے وصف تہی بار گشت
کا خیال ہوا سوت یاد آئی با دل شاد خدا کی یاد مین مشغول ہوا ازادہ وصول ہوا کیا فردوسی

مرا گنج خانہ ز فرص جوی	بہ از هر زبانی کہ گشتری	پی از چند انکہ کردم بسی
ندیدم بجز رنج و تیمار ہیچ	لب نان خشک و دم آب سرد	ازان بہ کہ بر خوان دوسی

مکن تکیہ بر تاج و تخت و سپاہ	مرو در پی دولت و مال و جاہ
که دنیا بسے چو تو دارد بیاد	بسے چون تو وا دست گردن بباد

اور مرغزار باغ و بہار کہ طول اوسکا دس فرسنگ ہی شیراز کی نواح
مین اوسیکا بنایا ہی ہمیشہ وہ مسکن علما و فضلای جہان رہا ہی مثل ابو عبداللہ کہ شیخ ابو اسحاق اوس یگانہ
آفاق کو طبقات فقہای معتبر مین لکہا ہی اور قاضی ناصر الدین ہی اوسی سرزمین پر گذرا ہی گشتاسپ
وہ بادشاہ عالیجاہ تہا جسنے دیوان رسائل مکتوبات کو عبارات خوب کلمات فصیح و مرغوب مین لکہوایا
لقب اوسکا سربد ہی یعنی عابد اور آتشکدے کی تصویر سکے پر تحریر کی دوسری جانب اپنی تصویر مع
تاج رواج دی ایک سو بیس برس سلطنت کی بعضون نے زیادہ ہی لکہی ہی قول تو اوسکے بہت ہین مگر لکہا کہ
جو نام کا فریفتہ ہوگا روٹی کو محتاج ہوگا اور جسنے روٹی مین خیانت کی بلا مین مبتلا لا علاج ہوگا ذکر دیکہیر
ابن لہیر یعنی بہمن اردشیر خلف اسفندیار نامدار مطابق مخبران عجم شیرین رقم
اور بہمن کا حال مورخان شیرین مقال یہ لکہتے ہین کہ فارسی اوسکو بہمن دراز دست کہتے ہین کہ اوسنے ہفت اقلیم
کو زیرنگین کیا اور ارباب اخبار یہ اظہار کرتے ہین کہ یہ دانش اور علم و فضل کسی شاہ عجم کو بہم نہوا حافظ ابرو
نے لکہا ہی کہ جب نامہ کسیکو تحریر کرتا تو مہر کرتا عنوان یہ تہا کہ یہ نامہ اردشیر بندہ خاص اور خادم خدا
ہی جسکو تمہارا حاکم بنایا ہی پہلے خدا کا نام نامے مین جسنے لکہا وہ بہمن تہا اور نام کا باعث
یہ تہا کہ اسفندیار گشتاسب کے پاس بیٹہا تہا کسی نے مژدہ دیا کہ آپکے گہر مین بیٹا پیدا ہوا اوسنے سر جو
اوٹہایا خود مسکراہ پیالہ جواہر نگار سے لیے دست بستہ نظر آیا پوچہا یہ کیا ہی اوسنے عرض کیا اردشیر

فان ہیکب سمجھکے یہی نام رکہا بہمن کے حالات مین لکہا ہی کہ جب کسی ملک مین عامل بہیجتا ہر کار خفیہ
متعین کرتا کہ صحت اوسکی رعایا او غربا کیا ہی یہ لکہتے رہتا اگر عدل کیا مرتبہ بڑہا اور جو ظلم و جور
کیا فی الفور پاداش عمل کو پہونچا اور ہر سال رعیت کو طلب کرتا بار عام مین خاص حاضر ہوتے
تخت سے اوترکے شکر پروردگار بجا لاتا پہر رعیت سے مخاطب ہوکے فرماتا کہ ایک سال بہر حال
مین نے تمپر حکمرانی کی اگر مجھسے یا میرے عمال سے تمہارے خلاف کوئی فعل سرزد
ہوا ہو بیان کرو کہ مین اوسکی تدبیر کرون پہر موبد موبدان مجلس سے اوٹہکر یہ عرض کرتا کہ تیری
بادشاہی یا الٰہی ہمیشہ ہو جیسے کہ خاص و عام تیرے شکرگزار ہین ہمہ فرمان بردار ہین پہر ایک شخص
ندا دیتا کہ ایہا الناس بلا وسواس زمین کو طیار کرو کہ روئیدگی خوب ہو خدا سے ڈرتے رہو کہ دم مرگ
محجوب نہو خیانت اور طمع سے پرہیز کرو آتش دوزخ اپنے واسطے نہ تیز کرو اور وزیرون پر
بتاکید تمام یہ احکام تہا کہ جب میرا میلان کسی پر ہو اور راہ راست سے خلاف ہون مجھکو آگاہ کرو بیجا
غصہ کرنے دو بعد خرابی سیستان اور قتل فرامرز خلعت دستان بخت نصر کے بیٹے کو بابل سے
معزول کیا اور کورش نام اولاد لہراسپ سے تہا ان اوسکی قوم بنی اسرائیل سے تہی اوسکو منصوب
کیا اور فرمایا کہ اسیران بنی اسرائیل بتعجیل بیت المقدس کی سرزمین مین لیجاوے وہان بود و باش
کرین فکر معاش کرین اور جسکو چاہین اپنا حاکم بنائین کورش نے اوس قوم کو جمع کیا او
لوگون نے بیچ و ملال دانیال کو اپنا حاکم بنایا اور بعضے نسخے مین یہ نظر سے گذرا کہ لہراسپ

نے اپنے عہد حکومت مین بخت نصر کو بابل سے موقوف کیا بنی اسرائیل بہی رہا ہوکے مملکت شام
مین باسایش تمام آباد ہوے اور ایام بہمن مین بیت المقدس اسطرح سے آباد ہوا جو کسی زمانے
مین تہا ایکبار بہمن نے ایلچی وہان بہیجا حاکم نے وہانکے بے صدور قصور یہ قصور برپا کیا کہ اسنے
اوسکا سر جدا کیا بہمن اس سانحے سے غیظ مین آیا بخت نصر کو مع فوج دریا موج روانہ کیا شام اور
بیت المقدس کے خاص و عام جو خدا کی نافرمانی کرتے تہے بادشاہ کی عداوت کا دم بہرتے تہے
تہ تیغ آبدار ہوے شہر ویران وہ سب خانہ ویران ہو گئے سو ہزار کودک نارسیدہ دستگیر ہوے لونڈی
غلام بنے اسیر ہوے پہر عراق عرب مین آیا جسدم ایک سی بارہ برس سلطنت کر چکا ہما جو اسکی
بیٹی تہی بادشاہی اوسکو دی ساسان جو بیٹا تہا وہ محروم رہا کچھ بکریان اپنی بزدلی سے
لیکے اونکے دودھ پر اوسنے قناعت کی گوشے مین بیٹھکے خالق کی عبادت کی اور تاریخ سلیمان شاہی
مین دیکہا کہ جب دارا پیدا ہوا ہمای نے خوف سلطنت سے اوسکو صندوق مین رکہا اور جواہر
بیش بہا اوسکے پاس رکہکے کسی دریا مین بروہائی بلخ سے ڈال دیا چکی پیسنے والی نے نکالا
بڑی محبت سے پالا تا بحد بلوغ پہونچا آثار شاہی نشان فرمانروائی اوسکی پیشانی نورانی سے پیدا
تہے عین شباب مین اپنی مان کے پاس آیا تخت سلطنت میسر ہوا او تاریخ معجم مین ہی کہ بہمن نے
اخیر سن مین افسر شاہی تاج جہان پناہی دارا کے سر پر رکہا یہ نظم محرر کتاب نے لکہی ہی **نظم**

چو بگذشت از عمر بہمن دو شصت	دراقتاد ناگہ چو ماہی بہ شست	ہنوز ار چہ دارا پسر بود و د

ولیعہدی خود بدار اسپرد	چو گفت ملکے چنین با مدار	کہ ہست از ملوک جہان یادگار
بہ فرزانگی کردم وداوری	ور انگشت تو ہمچو انگشتری	دو حکیم بہمن کے ندیم تھے ایک تو

دیمقراطیس دوسرا بقراط ہمیشہ ان سے صحبت رکھتا تہا اور ان کے فیض سے نکات غریب معانی عجیب طبیعت
پیدا کرتی تہی کیفیات نادرہ پیدا کرتی تہی ارباب بصیرت پر ظاہر ہی کہ سالکان عرصہ کون و فساد ساکنان
سرای خراب آباد بے بنیاد نے دفع مضرت قضا مین کیت فکر رسا کو بہت گرم عنان اور جولان
کیا مگر ہر قدم سکندری کہائی سم ٹہکنے کی راہ نپائی آخر کار سمجھے کہ کسی تدبیر سے دست وہم گمان
دامن تقدیر تک نہین پہنچا اور ایک ساعت کمی و بیشی کا چارہ نہین بجز اطاعت یارا نہین جب
اس باب کو بند اور مسدود پایا دوسری جانب کو عنان تابی کی منہ اوٹہایا کہ ذکر خیر پایندہ اور صفت
باقی حیات ثانی عمر جاودانی ہی لہذا دفاتر ماثر ذکر جمیل فرصت قلیل مین تحریر کر گئے اور
مناقب حمیدہ خصال پسندیدہ سے خوش افعالون کے صاحب اقبالون کے دفتر بہر گئے شعر

اسطرح جی کہ بعد مرنے کے　　یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے

یہ چند قول اون خوش فعل کے ہین
تجربۃ المجرب تضییع العمر آزمودے کو آزمانا پانی پر نقش بنانا زندگی رایگان کہونا پشیمان ہونا ہی
الانصاف احسن الاوصاف ظلم رسیدہ کی داد دینا بہترین صفت ہی اور ظالم سے مظلوم کا انتقام لینا نیک
خصلت ہی مقیدۂ عنایت پروردگار ہمارے شہریار برگزیدہ اطوار کو حاصل ہی معدلت کی ہمت ہی
ظالم کا نام صفحۂ دہر سے معدوم ہی علم وجود کی خبر شرق سے غرب تک مشہور ہی زمانہ مشکور ہی جب

جبتک یہ طلسم خانۂ بے ثبات آباد رہیگا یہ زمانہ بہی ساکنان جہان کو یاد رہیگا ذکر ہمای بہمن کی بیٹی
اور ہمای کا ذکر کہ ہمانی بہی اوسکو کہتے ہین روضۃ الصفا مین یون دیکہا کہ جسدم اریکہ سلطنت نے اوسکے
قدم کی برکت سے زیب و زینت پائی ایک عالم کی تمنا بر آئی پانچ مہینے کے بعد چاند سا بیٹا مجبور
بصورت خوب برج حمل سے تابان ہوا اور پیشانی سے نور ملک ستانی کا ظہور امور جہانبانی کا درخشان
ہوا پہر سے کا عجب رنگ تہا تاجداری کا ڈہنگ تہا اوسنے وضع حمل خلق سے چہپایا سلطنت
کے انتقال کا خیال آیا بعد تامل و تفکر بقول فردوسی

نہانی پسر زاد و باکس نگفت

همی داشت آن راستی در نهفت	بدانسان همی بود تا هشت ماه	پسر گشت مانندۂ فر شاه
یکی خوب صندوق از چوب خشک	بکردند و بر زو بر و قیر و مشک	درون نرم کرده بدیبای روم
بیاورد بیرونش از مشک و موم	بزیر اندرش بستر خواب کرد	میانش پر از در خوشاب کرد
ببستند بس گوهر شاهوار	ببازوی آن کودک شیرخوار	در اندم که شد کودک از خواب مست
خروشان شده دایه چهره دست	نهادش بصندوق بس نرم نرم	بچینی حریرش بپیچید گرم
سر تنگ تابوت کردند خشک	[illegible] عنبر بقیر و مشک	ببردند صندوق را نیم شب
سبکی بر دگر بر نهادش لب	ز پیش همایش برون تاختند	بآب روان اندر انداختند

تاریخ گزیدہ مین اس داستانکا اسطرح بیان ہی کہ وہ صندوق دہوبی سے کے ہاتہ آیا اوسنے داراب نام
رکہا پرورش کرنے لگا جسدم جوان ہوا وہ سر جو قابل تاج شاہی تہا اسی کام کی طرف نہ جہکا

چہوا پہو کی طرف چونکیا ایسا دم رکا تیر اندازی نیزہ بازی کی جانب میلان تہا شمشیر زنی کا ہردم
دہیان رہا جب سرزمین روم پر لشکر کشی ہوئی اور ہمای نے فوج بے شمار بہیجی یہ بہی لشکر کی سیر کو
آیا امیر لشکر کو اسکا جمال پر جلال جو نظر آیا اوسنے تو قیر کمال اپنے پاس رکہا روم کی لڑائی مین
اسنے وہ ہوم مچائی جرات و مردانگی ایسی ظہور مین آئی کہ فتح پائی جب لشکر پہر آیا امیر فوج نے اس
جوانکا حال ہمای با اقبال سے کہا اوسنے سامنے بلایا پہچانا سلطنت سے ہاتہ اوٹہایا ملک اوسکو سونپا
ہمای کا لقب چہرزاد دیا دیڑہا ہی تیس اور دو برس حکمرانی کی اور شہر جربادقان قریب اصفہان ہمای
کا آباد کیا ہی اور ہزار ستون اصطخر بہی اوسی کی بنا سے تہا جو سکندر رومی نے خراب کیا

دیا نظم لذیذ

شاعر بے نظیر خلاق معانی موجد خوش بیانی فردوسی طوسی اور شمشیر خانی

کنون باز گردم بنه کر همای	پس از مرگ بهمن که بگرفت جای	سپه را همه سر بسر بار داد
وگنج بگشاد و دینار را	برای و بداد از پدر در گذشت	همه گیتی از داد خویش آباد گشت

جسدم بہمن کے بعد تخت سلطنت پر جلوہ گر ہو کر فیروزی در خزانہ کہولا باب فلاکت بند کیا جون پر
بہمن سے جو دو ہنجا و خند کیا حمل کی مدت جب پوری ہوئی لڑکا پیدا ہوا پوشیدہ دائی کے حوالے کیا
کہ اپنے گہر مین لے جاکے پالے نہ یہ کو زبان سے نہ پور مکان سے باہر نکالے اور سب کہا لڑکا ہوا تہا
اوسی دم مر گیا گذر گیا خلق تو راضی ہی سبکو یقین ہوا وہ من نشین ہوا جب سات مہینے کا ہوا ردہر و بلایا
صندوق مین مع زر و جواہر بند کیا فرات مین اوس دریا کو بہا دیا قضا ہی کار کسی دہوبی کی

کی نظر صندوق پر پڑی وہ نکال لایا کہولا تو پرچہ بلور رشک غلمان وحور طفل پری پیکر اور بہت سا
زر وجواہر ہاتہ آیا اتنا کا سرور ہوا غم لاولدی اندیشہ مفلسی دور ہوا اپنی عورت سے کہا تو پروردگار سے
فرزند کی طلبگار تہی خالق نے عطا کیا اور پرورش کا اسباب بہی دیا اوسنے جو دیکہا فرط محبت سے
دودہ اوتر آیا گود مین لیکے خوب پلایا پہر نام اوس دریایاب کا داراب رکہا اور دہوبی نے وہ شہر
چہوڑ دیا کہ افشای راز ہو مال و زر کے باعث در آلام نہو جب داراب چہہ سات برس کا ہوا
لڑکون مین کہیلنے لگا ڈنڈ پیلنے لگا جو لڑکا اوس سے لڑا اگرچہ سن مین زیادہ بہی تہا لیکن اوسکو
پٹک دیا ایسا طاقتدار ہوا اور شست و شو کی طرف میل نکیا ننگ و عار سے سراسر انکار ہوا ایک روز
تنہائی مین دہوبن سے خلوت ہمن نے پوچہا کہ تو سچ بتا مین کون ہون تو کون ہی فکر مجکو بلدل
کرتی ہی طبیعت پیشہ نہین قبول کرتی ہی اوسنے ڈر کے مارے رہتے رہتے سے کم و کاست
قصہ سنایا داراب شاد ہوا کہا کچہ زر و جواہر باقی ہی اوسنے دو یاقوت حوالے کیے داراب نے ایک کو
بیچ کے گہوڑا لیا سامان جنگ درست کیا دوسرا بازو پر باندہا او رفن سپہگری سیکہنے لگا تہوڑے
دنو نمین بڑا مشتاق ہوا جتنے کسب فن حرب و پیکار کے تہے سب مین طاق ہوا قضا را
سلطان روم نے عورتکو حاکم ایران سمکے لشکر کشی کی ہمای نے شواد کو سپہ سالار فوج جرار
کا کرکے روانہ کیا داراب نے اوس سے ملاقات کی اوسنے فر کیانی درخشندہ پیشانی دیکہکے نوکر
رکہا ہمراہ لیا اثنای راہ مین ایکدن ابر سیاہ گہر آیا ہوا تند چلنے لگی عالم مین اندہیرا چہایا

یہان خیمہ تہا نہ قنات تہی بہ حال پرانی ایک گنبد بیلی کی ساتہ تہی چادر مہتاب تانکے اوسکے تلے سونا
اور سرہانہ بچہونا اوس روز زیر طاق شکستہ بناہ لی عالم شباب تہا جوانی کی نیند مشہور ہی وہ اگئی دفعۃً غیب
سے باواز بلند صدا آئی کہ ای طاق خبردار فرمانروای ایران تیرے سایے مین سوتا ہی اہی نگرنا احتیاط کرنا
کہ ای طاق آزادہ ہشیار باش   بران شاہ ایران نگہدار باش   خیمہ شواد کا قریب تہا یہ آواز
اوسکے کان مین پہونچی حیران ہوکر خبر منگوائی کہ یہ صدا کہان سے آئی پہر وہ آواز آئی کہ ای طاق
بہمن کا بیٹا تیرے نیچے سوتا ہی تو نگونسار ہوتا ہی خبردار سنبہل جا پہر تو گہبرا کے شواد نے کچہ معتمد اپنے
بہیجے کہ جلد جاؤ مفصل خبر لاؤ وہون نے آکے دیکہا کہ ایک جوان پرانے طاق کے تلے سوتا ہی اسی
جا سے یہ نعرہ بلند ہوتا ہی شواد نے کہا اوسکو جگا کے ہمارے پاس لاؤ جس دم داراب اوسکے نیچے سے
اوٹہا فوراً وہ طاق بیٹہ گیا شواد نے اسکو پہچانا بہت تکریم کی خلعت زرنگار سپر و شمشیر مرصعکار روبرو
رکہکے اپنے خیمے مین جگہ دی حال پوچہا داراب نے جو ماجرا ہو بہ سنا تہا بیان کیا شواد نے
تلاش کرکے گازر کو بلایا وہ بہی وہی ماجرا زبان پر لایا القصہ شواد نے امیر لشکر کیا
اور رومیون سے مقابلہ ہوا داراب نے جدہر گہوڑا اوٹہایا صف کی صف درہم و برہم کی
رات ہوگئی سب نے مقام کیا آرام کیا دوسرے روز داراب نے شواد سے کہا تم قلب لشکر سے
حرکت نکرنا باہر پاؤن دہرنا دیکہنا مین کیا کرتا ہون کیسی آفت بپا کرتا ہون   فردوسی

بہم بر خوردان دو بارہ سپاہ	شد از گرد خورشید تابان سیاہ	چو داراب پیش آمدہ حملہ کرد

عنان را بپیچ تکاور سپاه	ز پیش صف رومیان کس نماند	ز گردان شمشیر زن کس نماند
بقلب سپاه اندر آمد چو گرگ	پراگنده گردان سپاه بزرگ	آخر کار قیصر روم نے دبکے صلح

کی اسباب گرانبہا نقد و جنس بہت دیا شہزادہ مرتبہ اتم مسرور ہوا صلحنامہ اور پیشکش ہمای کے پاس روانہ کیا اور داراب کا قصہ لکہکے وہ یاقوت کیانی صحت کی نشانی بہیجا ہمای نے دیکہتے ہی آتشکدے کو روشن کیا جشن کی تیاری ہوئی شہزادہ کو لکہا داراب کو لیکے جلد آ پہر کچہ محبت کا جوش جو ہوا تو کمال استقبال کر کے داراب کو لائی جشن کے بعد بساعت نیک تخت پر بٹہایا فردوسی

		چو داراب بر تخت شاهی نشست
همای آمد و تاج شاهی بدست	ببوسید و بر تارک او نهاد	جهان را بدیهیم تو مژده باد

تیس برس سلطنت پر ہمای کا اختیار رہا پہر داراب کامیاب ہوا **قصہ تخت نشینی داراب خلف**

بہمن اردشیر شعیب کا قتل روم کی مہم صلح قیصر عوض خراج بیٹی

داراب نے بفر و تمکین تخت نشین ہوکے شہر کو خوب آباد کیا رنج رسیدون کو مصیبت دیدون کو مسرور و شاد کیا اور اوس گازر کو بلا کے دولت دنیا سے غنی کیا کار قدیم سے انکار کروایا انہین روزون مین لاکہ سوار تازی جانبازی کرنے و آتاری حکومت مین انکے ایران پر چڑہ آئے شعیب سب انکا حاکم تہا داراب سے لڑائی ہوئی تیسرے دن شعیب کی قضا آئی داراب نے فتح پائی پہر روم مین گیا قیصر سے لڑا فردوسی

گریزان بشد فیلقوس و سپاه	یکی را نبد ترک رومی کلاه	زن و کودکانشان ببردند اسیر
بکشتند چندین به شمشیر و تیر	فیلقوس بحسرت و افسوس حصار عموریہ مین شہربند ہوا داراب نے گہیرا	

سنہ تپہیرا خراج گذاری پر فیصلہ ہوا پہر کسی نے عرض کیا کہ قیصر کی دختر ناہید نام غیرت مہ تمام ہی دارا نے
خواستگاری کی فیلقوس کو بڑی خوشی ہوئی شاد ہوا کہ سلطان ایران داماد ہوا عقد کے بعد داراب
ایران مین آیا ناہید کو ساتہ لایا لیکن اوسکے بخت کا ستارا نہ چمکا فرمانروا عجم کا بدرج رہا یہ سبب تہا کہ
بوی خوش اوسکے منہ سے نہ آتی تہی نفرت بڑہتی جاتی تہی آخر کار اطبای نامدار طلب ہوئے فردوسی

کیا ہی کہ سوزندہ کام بود ۔ دل بادشہ سیر شد زان عروس
بروم اندر اسکندرش نام بود ۔ فرستاد بازش بر فیلقوس
حکیمون نے تجویز کی بو کم ہوئی مگر ناہید حاملہ تہی داراب سے نکہا تہا

جب روم مین پہنچی لڑکا پیدا ہوا فیلقوس کا بیٹا کوئی نتہا سکندر نام رکہا اور اپنا فرزند ظاہر کیا

سکندر پسر بود قیصر پدر ۔ جہانرا بیاراست ہمچون عروس
نیاورد کس نام دارا ببر ۔ ولیعہد گشت از پی فیلقوس
سکندر زور و طاقت مین رستم کا یادگار تہا بلای روزگار تہا دن رات

حکیمون کے سوا اور کسی سے بات نکرتا تہا بیہودہ صرف اوقات نکرتا تہا آخر کو ارسطاطالیس شاگرد
رشید افلاطون مشیر اور رہنمون ہوا یہان ناہید کے بعد دارا نے ایک اور مشتری خصال زن صاحب جمال
سے نکاح کیا فرزند نرینہ لال کا نگینہ پیدا ہوا فرط محبت سے داراب نے جشن کا سرانجام کیا لڑکے کو
ہمنام کیا جب بیٹا بارہ برس کا ہوا داراب دنیا سے گذر گیا صغر سن مین تخت نشین فرمانروای
ایران زمین ہوا مثل پدر امور جہانبانی طریقہ حکمرانی مین سرگرم رہا وضیع شریف پر احسان
کیا سب بادشاہون سے خراج مقرری لیا لیکن سکندر نے سرتابی کی دینے کا انکار کیا مذکور

ذکر سکندر ذوالقرنین روایات صحیحہ سے اور شاہنامہ تحریر دہقان فردوسی سخندان

حاکیان حکایات راویان روایت لکھتے ہین کہ فیلقوس نے دم نزع تاج شاہی سکندر کے سر پر رکھا اور
ارسطو کو وزیر کیا اوسنے راہ راست لگایا سکندر نہ بہکنے پایا لیکن سکندر رہی **بیت**

بفرمان او گرد کاری کہ کرد	زبزم و زرزم و ز صلح و نبرد

دارا نے ایلچی سکندر کے پاس بھیجا
بدستور سابق خراج طلب کیا سکندر نے جواب دیا کہ میرا باپ تیرے والد سے راہ و رسم رکھتا تھا باج
خراج دیتا تھا وہ مرگیا قصہ گذر گیا اب میرا زمانہ ہی ہفت اقلیم زیر نگین مجکو لانا ہی خبردار ہو جاوین
آتا ہون لڑنے کو طیار ہو جا ایلچی کو رخصت کیا پھر مع فوج دریا موج روانہ ہوا ادہر سے دارا چلا
دونون لشکر اصطخر فارس مین دوبدو ہوگئے جب ہوئے ایکروز سکندر بلباس نامہ بردار دارا پاس
آیا کہ حقیقت حال کیفیت اقبال معلوم کرے جسدم روبرو آیا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ سکندر نے کہا ہے
مجکو ہفت اقلیم تحت حکومت لانا ہی تمسے لڑنا ہی نہ اپنے ملک سے مجکو راہ دو وا تا وہ جنگ
نہوا اور جو یون ہی مرضی ہی تو بسم اللہ دارا اوسکی گفتگو سے حیرت مین آیا جرات دیکھکے گھبرایا

بدو گفت نام و نژاد تو چیست	کہ با فر و برزت نشان کئی است	گر اندازہ کہتری برتری
من ایدون گمانم کہ سکندری	بدین فر و بالا و گفتار و چہر	نہ پروردہ جز نسل کی را ہمی

سکندر نے کہا مجسے بہتر ہزار اوسکے چاکر ہین اوسکو یہ دماغ کہان جو یہان آنے اس عرصے مین ہان
شراب موجود ہوا دارا نے سکندر کی طرف اشارہ کیا جو جام ساقی نے اوسکو دیا پیکے کہلیا

دارا نے پوچھا یہ کیا ہی سکندر نے جواب دیا کہ ہمارے ملک مین رسم ہی کہ نامہ بر ساغر پھر نہین دیتا
چار جام تو اتر پیے اور پاس رکھلیے چوتھا ساغر مطلا تھا اوسپر بس کیا پھر کھانا آیا اوسکو کھایا اتفاقا

اوس جلسے مین کسی شخص نے پہچانکے دارا کے کان مین کہا فردوسی

سکندر بد است کاندر نهان

چه گفت سکندر با شهریار جهان — ازان جامها خواست بس شادکام — گرفته بدست اندرون چار جام
بیامد به لشکر پرده سرای — دلاور به اسپ اندر آورد پای — فرستاد دارا پس او سوار
دلیران پرخاشجویان هزار — چو دارا ز پس او همی تاختند — شب تیره بدراه نشتافتند

جب اپنے خیمے مین آیا ارسطو نے فرمایا فال مبارک ہوئی چار جام ہاتھ آئے یقین ہی کہ چار دانگ عالم قبضہ
اختیار مین ہوجائین بار دارا نے شکست پائی ایران کی سلطنت سکندر کے ہاتھ آئی اسکے فیض سے
خاص و عام مشکور ہوے دارا حقوق ولو دور ہو چوتھی بار سر روم ایران متفق ہوے فردوسی

سپاه دو کشور کشیده صف — همه خنجر و گرز و نیزه بکف — برآمد ز لشکر از انسان خروش
که چرخ فلک را بدرید گوش — بدر رانه بد بر سپر جای مهر — نبخشید گیتی بر ایشان سپهر
شب اندر آمد بدارا شکست — سکندر بی او میان را ببست — دارا اصطخر فارس مین آیا

وہان سے ہند کا عزم کیا سکندر نے چار طرف راہ مسدود کی دارا کے دو وزیر بد بخت تھے ماہیار دوسرا جانوسپار
بخت برگشتہ جو ہوا دونون نے مشورہ کیا کہ آخر کار یہ گرفتار ہوجائیگا رفیق ہی اسکا ذلیل وخوار
ہوجائیگا مصلحت یہ ہی کہ اسکو قتل کرکے سکندر پاس اگر جائین تو عزت وآبرو پائین شب کو

شب کو راہ مین جانوسیار نے تشنہ آبدار جگر سے پار کیا اور ماہیار نے شمشیر برق کردار کیا دارا گھوڑے سے
خاک پر آیا گوز نگون نے آسمان زمین پر گرایا سکندر دم سحر بالین دارا پر آیا نفس چند سینہ زخمدار مین باقی

تھے زندہ پایا فردوسی	سکندر ز اسپ اندر آمد چو باد	سر مرد خستہ بران برنہاد

دارا نے آنکہ کھولی سکندر کو دیکھا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی پھر کہا کہ میرا کام تمام ہی ایران کی سلطنت
تجکو مبارک ہو سکندر نے کہا بخدا مین یہ نچاہتا تھا کسواسطے کہ مین اور تو ایک باپ سے ہون لیکن
کیا کرون تقدیر کی تدبیر اور قضای آسمانی سے چارہ نہین بشر کو بغیر اطاعت یارا نہین دارا نے
کہا جو ہونا تھا وہ ہوا اگر تیرے کلام سے مین ناکام راضی چلا دو تین وصیت کرتا ہون انکو عمل مین
لانا منہ نہ پھرانا ایک تو میرے ناموس کا پاس کرنا دوسرے روشنک میری بیٹی ہی اسکو حرم خاص کرنا اور تیسرے
رسم آتشکدہ اور جشن سدہ و نوروز کا نہ مٹانا آتشکدہ جمشیدی نہ بجھانا سکندر نے قبول کیا فردوسی

جہاندار دست سکندر گرفت	بزاری خروشیدن اندر گرفت	کف دست او بر دہان برنہاد
بدو گفت یزدان پناہ تو باد	سپردم ترا جای و رفتم بخاک	روانرا سپردم بہ یزدان پاک

سکندر نے گریبان چاک کیا سر و روی آغشتہ بخاک کیا مہد زرین مین نہلا کے لاش کو کہی پیادہ پا
تابوت کے آگے روتا چلا زیر زمین دفن کر کے خیمہ شاہانہ استادہ کیا سر قبر قاتلون کو بر دار کیا

یکے دار بر نام جانوسیار	دگر از بر کینہ ور ماہیار	دو بدخواہ را زندہ بر دار کرد
سر خواجہ کش را نگونسار کرد	چو خون خداوند ریزد کسی	ورا کش نباشد بدنیا بسی

پھر روشنک کی ماں کو نامہ لکھا دارا کی وصیت سے آگاہ کیا اوسنے سنکے حال اپنا تباہ کیا پھر مع زر و جواہر اور حور پری روشان پیکر روشنک کو سکندر کے پاس بھیجا یہان اوس سے عقد ہوا

ببستند آیین بشہر اندرون	پر از خندہ لبہا و دل پر ز خون	چو ماہ اندر آمد بمشکوی شاہ
دل شاہ را برد از اول نگاہ	سکندر بر و جان برو می فشاند	وزان عشوہ و ناز حیران بماند

چندے سکندر مبتلاے محبت روشنک ہو ایران میں رہا پھر سفر ہند کا سامان کیا تحریرا

شکر زبانی حاکیان حکایت نام آوران سرزمین عجم ناقلان آثار راویان

اخبار یعنی محرران تاریخ ملوک عجم نے اسطرح رقم کیا ہے کہ جب داراب خلف بہمن تخت نشین ہوا تو ایک عالم زیر نگین ہوا مگر فیلقوس قیصر روم نے اطاعت کی داراب نے لشکر او جمع جو ہندسی عقل اور محاسب وہم سے گنا نگیا یکجا کیا اور قیصر نے بھی اسباب حرب سامان جنگ برابر فراہم درست کرکے کوچ کیا بعد از تلاقی عسکرین توازی صفین مع تیر سفیر ہوا اور شمشیر زن کا تیغ شمشیر ہوا

مئ چون انبین منقار	طائر روح پاک و زشت سکار	آب آیینہ فام از دریا
گوہر جان ربود و گرد فنا	سرگران شد کسی کہ خورد ازین	بادہ از کاسۂ سر دشمن

اخر الامر نسیم فتح و ظفر عنایت ذوالمنن سے وارث ملک گشتاسپ اور بہمن کی طرف چلی قیصر کو شکست ہوئی ہوا اکھڑ گئی اوس کی فیلقوس سپاہ سے مایوس بقیۃ السیف کو لیکے کسی قلعے میں بند ہو رہا کہ رفعت اور برتری اوسکی چشمک زن بلندی چرخ چنبری و کاخ خضری ہی روپوش ہوا اندوہ و غم آغوش ہوا

کمہ دارا نے اوسکا بھی محاصرہ کیا آخر کار ناچار قضیہ منعکس شادی پر اور صلح طریقہ دامادی پر ٹھہری شہریار
ایران نے ایوان بزم کو میدان رزم سے بدلا فیلقوس نے بیٹی دیکے سلطنت روم کی بحری اور بری
بہی مقرر ہوا کہ ہر سال بہر حال ہزار بیضہ طلائی خالص کہ ایک ایک کا وزن چالیس چالیس مثقال ہو
خزانہ عامرہ میں ارسال ہوا اور حکایت سکندر کے پیدا ہونے کی فردوسی کے قول کے مطابق ہی اسواسطے
تکرار تحریر دلپذیر نہوئی دس بارہ برس دارا سلطنت کرکے دنیا سے روانہ ہوا دارای اصغر کا زمانہ ہوا
دارا جو مشہور ہی لکھا ہی کہ کج خلق طبیعت خشن رکھتا تھا اسپر غفلت شعار نا تجربہ کار لہو لعب میں مشغول ہوا
سلطنت کے کام میں مجہول رہا یہ امتحان کی بات ہی کہ جب والی ملک کی طبیعت زیادہ عیش پسند ہوتی ہی تو اسکی
بن آتی ہی رعیت بگڑ جاتی ہی بدی کی آدرنگ سے بند ہوتی ہی وہ خیر خواہ سر فروش جان نثار مرد میدان
کہاں جو بادشاہ کو راحت و آرام میں رکہیں آپ جانفشانی سے سرانجام کریں جیسا جسکا موقع ہو ویسا ہی
انتظام کریں القصہ دارا سے اعیان و اشراف و رئیس شہر کے کبیدہ خاطر ہوے سکندر کو حال لکھا اسکے
لیکے وہان نامہ دارا حاضر ہوے سکندر نے یہ چہیڑ نکالی خراج بہیجنے کی راہ بند کر ڈالی دارا نے نامہ لکھا ایلچی کو
خراج لینے روانہ کیا سکندر نے جواب دیا کہ بیضے بہیجنے والے کا مرغ روح قفس جسم سے پرواز کرکے
آشیانہ آخرت میں پہونچا یہان اوسکے جنجال ہی دینا کیسا اور لینے کا خیال ہی جب نامہ بر یہ خبر لایا دارا نے بہت
طیش کہایا پہر گوے و چوگان اور تہوڑے سے تل بہیجدیے سکندر کو نادان بنایا اپنا زور و شور دکہایا
جسمہ میں بہادران سکندر کی نظر سے گذرا فوراً کبوتر منگا کے تل کہلوادیے ور خبر خوش تحریر سے جواب لکہوایا

کہ اس مسئلے کا نقشہ بیٹھا دل نیک جاہل ہوا اہل بیکسان کبوتر کھا گئے مطلب ہم پا گئے اور بہو زہر ہلاہل
بھیجا ہی اسکا خلاصہ یہ کہا ہی کہ قریب ہے ہمارے غضب کی تلخی سے تمہاری جان شیرین وہ ذائقہ چکھے کہ تا حشر
فرایاد رہے القصہ اس کلام کا انجام یہ ہوا کہ طرفین سے فوج کشی ہوئی اور جنگ مردان ایران و روم
کی چار دانگ مین دہوم ہوئی اب ہم مقابلہ اور مقاتلہ تک نوبت پہنچی اور نظر زمانہ ناہنجار سے ستارہ اوج دولت
دارا کے طرف پہری پیک اجل فرمان کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کلیکے اردوی سلطان ایران
مین آیا ملک الموت کی گرم بازاری ہوئی دم نقد جان کی خریداری ہوئی پہر چہرہ ان کا دم شمشیر بران
زبان خنجر نوک سنان نے ایک بہاو لگایا بیعانے مین سر و تن کی جدائی دلالی مین زخمون کا ہار ملا چہرہ
جمانے کو دشت کارزار ملا کیفیت فصل بہار نظر آئی خون کا جوش ہوا فلک اخضر چادر شفق اوڑہکر
سرخ پوش ہوا اقتضای کار دارا قریب شام غم انجام دشت نبرد سے آلودہ گرد مین خیمہ گاہ کو پہرا دو مرد
ہمدائی بظاہر رفیق پوشیدہ دشمن جانی کہ وہ حاجب بارگاہ گردون اشتباہ تہے خنجر بیداد جفا سے
دارا کا سینہ چاک کرکے سکندر کے پاس بد حواس پہنچے تو شہریار روم حرکت سے ان دونون شوم کی
مطلع ہوا فورا انکو ذلیل و خوار گرفتار کرکے سر بالین کشتہ خنجر کین شاہ نامدار آیا کوئی دم کا
مہمان پایا وہ سر جو فلک فرسا تہا فرش خاک پر آغشتہ بخون پڑا تہا اوٹہا کے بر سر زانو
رکہا گرد چہرے سے پاک کی آہ دردناک کی دارا نے آنکہ کہولدی سکندر نے قسم غلیظ او
شدید کہائی کہا بخدا مجکو اس امر کی پہلے سے اطلاع نتہی دارا نے یہ جواب دیا نظم

پذیرفتکاری کنون میسکنی | که از ملک خویشم برون میکنی | کر از کوه هر دم بر سد افسری

نه اینست آئین فرماندهی | مرا دست قدرت بر ایام بود | چنینم ز گیتی سرانجام بود

پدر گر دهر کہ ز دنیا گذر | مرا گفت ای نور چشم پدر | ترا مردن من نصیحت بس است

جهان یادگار فراوان کس است

چودہ برس دارای ضعف نے سلطنت کی چند قول اوسکے تحریر کیے

لا تطمع فی کل ما تسمع یعنی یہ امید نرکہ کہ جو سنیگا وہ پائیگا ہاتہ مین آجائیگا اور دوم نوع کہ وقت ادست
بر اہوتا ہی جدا جانے تصور کیا کیا ہوتا ہی اوسنے یہ کہا تہا یا اخی انظر الی ملک الملوک و صاحب اقلیم
السبعۃ جریحا ساقطا علی التراب ینفروا عن الاصحاب و الاحباب قد زال ملکہ و حان ہلکہ فاعتبر یا اکابر
قبل ان تصیر عبرۃ للناظرین ای بہائی نگاہ کر طرف بادشاہ بادشاہون کی جو ہفت اقلیم کا صاحب تہا
تہا زخمی خاک پر تہا پڑا ہی یاری آشنا ہی ملک اوس سے چہٹا بلا کی گہڑی سر کہڑی ہی ہلاکت پس
مین اوڑہی ہی عبرت کر جو دیکہتا ہی اوس سے پہلے کہ تو عبرت گاہ دیکہنے والون کا ہو یعنی اگر تو زور طاقت
یہ ہم پہونچاوے کہ آسمان پر جا سہیل و سہا کو ہم پہلو پاوے اور چرخ بلند سقف ایوان ہو زمین کی وسعت
والان ہو یا قرص ماہ گردہ سپر ہو اور شعاع آفتاب تیغ پر جوہر ہو صرصر شمشیر ہو یعنی تیرے کی بہر گردش
جہکے گی منضبط ہو یا بود اہو گا تیر اجل کا تودا ہو گا بجز حی لا یموت سب کو فنا ہی نکوئی رہیگا نہ رہی

رباعی

ہر ذرہ کہ در ہوا و دریا بون است | آنجا کہ و کیقباد و افریدون است

از حیرت کشی کہ گردش گردون است | این عالم خاک طشت پر از خون است

ہند مین سکندر کا آنا کید کا اسباب دینا خواب دیکہنے اور فور کا لڑائی سے بعد
شکست پا کر مر جانا فردوسی نے لکہا ہی کہ جب سکندر نے عزم ہندوستان کیا مہیا سفر کا
سامان کیا کید نام راجہ تہا عظیم الشان عالی منزلت با ساز ملک بیکران فوج فراوان اوسنے دس رات روز
متواتر خواب عجیب و غریب دیکہے کوئی اوسکی تسکین کر سکا نہ خواب کا مطلب ذہن نشین کر سکا آخر کار بتلاش شمار
ایک مرد تعبیردان نام مہران ہاتہ آیا کید ہندی نے خوابونکو سنایا کہ پہلے مکان عالیشان کا دروازہ بہی
اوسی کے موافق دیکہا اور ایک سمت کو دیوار مین سوراخ نظر آیا ایک ہاتہی قوی ہیکل اوس مین آیا اور سوراخ
کی راہ سے باہر نکل گیا نہ سوراخ بڑہا نہ اوسکا جسم گہٹا نہ چہلا نہ پہٹا دوسرے دن یہ دیکہا کہ ایک گہڑے کا
بار ایک ہی اوسکو چار شخص کہینچتے ہین نہ کہین پہٹتا ہی نہ کہینچنے والا کوئی تہکتا ہی تیسری بار ایک جوان خوش شکل
تخت پر جلوہ گر دیکہا دفعہ چہارم لب دریا ایکمرد پیاسا تہا ناگاہ دریا سے مچہلی نکلی وہ شخص گریزان ہوا اوسکے
پیچہے مچہلی بہی ہو دریا روان ہوا پانچوین دن ایک شہر وسیع نظر آیا باشندے وہانکے اندہے لیکن خرید و فروخت
باہم کرتے ہین کور ہونے کا اندیشہ نہ غم کرتے ہین چہٹی بار اور ملک دیکہا وہانکی خلقت بہت تو بیمار
اور چند تندرست بے آزار لیکن وہ جو صحیح و سالم ہین وہ جان بلب زیست سے بیزار ہین تندرستون کی
عیادت کو وہ بیمار آتے ہین تسکین کرتے ہین سمجہاتے ہین ساتوین شبکو اسپ تیز گام زین لگام دو منہ
رکہتا ہی دونون منہ سے گہاس کہاتا ہی لید کرنے کی راہ نہین فضلہ کہا جاتا ہی آٹہوین رات کو تین گہڑے
دیکہے دو پانی سے بہرے ایک خالی اوسپر بہرے گہڑے گر آتے ہین اونکا پانی کم ہوتا ہی نہ خالی گہڑا پر ہوتا ہی

ہی نوین بار عجب اسرار دیکھا کہ ایک گائی اور بچہ علف زمین ہی سی بچھے کا دودہ گائی پیتی ہی سو کہتی جاتی ہی
مگر چھتی ہی اور بچہ جو دودہ پیلاتا ہی ہر دم موٹا ہوتا جاتا ہی دسوین دن ایک چشمہ آب موجب حیرانی نظر آیا
اندر خشک کنارون پر پانی نظر آیا مہران دہستان سنکے کہنے لگا کچھ ڈر نہین جاہی خطر نہین کچھ دنون مین
سلطان روم تیری سرزمین بوم مین تشریف ارزانی فرماوے گا عزم جنگ چھوڑ کر اطاعت کا دم بھرنا
وہ جو چار چیزین نادر دیکھا تیرے پاس ہین اونکو پیشکش کرنا اوسکے عوض مین تجکو تخت و تاج دیگا
تیرا راج دیگا کید نے کہا یہ تو مین نے سنا الا امیدوار ہون کہ ہر شب کی حقیقت جدا جدا بتا کے
انتشار دور دل کو فرحت سرور ہو مہران نے کہا پہلے جو مکان رفیع الشان تھا وہ خانہ دنیا ہی سوراخ پہرا
جھوٹا ہی ہاتہی جو گذر گیا وہ سکندر ہی اس ملک سے چلا جاوے گا گزند نہ پہونچاوے گا اور چار کہینچنے والے اوس
کپڑے جو دیکھا یہ قصہ طولانی ہی بڑی کہانی ہی پہلے زردشت کا طریقہ رواج پاوے گا پھر ایک منافق آوے گا موسی
علیہ السلام کا نام زبان لاویگا تیسری بار حکیم یونانی اپنی ملت کا بانی ہوگا چوتھے مرتبہ حبیب خدا حق کا
سب کا رنگ فق ہوگا اور تخت پر مرد بیگانہ جو تھا سکندر کے بعد ایک بادشاہ سفلہ مزاج آویگا تیری حکومت
بگڑ جاوے اور وہ ہلکی اور پانی پیاسے کے پیچھے دوڑے گا زمانہ آخر مین پیمبر خدا اسکا راہنما ہوگا حماقت شعار
اوس سے فرار کرینگے وہ شفقت و عنایت کی راہ سے سب کے پیچھے دوڑ کے سمجھاوے گا راہ راست پر لاویگا
وہ جو اندھے چلتے پھرتے لیتے دیتے تھے بہرے ہوین جیسے ہی ہین وہ لوگ ہونگے جنکو نفع و ضرر نسبت سوجھیگا دنیا کی
حرص و ہوا انکو کور کرے گی اور بیچارے چاون کی عبادت جو کرتے تھے ایسا ہی زمانہ ہوگا کہ جہلا سنے کو

دانایان دہر کے پاس جائینگے وہ رنج اوٹھائینگے گہوڑا دومنہ کا جو نظر پڑا اوسی عصر مین حرص و ہوا خلق خدا
کی دونی ہو جاویگی یہ قصد ہوگا کہ جو چیز میسر آئے حلق مین اوتر جائے محتاجونکو نہ بہیجے پیٹ مین بہر لیجیے
دو گہڑے سے بہر ایک خالی جالی کرتا ہی ایک زمانے مین دو حصہ امیر ایک حصہ فقیر ہوینگے مگر دنیا کی ہوس مین
اسیر ہونگے گائے کا اور گوسالے کا حال یہی کہ توانگر محتاجون کا مال تاکینگے خاک پہانکینگے اور
وہ چشمہ خشک کنارہ تر اوسکا یہ ثمری کہ اس سرزمین پر بادشاہ نادان تخت نشین ہوگا دست بستہ
عقلمند اوسکے گرد حاضر رہینگے جفا و جور سہینگے کید ہندی نے بڑا لطف اوٹھایا زر و مال سے
اوسکو نہال کیا با خاطر شگفتہ گہر آیا جسدم سکندر مع لشکر اوس نواح مین پہونچا کید کو بلایا اوسنے یہ جواب دیا

مرا چار چیز است کاندر جہان	کسے را نبود آشکار و نہان	فرستم چو فرمایدم پیش او
کزان تازہ گردد دل ریش او		فرستادہ یہ مژدہ فرحت اثر لایا یعنی کید کی بیٹی ہی چہار کہ وہم نظارہ

خورشید تابان کی آنکہ چہپاتی ہی چمک دمک اوسکی چہرہ پر نور کی حجاب نقاب سے بجلی کی طرح کوند جاتی ہی
دوسرا مرد دانا کہ دنیا مین ہمسر نہین رکہتا تیسرا حکیم کہ فکر رسا اوسکی آسمان سے گذر جاتی ہی پر نہین رکہتا
حکم حرارت آفتاب و دستا بیک نگاہ دور کرے زنجبیل کا رکا فور کرے جو دو ہفتہ مین نفع عام ہو خاک
کا بس کہو دے کیفیت روغن بادام ہوکر شتاہ الاجاہ اوسکے امتحانات کہی پانی مین رطوبت سے جسکے
مزاج نے ہی دوران سر مغز آسمان سے جائے ہزور صحرائی کو تب نے آئے چوتہا قدح زرین آب ہی کہ وہ سب
نایاب ہی اگر آتشکدہ جمشید مین ڈالو اوسکے برف سے زیادہ سرد ہوگا جب نکالوگے تام اشکر اوسکے پیلیے کو

پینے کو بہم ہوگا سب کے سب سیراب ہوجاینگے اوسمین سے ایک قطرہ کم ہوگا سکندر کو سنکے سکتا سا ہوا
ارسطو کے ہوش پران ہوے بادشاہ اور وزیر حیران ہوے سکندر کو انتظار کی تاب نہ آئی چند تقریریں انہ
کیے کہ جلد لاؤ جسدم یہ لوگ کید کی صحبت مین پونہچے اوسنے بعد جہان نوازی اوسی خصال کو
مع اسباب اور مال کے پہلے روانہ کیا پھر اوس مشہیر دانا کو اور طبیب پر تمکین کو باقدح زرین بھیجا سکندر نے
اوس لعبت چین کو اور قدح زرین کو سراپردہ خاص مین اختصاص بخشا طبیب اور مرد ادیب کو بیجانا
روبرو طلب کیا فی الحقیقہ دم تقریر جو کچھ سنا تھا اوس سے زیادہ پایا صحبت کا لطف حظ زندگانی نظر آیا
شب کو اوس آفت جان سے عقد کیا تاب دیکھنے کی نلایا غش آیا پھر اوس جام کو بہر کے حیرت سے
نگاہ کرے

نظم

بسان زرہ بر گل ارغوان	ہم از دست او خورد رطل گران
ز دیدار شد دیدہا ناتوان	بران حسن با نظارہ گیان

پھر کید ہندی بہ حشم و جاہ کے ملاقات کو آیا سلطان روم نے بہت تکریم کی پہلو مین جگہ دی وہ ملک اوہان سب اوسے بحال رکھا
اوسکی مزید آبرو کا خیال رکہا قنوج مین مع فوج آنا فور سے لڑائی پھر نا سکندر نے
مع فوج دریا موج قنوج کی طرف آیا فور ہندی کو نامہ جاہ و جلال بدبدبہ سطوت کمال لکہا فور
نے جواب رقم کیا یہ مضمون حوالہ قلم کیا کہ دارا کو قتل کرکے آپ لیر ہوے ہیبت سے سیر ہو کید ہند
کیدی تہا پلیدی نفس سے دبکے آپ سے ملگیا

نظم

دہم رومیان را بیکدم بباد	ستم خورد از فور دارم نژاد
بگیتی ہمین تخم نفتی مکار	بترس از گزند بد روزگار

اس جہت سے سکندر آشفتہ خاطر ہوا کے باوجود فوج کثیر جم غفیر اسی ہزار نامدار ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکے
چلا ادھر سے فور ساتھ ہزار ہندی بانک پٹّھے کا استاد جرار اور ہزار ہاتھی جنگی مردم در سونڈوں میں
پٹّا بہ سونڈ اکٹھا رہوا سر بغرور آسمان فرسا فیلبان سامنے سے نظر آتا ساتھ لیکر نکلا سکندر کے گھوڑے
ہاتھیوں کو دیکھکے خوف کھانے لگے بڑے تھرانے لگے سکندر نے ارسطو سے ہاتھیوں کا چارہ پوچھا بعد تامل اسنے
کہا ایک سوار اور گھوڑا لوہے کا طیار ہو جوف دونوں کا خالی رہے اوسمیں تیل اور باروت بھر دو پھر گھوڑا اور
سوار عرابے پر رکھا ایک پیادہ مہتاب لیکے ساتھ ہو اور پیادے کے بدن پر روا ملی تا حرارت ضرر نکرے
گرچہ اثر کرے پھر پیادے سے ارسطو نے کہا یہ پلیتہ دم کے پاس لگا دینا باروت کو آگ جو پہنچے وہ
سے اوڑے توپ سے زیادہ آواز ہوئی وحشت وہاں کہ لشکر پر غبار ہوا سکندر نے اس ترکیب کو پسند
کیا چند روز کسی حیلے سے لڑائی موقوف کی لوہار جا بجا سے طلب ہوئے طیاری ہونے لگی جسدم ایک ہزار
گھوڑا اور سوار طیار ہوا سکندر نے مقابلہ کیا ہندی اس بھید سے آگاہ نتھے ہاتھیوں کو ریلکے دفعۃً عراوں پر
اگرے ہاتھیوں نے گھوڑوں کو سونڈ میں لپیٹا ادھر سے لوگوں نے آگ دی بہت سے جلگئے کتنے شور سے بلکر
اپنی فوج پر جھلاکے پھرے جب پاس سے رومی اور ایرانی گرے فور کی شکست ہوئی فوج پست ہوئی
فور نے وفور جرأت سے فوج پراگندہ کو جمع کیا ہاتھی تو نہ تھے پیادہ و سوار پھر لڑنے لگے تا شام قیامت کا
قیام رہا سالہای دراز جس ہنگامے کا نام رہا جسدم رخ روز پر تیرگی چھائی رات کی کیفیت نظر آئی
دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے دوسرے روز سکندر نے فور کے پاس پیام بھیجا کہ تیری شجاعت اور

اور جرات کی وہ ہم سرزمین مصر مین باہم سنتے تہے اور سیر حال ہی تجکو معلوم ہی ہمت نہین چاہتی کہ
ہم تم بسم اللہ کے گنبد مین بیٹہے ہین اور ہزارہا بندہ خدا کا ہمارے واسطے خون ہولانگ
ہی کہ دونون لشکر تماشائی ہوون ہم تم طالع آزمائی کرین باہم لڑین جسکو پروردگار فتح و
نصرت دے وہی مالک مال سے سلطنت کہے فور نے جواب دیا جو ارشاد ہوا امیر اعین مطلب

یہی تہا الغرض **نظم** دو خنجر گرفتند ہر دو بکف	دلیران نظارہ کنان از دو صف

اسکے بعد فور نے تیغ ہندی چمکاکے سکندر پر لگائی والی روم نے خالی دی ہنوز فور سنبھلنے
نپایا تہا کہ بجلی کی طرح تڑپ کر سکندر آیا اور شمشیر صاعقہ کردار سے پہلا وار کیا خود کو کاٹکے
سروگردن کو کاٹا جسم کے ساتہ زرہ وجوشن کو کاٹا گہوڑے کے تنگ تک بکشادہ پیشانی
اوترائی دو ٹکڑے ہوگئے ہندیون کے بخت سوگئے فور کے بعد نامداران فوج اوسکے لڑائی
کے آمادہ ہوے سکندر نے کہا یہ حرکت تمہاری بیجا ہی بغیر رئیس کے کی لڑائی ہی آخر کار وہ دست بستہ
حاضر ہوے قلعے مین لیگئے خزانے اور دفینے سے آگاہ کیا سکندر نے کسی فور کے وارث کو
بادشاہ کیا دو مہینے قنوج مین مقام کیا وہانکا انتظام کیا پہر وہان سے خانہ کعبہ کا بہر انجام کیا سکندر نے
سنا تہا کہ ابراہیم خلیل نے خانہ رب جلیل بنایا ہی اگرچہ وہ سب سے منزہ اور بری ہی لامکان ہی مگر وہ
جگہ پرستش گاہ ساکنان جہان ہی قنوج سے کوچ کرکے شرف اندوز ہوا بعد حصول زیارت
نضر افیش نام نبیرۂ ذبیح اللہ علیہ السلام کہ شریف مکہ تہا اور اوسنے استقبال کیا تہا

اوسکو مالا مال کیا پہر آل اسمعیل نے خزاعہ کے خدع سے فریاد کی طلب امداد کی کہ یمن و حجاز اوس
دغاباز نے بزور و تعدی ہمسے چہین لیا ہمکو وہان سے نکال دیا سکندر نے کچہ جرار و جانباز حجاز کو بہیجے
خزاعہ کی جان گئی ریاست ظلم سے دون کو ملی پہر سکندر جدے سے ہو کے مصر مین ایک برس بسر کیا اندلس
کے ملک مین وہان ایک عورت بے نظیر صاحب سریر تہی قیدافہ نام سکندر نامہ بر بنکے وہان گیا دم تقریر اوسنے پہچانا
کہا ای پسر فیلقوس خوب ہاتہ آیا اب نہ جا سکیگا یا تیرا محال ہی سکندر نے انکار کیا اوسنے مرقع منگوا کے انکی شبیہ سامنے رکہدی

بیاورد و بنہاد پیشش حریر — نوشتہ برو صورت دلپذیر
بدندان سکندر بخارید لب — برو تیرہ شد روز چون تیرہ شب

جسدم سکندر کو اوسنے تردد مین پایا اطاعت کی سر جہکایا اور امان
اپنی اولاد کے واسطے چاہی سکندر وعدہ کرکے رخصت ہوا اوسکے بعد جس شہر مین گذر کرتا
وہان کے حاکم کو پہلے یہ لکہتا

نظم

مرا با شما نیست آہنگ رزم — بدل آشتی دارم و رای بزم
نخواہم کہ جای بود در جہان — کہ دیداران باشند از من نہان

اسی طرح ہفت اقلیم کی سیر کی جو لڑا اوسکو مارا جسنے اطاعت کی وہ اچہا رہا جانا

سکندر کا ظلمات مین بخواہش آبحیات رہبری خضر علیہ السلام کی نایافتہ پہر آنا حسرت اوس تشنہ کام کی

ایکجا کسی نے خبر دی کہ اس پہاڑ کے اوسطرف اندہیرا ہی اوسمین چشمہ آب نایاب ہی جسنے اوسکا پانی پیا موت سے
امان پائی زندگانی جاوید ہاتہ آئی وہانکا عزم کیا خوبی تقدیر کہ خضر علیہ السلام سا راہبر ہوا مگر

کر چشمے پر نہ گذر ہوا وہان سے ناکام جب پہر ایک شہر مین پونہچا خلقت وہانکی جہان نواز مسافر دوست
تہی اونسے پوچہا کوئی چیز عجیب و غریب بہی تمہاری بستی مین ہی اون لوگون نے کہا درخت کا جوڑا ہی
ایک نر ایک مادہ ہی جو کوئی اونسے دن کو سوال کرتا ہی تو نر قیل و قال کرتا ہی و گر رات ہوئی تو مادہ
سرگرم حکایات ہوئی یہان تک کہ آیندہ کی خبر دیتے ہین جو کچہ ہونے والا ہی لوگ اونسے پوچہ لیتے ہین
یہ سنکے سکندر درخت کے پاس گیا دفعۃً آواز درخت نر سے کہا کہ ای سکندر تمام عالم مین پہر کے یہان
تشریف لایا سلطان روم نے بہت استعجاب کر کے اپنی قضا کا زمانہ پوچہا جواب ملا کہ بہر حال چار سال
اور دشت غربت مین وطن سے دور عزیزون سے مہجور رہیگا یہ سنکے بر جناح استعجال وہ با اقبال وطن کی طرف
روانہ ہوا اسکے بعد قصہ سد یعنی بنای سد نظر پڑا الا کلام خدا کے خلاف تہا فقیر کے نزدیک جہوٹ صاف تہا
نہ لکہا کہ وہ ذوالقرنین اکبر تہا یہ وہی سکندر تہا حاصل کلام یہ کہ جب تین برس گذرے وہ لوگ جنسے بسمل کیا
جانفشان اور مدت سے سرگردان تہے سبکو ملک بانٹا لیاقت اور حوصلے کے مطابق اور تقسیم شدہ ملک کا ایمان
سو کر اقرار لیا کہ کوئی آپس مین کسی اور پر ظلم و جور نکرے جنگ و جدال کا طور نکرے بلکہ مدد دیتا رہے اونکو بہی
فرقہ طوائف الملوک مشہور ہی کتب معتبر مین مسطور ہی جب ملک تقسیم کر چکا صحت نے منہ پہیرا مرض الموت
نے گہیرا کوچ کا زمانہ اس جہان سے قریب ہوا در خزانہ کہولا محتاج و غنی کو یکسان کر دیا پہر وصیت کی کہ
اسکندریہ مین مجکو دفن کر دینا ارسطو بہی اس عرصے مین آ پونہچا سب دیکہا کیے وہ چل بسے چالیس دن
ماتم رہا حشر کا عالم رہا خلق خدا نے گریبان چاک کیا رو پیٹ کے پوشیدہ تہ خاک کیا سلطنت

تمامی ہمی دار سرای و گنج	چہ تازی بتاج و چہ تازی بگنج	ہمی گفت صندوق او را بخاک
ندارد جہان از کسی برگ و رنج	صد و سی و شش سال و یکشنبہ راست	نگر تا چہ دارد ز گیتی بہشت

ذکر ساسان دارا کے بیٹے کا ہند جانا کابلین آنا بابک کا خواب بیٹی کی شادی اور انکا ملک لینا

جس شاہنشاہی کی نوبت شاہی پر دولت سکندر آئی اونکو اشکانیان اور طوائف الملوک کہتے ہین دو سو برس اونکی حکومت رہی

چو بیخش نبد شاخشان تندرست	تو گفتی کہ اندر جہان شاہ نیست	نگر دند یاد این از ایشان از آن
بر اسپ و بکند در روی زمین	تواریخون مین بجز نام اور تفصیل تمام نہین لکہی اور فردوسی نے بہی نہین لکہا ہی	
ازیشان بجز نام نشنیدہ ام	نہ در نامہ خسروان دیدہ ام	اور زوال انکا ساسان جو نسل

دارا سے تہا اوسکے باعث ہوا شرح اس حکایت کی یہ ہی کہ جب دارا سکندر کی جنگ سے مارا گیا ساسان نام جو اوسکا بیٹا تہا وہ بہاگ کے ہند مین آیا وہان سے کابل گیا کسی شبان نے بکریان چرانے پر رکہ لیا وہان فلک کے ساتہ دیکہے بابک نام ایک نامدار با وقار تہا اوسنے خواب مین دیکہا کہ ایک جوان ہی شان ہاتہی پر سوار ہی گرد اوسکے سوار و پیادہ کی قطار ہی اور سب کہتے ہین کہ ای خوشخو سلطنت تجکو مبارک ہو بابک نے اوسکا نام پوچہا وہ بولا ساسان آہ و شیر صاحب شمشیر دوسری رات کو پہر وہ فیل کو پیکر اور وہ جوان مد نظر ہوا اور آگ کا شعلہ تا فلک بلند ہی وہ کہ رہا ہی اسکو پوچہ کہ مذہب اور ملت ہمارے باپ دادا کی روشن ہو خلقت اوسکا فرمان بجا لاتی ہی آگ کی پرستش ہوتی جاتی ہی بابک نے اوس جوان ہی کا نام اور مسکن و مقام پوچہا وہ بولا کابل مین فلانے چوپان کا ملازم یہ جوان ہی بادم سحر بابک اوٹہا اور گلہ ریبے کو مع چرانے والے کے بلا یا جسم

جسدم روبرو ہوا بابک نے جوان خواب پایا جسکو ہاتھی پر سوار دوبارہ دیکھا تھا اکیلا بیٹھا کے اوس سے نام اور
وطن کا مقام اور باپ دادا کا حال پوچھا ساسان ہراسان ہوا نہ بتایا بابک نے جب قسمین کہائین کہ
نے خوف و خطر یہ مقدمہ اظہار کرین تجھسے سلوک کرونگا ایذا نہ دونگا اوس وقت آکے کہا ساسان اردشیر
اور میرا باپ مثل خورشید آشکار اتہا نام دارا تہا بابک نے چہرہ ساکو رخصت کیا اوسکو اپنے پاس رکہ لیا کچہ
دنون کے بعد اپنی بیٹی کا عقد ساسان سے کیا وہ بارور ہوئی اوسی سال ثمر لائی فرزند پری پیکر پیدا ہوا
صورت مین مہر درخشان چہرے پر فر و شوکت کیان نام اوسکا اردشیر بابکان مشہور ہوا جب جوان ہوا
علم و ہنر سے بہرہ ور ہوا قابل ریاست نمایان حکومت وہ پر شوکت نکلا **فردوسی**

چنان شد بفرہنگ و دیدار و چہر	تو گفتی ازو بر فروزد سپہر

اون روزون مین ہی کا بادشاہ اردوان
تہا اوسنے خبر پائی کہ دارا کی نسل سے ایک شخص کابل مین ہی آوے بابک کو نامہ لکہا کہ میرے پاس اوسکو بہیجد
تعلیم و تربیت پاویگا آوارگی سے کیا حاصل ہے آگے کا جو ہو بابک کو کچہ بن نہ آیا جواب یہ لکہا اردشیر بابکان کو بہیجا ہا
تو آن کن کہ از رسم شاہان سزد ۔ مبادا کہ بادے بر و بر وزد ۔ اردوان اوس جوان کو دیکہکے بہت
شاد ہوا فرزندونکی روش پرورش کرنے لگا اوسکے چار بیٹے تھی اونکے ہمراہ یہ بہی سیر و شکار کو جاتا باہم
چوگان بازی شکار افگنی تیر اندازی ہوتی ایک روز آپسمین تکرار ہوئی بہت طول ہوا اردوان و جہہ سے
طول ہوا اتنا برہم ہوا کہ اسکا یہ حکم ہوا اردشیر بابکان غمگین حیران رہتا تہا غیر جنسون سے حال کہتا تہا
قضائے کار اردوان کی کنیز باتمیز گلنار نام نازک اندام کہ خزانے کی کنجی اوسکے پاس تہی بڑا اقتدار تہا

جز و کل پر اختیار تہا وہ سپہر عاشق زار تہی ایکدن شبکو ملاقات ہوئی بی تکلفی کی حرکات ہوئی اوسنے کہا
اب یہ مقدمہ چھپانے کا کہل گیا تو ہمارا تمہارا لہو بہنے کا مصلحت یہی فرار ہو کسی اور شہر مین چلو غرضکہ بر در معین
وہ زن مردانہ کچہ جواہر کچہ خزانہ اور دو گہوڑے جو ہوا سے جلد رو ہون لائی آدہی رات تہی جو وہ قفل کی پوری
لے نکلی پہر دن چڑہے ایک چشمے پر پہنچی کس راہ سے دونون کے حال تباہ تہے او ترنے کا قصد کیا کہ دو مرد خدا
غیب سے پیدا ہوئے انسے کہا فوج تمہاری تلاش مین آتی ہی یہان نہ ٹہرو سیدہے پارس کو چلے جاؤ نصیب کو
آزماؤ یہ دونون سنبہلکے با قدم تیز گرم خیز ہوئے اردوان کو چال جو معلوم ہوا فورا تہوڑے پہلوان بہت
زبردست جوان گرفتاری کو روانہ کیے یہ تو وہان سے چل نکلے کچہ دیر نہ لگی کہ وہ سب اوس چشمے پر پہنچے خستہ
خراب وہ اوس سے گہوڑے ہلاک سوار بیتاب تہے انکا حال پوچہا لوگون نے کہا دم بہر دو گہوڑے ایک جو
اور زن سوار آندہی سے تیز گرم خیز تہے بجلی کی طرح چمکے نکل گئے اونکا ہاتہ آنا بہت محال ہی اگر عزم ہو
تو فاسد خیال ہی وہ تو تہک چکے تہے یہ سنکے اوسی جا مقام کیا دن کو تمام کیا صبح کو چلے آئے شکستہ دل
ناکام اردوان کے سامنے گئے اوسنے کاہنون سے انکا حال پوچہا اونہون نے کہا سلطان عظیم الشان
ہوگا تیرا نشان اور نام مٹائیگا پہر اس شہر مین آئیگا یہ کثرت اندوہ سے بیمار ہوا پہر پہلوانون کو
پارس بہیجا کہ پکڑ لائین ادہر بابکان گلنار کو لیکے اسطرح پارس مین وارد ہوا وہان کے حاکم نے اوسی شب کو
خواب مین دیکہا تہا کہ اردشیر بابکان نسل کیان سے یہان آیا ہی حاکم ایران ہوگا سلطان آن کا یہ چونکا
بڑی تلاش سے اور کو بکو جستجو کرکے اردشیر کو اپنے گہر مین لایا روسای شہر اور رعیت کو بلایا خواب

خواب سنایا اونکو کہا یا وہ سب دست بستہ مطیع ہوئے مع گہر بار جانفشانی اور رفیقی دکہلائی قصہ

اردشیر بابکان کا اردوان سے لڑائی اوسکی گرفتاری و قتل پہر حاکم ہونا بزور

ایران کا جسدم اردشیر بابکان بشوکت و شان تخت پر جلوہ گر ہوا ملک ستانی کا عزم نظر ہوا حاکم نے صلاح دی کہ پہلے اردوان کو شکست دیجیے پہر اورون کا بندوبست کیجیے القصہ وہان کا قصد کیا اوسنے تباک نام پہلوان تہا اوسکو سپہ سالار کیا اور بہمن جو اوسکا بیٹا تہا اوسکو ہمراہ کر کے روانہ کیا اردشیر نے پوشیدہ تباک کو نامہ بڑے تپاک سے لکہا کہ ادہر چلا آ وہان سپہسالاری ہی یہان تجھے اسے حکومت پیاری ہوگی وگرنہ میدان دیکہ لینا جو دولت و خواری ہوگی تو وہ اسکی سلطنت کی خبر پیشتر سن چکا تہا جسدم مقابلہ ہوا اپنے عزیز و یار آشنا ساتہ لیکے اردشیر کی فوج مین چلا آیا بہمن بد حواس ہوا باپ سے مدد چاہی خود لڑنے لگا فردوسی

چو شیران جنگی در آویختند	چو جوی روان خون ہمی ریختند

آخر کار بہمن زخمی ہو کے فرار ہوا تمام لشکر اردشیر کا مطیع ہوا اوسنے بقدر لیاقت و فراخور حال سبکو زر و مال مرحمت کیا لشکر جم غفیر لیکے ری گیا آیا اردوان بہی با سپاہ فراوان

چہل روز ہر دو طرف جنگ بود	بدان زیردستان جہان تنگ بود

اردوان کی شکست ہوئی بہاگا نامداران فتح نصیب دوڑے زندہ گرفتار کیا اردشیر کے روبرو لائے

گرفتار شد در میان اردوان	ببردند در پیش شاہ جوان
بخنجر میانش بدو نیم کرد	دل بدسگالان پر از بیم کرد

اس فتح کے بعد اردشیر بابکان شاہنشاہ ایران ہوا تمام ملک قبضہ قدرت مین آیا کسی نے سر اوٹہایا تیئیس برس سلطنت کی اسکی نسل سے جو بادشاہ ہوا اوس جماعت کو ساسانیان لکہا ہے

تفصیل نام کی جو ملوک طوائف ساسانیہ سے ہوے اور تعین سلطنت کے زمانے کا اور دنیا سے جانے کا

اردشیر بابکان کے بعد بیٹا اوسکا پور سیتو تخت نشین ہوا اکتیس برس حکمرانی کی پھر لی سرای فانی کی راہ نو مہینے ایک سال آذر مردا وسکا خلف سریر آرا رہا اسکے بعد بیٹا اوسکا بہرام قائم مقام پدر ہوا تین برس تین مہینے کے بعد دنیا سے سفر ہوا اوسکے بعد بہرام ابن بہرام تخت پر بیٹھا اونیس برس تا سائیس تمام حکمران رہا پھر بہرام بن بہرام چار مہینے کار فرما ہوا اوسکے بعد شاپور ذوالاکتاف نے ستر برس حکومت پر ہاتھ صاف کیا پھر اردشیر نکوکار ستودہ اطوار کا چار مہینے دس برس سلطنت پر دست رس ہوا اسکے بعد شاپور اردشیر پانچ برس بادشاہی کے پھیر میں رہا پھر بہرام بن شاپور حکومت پر پندرہ برس مامور ہوا اوسکے بعد بہرام کا بیٹا یزدجرد بائیس برس مرد میدان نبرد ہوا پھر بہرام گور ساٹھ برس کے بعد لقمہ دہن گور ہوا بعد پندرہ برس تک فیروز شاہ جہان پناہ رہا اسکے پیچھے قباد بادل شاد چالیس سال با عدل و داد تخت نشین ہوکے برباد ہوا پھر نوشیروان عادل سینتالیس برس کامل صاحب تاج و تخت رہا چار دانگ عالم میں عدالت کے بدولت نام ہوا آج تک شاعر مثال دیتے ہیں عادلوں میں پہلے اوسی کا نام لیتے ہیں انصاف و عدل کا اوسپر اختتام ہوا اوسکے بعد چھ مہینے ایک سال پھر حال اردشیر کار فرما ہوا پھر چار مہینے توران دخت نے سلطنت کا کام کیا دوسرے کو تمام کیا الغرض بر دست یا کم رو رہا سو برس یا ایک دن سلطنت کی آخر کار در گور ہوا فردوسی نے یہین تک لکھا ہے بیان سکندر کا مختلف تفصیل سے

تحریر راویان سلف سے ابتدائے نشو و نما انجام تک صبح پیری سے تا شام

سکندر ذوالقرنین کے مقدمے میں قول مختلف ائمہ اخبار و راویان سلف نے لکھے ہیں نظم

سکندر بر آفاق چون دست یافت | پی دانش و نیکنامی شتافت | بر وزش ہمہ معدلت کار بود
شبش تا سحر پیشہ تکرار بود | بہزم ار چہ کوشش نمودی ز رزم | بدانش ہمی فخر کردی و حزم
بفرزانگان سیم دادی و زر | فرومایگان را براندی ز در | ہنرمند را ہمچو جان داشتی
زدستور اشرش برتر افراشتی

اور سکندر کا نام یونانی لغت مین اخشیدروس ہی یعنی فیلسوف اور یہ لفظ مخفف فیلاسوفس ہی یونانی محب کو فیلا اور حکمت کو سوف کہتے ہین یعنی محب حکمت اور وہ لوگ جو صراف زر نقد ہنر کے ہین اور جوہری سلک بہای سیر کے ہین کہرا کہوٹا اونکی زبان سے کہلاتا ہی ٹہرا اونہین کے بیان سے لگ جاتا ہی اونکی ذات سے اخبار کہن کا رواج آج تک ہی زبانون پر جاری ہی تقریر اونکی بیت الضرب سخن کا گہن ہی حاصل یہ کلام کا ہی کہ سکہ اونہین کے نام کا ہی وہ سکندر کو ذوالقرنین اصغر لکہتے ہین اور ذوالقرنین اکبر کو صاحب سد بلا رد و کد لکہا ہی جیسا قرآن مجید فرقان حمید مین آیا ہی پروردگار نے فرمایا ہی القصہ ناقلان آثار سلف اور راسخان اخبار خلف سے معلوم ہوا کہ سکندر ثانی کو ذوالقرنین اور رومی یونانی لکہا ہی بادشاہ تہا عالی قدر گردون جناب شہریار کامران خورشید رکاب اوسکی شجاعت کی داستان صفحۂ روزگار پر مسطور ہی خاص و عام کی زبان پر مذکور ہی اور جود و سخاوت کا اوسکی جہان شکر گزار ہی عالم مین مشتہر تہا ہی نیستان جنگ و جدال مین پنجۂ شیر پر پست ہیر کرتا تہا ز بردستی زیر کرتا تہا اور عرصۂ قتال مین کار شمشیر کرتا تہا ایک کو دو کرنے مین دریک نہ دیر کرتا تہا قہر کی نگاہ عدو کے لیے ناوک کا تیر ہوتی تہی نظر کے پہرتے ہی اجل دامنگیر ہوتی تہی

لشکر منصور او کہ از بوم روم تا ختا	نا رو چو او سوار بمیدان کارزار	دو صد ہزار قرن سپہر پیادہ و

ختن تک اور ہند سے تا سند قلعہ شکن دشمن کار ہا وہی کیا جو زبان سے کہا مالک بساط بسیط ہو کر عالم
پر محیط ہوا حسب و نسب مین بہی اوسکے قول مختلف ہین ایک گروہ نے خلف دارای اکبر لکہا ہی
جیسا تحریر ہو چکا ہی بعضون کا قول ہی کہ بادشاہ سکندریہ بازر تہا فیلقوس نے بیٹی اپنی اوسکو دی
مدت کے بعد سے صدور قصور مخدر قیصر کو باوجود حمل روم کی طرف روانہ کیا راہ مین سکندر پیدا ہوا
ملال کے باعث اوس غم رسیدہ نے جنگل مین زیر درخت رکہدیا وہان بکریان چرتی تہین بحکم خالق
بیچون و بالہام فرمانروای کن فیکون ایک بکری اوس غول سے جدا ہو کے لحظہ لحظہ سکندر کو
دودہ پلانے لگی اوسکی مالک عورت ضعیف بوڑہی نحیف تہی اوسنے دیکہا میری بکری بار بار جنگل
مین جاتی ہی آتی ہی وہ بہی اوسکے پیچہے گئی سکندر تک پونہچی ایک نونہال صاحب حسن و جمال
ثمر نو خیز بوستان دولت و اقبال تہا نظر پڑا الفت جوانی اوٹہا لائی بآئین شایستہ پرورش کرنے لگی
جسدم قابل تربیت ہوا ادیب کو سونپا چند روز مین ذہن رسا کے باعث زیور فضل و کمال سے آراستہ ہوا
اتفاقات زمانہ کسی جرم پر حاکم شہر نے اوس ادیب کو وہانسے نکالدیا وہ مع سکندر جہان اوسکی مان تہی
اوس شہر مین آیا ایکروز رہبر بلند سکندر کی مان کی نظر اسپر پڑی بمجرد نگاہ فراست شاہانہ کی راہ سے اور
جوش مہر مادری سے آگاہ ہوئی کہ یہی لڑکا ہی جسکو صحرا مین چہوڑا تہا اسنے مہر سے منہ موڑا تہا فرط الفت سے
طلب کیا حال دریافت کیا جیسا سچا نکلا فیلقوس کے روبرو لائی حکایت گذشتہ بیٹی کی باپکو سنائی قیصر

قیصر نے دلائل شجاعت و مردانگی شمائل ابہت و فرزانگی سکندر کے رخ انور سے مہر کے مانند درخشان اور ظہر فرحت طلعت زیبا
طالع سلطنت سے تابان دیکھا اور تباشیر سحر فیروزی و بہروزی جبہہ مہر سیما جبین مشتری ضیا سے جلوہ پیرا پائی و نیر اقبال
و دولت کی چمک دمک شمع طور سے زیادہ دور سے نظر آئی بہت خوش ہوا خود بخود محبت کا جوش ہوا لاولادی
کا غم فراموش ہوا رسوم سے جلسہ طرب و سرور کیا فرط الفت سے اپنا بیٹا مشہور کیا تھوڑے دنون کے بعد قائم مقام
اور ولیعہد بصد احترام کیا خلعت و لباس پر اختیار کلی دیا جسدم تاج شاہی نے فرق مبارک سکندر سے
زیب و زینت پائی فیلقوس نے بتاکید فرمان کیا کہ ارباب فوج و حشم مجمع خدم عامہ رعایا کافہ برایا
اطاعت و فرمانبرداری سکندر کی لازم و واجب جانین جو کچھ ارشاد کرے بلا تردد و توقف بجا لائین جب سب کچھ
کہہ چکا اور اوس جوان بخت سعادت نشان کو بسان موم لائق نقش نصیحت پایا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ ای
فرزند ارجمند مراسم حکومت سلطانی مین اور رسوم ایالت و جہانبانی مین پیروی خصال برگزیدہ
آبا و اجداد کرنا اور قواعد معدلت گستری اور رعیت پروری مین بسان شاہان گذشتہ
قدم دہرنا کہ خبر نیک اور انوار فضل مانند شعاع شمس ارض سے تا سما پہونچے اور بنیاد سلطنت
تا ثریا پہونچے اور معاملات شرع مبین مین اور رفعت اعلام ملت و دین مین کد از حد رکھنا اور
مشہور ہی کہ حفاظت ممالک نگہبانی مسالک بے مردان جرار یعنی پیادہ و سوار ناممکن ہی پس لازم ہی
کہ نظر عنایت و الطاف ارباب سلاح کے حال پر بہت ہو تا مقدور اضافہ کرنا کہ زبان انکی تیغ و خنجر
کی بیان کرنے والی آیت فتح و ظفر ہی اور نوک انکی سنان جانستان کی اور پیکان انکے تیر آبدار کی

ہنگام کارزار دم گیر و دار سینہ عدو مین شرر افشان بسان آتش سقر ہی اور حسن صفای قلم
کی واجب سمجھنا کہ نوک خامہ عنبر شمامہ ہر فرد کی دفتر روزنامچہ ضبط و انتظام ہی اور
فہرست جمعیت خاص و عام ہی اور عزت و توقیر علمای صاحب فضل و کمال کی
دلیل قوی ہی ترقی دولت و اقبال کی اور امداد و اعانت صلحا و فقرا جو گوشہ نشینی خلوت گزینی
مین شرائط عبادت کسب ریاضت سے غافل نہین رہتے پر ضرور ہی اس واسطے کہ اثر انفاس
کیمیا خواص اس گروہ حق پژوہ کا وہ ہی جو مس کو زر کرتا ہی سوکھی ٹہنی کو پر برگ و ثمر
کرتا ہی بارگاہ کبریا مین انکو رسوخ ہی صفای قلب سے ماضی و مستقبل کا حال نظر آتا ہی
تیر دعا انکا ہر بار لب معشوق ہو جاتا ہی اور صیقل عدل و انصاف سے آئینہ جمال
رعیت بہر حال غبار جور و بدعت سے شفاف رکھنا تکلیف شاق معاف رکھنا اور رفع
حاجت اور اجرای امور سیاست اور حرج کار ریاست مین تقصیر غنی شریف و دنی
مقیم ہو یا گذری ہو زمرہ رعیت سے ہو یا فرقہ لشکری ہو ترک یا تاجیک ہو دور یا
نزدیک ہو ہندو ہو یا مسلمان نصارا یا گبر ہو مساوات کو کار فرما ہونا نہ کہ ان پر
جبر ہو اور نظم و نسق انتظام امور مالی و ملکی کے واسطے آدمی کاردیدہ تجربہ رسیدہ
عالی خاندان والا دودمان مقرر کرنا اگر کنگال باہر ہوگا کار پردازی سے نہ ماہر
ہوگا پست ہمتی رکاکت اصلی سے روپی کے لالچ مین اپنا رو سیاہ کرے گا ملک کو تباہ

تباہ کرے گا رعایا پر رعب نہو گا دل مین ذلیل جانینگے سرتابی کرنے لگینگے حکم
نمانینگے اور چہوٹی امت سے ربط نہ بڑہانا غیر جنس کو مصاحب نہ بنانا نگہبانی کو
اپنی ذات کی خبرداری کو قلعے اور مکانات کی جستجو یان جستہ یلان آزمودہ کار خنجر گذار
معین کرنا کہ دم کارزار رزم و پیکار حق نمک ادا کرین سر اپنا زیر قدم فدا کرین گرمی
مین زرم ٹہہرتا نہین بُرے وقت مین بد اصل رفاقت کا دم بہرتا نہین اور مقدمہ اخبار کہ
سلف سے سلطنت کا مدار اسی پر چلا آیا ہی بہت معتمد امانت دار دیانت شعار کو دینا
جو کوئی خبر کسی کا حال پوشیدہ اور اخفا نکرے بہاٹ کی طرح ٹہاٹ بد سکے
پرچہ نہ بہیجے اور مملکت کی راہون کو چور ٹہگ قزاق راہزن سے پاک کرنا
اس کام پر مقرر مرد چالاک سفاک کرنا کہ مسافر اور سوداگر ایذا نپائین سونا اوچہالتے
چاندنی راتون مین اپنے گہر جائین مستحق محروم نہو پائے دادخواہ نکا ہجوم نہونے پائے
زیردست کو زبردست سے گزند نپہونچے عرش تک نالۂ دردمند نپہونچے غریب غربا جب داد
بیداد از حد کرتے ہین اسپر بہی جب کوئی نہین سنتا تو تہکے دعا ہی بد کرتے ہین اور فرصت کا وقت
غنیمت جانکے بیکار نکہونا رعیت کی خبرداری سے غافل نہونا کہ وقت از دست رفتہ
و تیر از شست جستہ پہر نہین آتا ہی افسوس رہجاتا ہی **بیت** سدا دور
دوران دکہاتا نہین   گیا وقت پہر ہاتہ آتا نہین   خود غرض اگر دربار مین بار پائیگا

فتنہ خوابیدہ کو جونکانے کا ظلم وجور سے کسی کا مال نلینا مظلوم کا وبال نلینا اور محتاج غریب روزی
کی تلاش مین جو بنات النعش کی طرح پریشان غریب دیار ہوگئے ہون اونکو عقد ثریا کی صورت
جمع کرنا کہ خلق کی کثرت شہر کی رونق باعث آبادی ہی رعیت کا اوجاڑنا نشان بدبختی علامت
بربادی ہی اکتب تواریخ مین بہت کچہ لکہا ہی فقیر نے انہین چند فقرون پر ختم کیا ہی کہ تقریر کا
طول دیکہنے اور سننے والے کو ملول کرتا ہی عقلمند کو نکتہ کافی ہی جسپر خدا کی عنایت ہوتی ہی
یا ہادی کامل کی ہدایت ہوتی ہی وہ مختصر مین طول کا مطلب حصول کرتا ہی اور شمس الدین محمد
بن محمود شہرزوری نے لکہا ہی کہ سکندر فیلقوس کا صلبی بیٹا ہی چنانچہ نزہۃ الارواح جو تالیف
کی اوسمین جہان بیان حکما تواریخ فضلاء یونان لکہا ہی کہ فلوس نے فیلقوس کو مارا اور سبب مرنیکا
فیلقوس کا ایک امیر فلوس نام ارکین سلطنت سے تہا وہ حرم محترم خاص یعنی سکندر کی مان پر فریفتہ
ہوا یہانتک نوبت پہنچی کہ خواب وخور سے گذرا شب وروز خیال محال جمال مین اوسکا

عشق ست کہ شیر زبون آید ازو	رباعی	صد گونہ محن لفت برون آید ازو
کہ دوستی کند کہ جان آساید		کہ دشمنی کہ بوی خون آید ازو

ہرچند فلوس نے بیسیار روپیہ زر وجواہر پیشکش کیا اوس صاحب عصمت نے دولت اور مال کا مطلق خیال نکیا
جب دمدمہ اور افسون اوس نطفہ دگر کون کا نچلا فیلقوس کا مار ڈالنا دل مین مصمم کیا وقت کا منتظر
ہوا ناگاہ فیلاطوس ایک بادشاہ تہا بیٹا اوسکا سخت گمراہ تہا اوسکی گوشمالی کو فیلقوس

فیلقوس نے فوج جرار ایک سرہنگ باوفا کے ہمراہ روانہ کی اور اوسی زمانہ مین سکندر کبھی افوس
پر تسخیر مدینہ کے واسطے بافوج کثیر بھیجا جلنے شیر بیشہ شجاعت یعنی شہزادہ باسعادت کے ساتھ چلے گئے
فلوس نے میدان خالی پایا فرصت کا ہنگام ملا گروہ اشرار جو اوس سے یار تھا یہی اونسے قول و
قرار تھا اونکو لیکے قیصر کے سرپر آیا اور زخم خنجر و شمشیر سے اوس نے قیصر کو مجروح کر کے سطح
خاک پر با جسم چاک گرایا اہل شہر جمع ہوکے سلطان بیجان کو اوٹھا لائے قضارا سکندر
اوسی روز داخل ہوا یہ ہنگامہ دیکھ کے سنکے محل مین محل پونہچا دیکھا تو وہ نابکار اوس عصمت شعار سے
دست و گریبان ہی سکندر ترکیب سوچنے لگا کہ اوس ملعون کو اس انداز سے زار و زبون کیجیے کہ ماں کا خون نہو
وہ دلفگار پکاری کہ اگر تجھکو میرے زخمی ہونے کا خیال ہی تو مجھکو بیست و بال ہی میرا قتل منظور کر
اس حرامزادے کو میرے نزدیک سے دور کر سکندر کو جوش غیرت سے طیش آیا ایک ضرب شمشیر
آبدار سے فلوس منحوس نابکار کے دو ٹکڑے کیے باپ کے سرہانے آیا اوسکو آفتاب لب بام
چراغ سحری دنیا سے سفری کا م تمام پایا فیلقوس نے اعیان سلطنت وزیر امیر تنخواہ دار ان دولت کو
بلایا بیعت سکندر مین سبکا سر جھکایا پھر ارسطو سے سکندر کی تعلیم و تربیت مین تاکید کر کے گفتگو کی سرای
فانی کو چھوڑ کے مقام جاودانی کی راہ لی سکندر نے بعد فراغ تجہیز و تدفین پدر و انقضای
ایام تعزیت باردگر خاص و عام کو طلب کیا تخت سے اوتر کے مجمع مین کھڑا ہوا اور بہ آواز بلند
وہ با اقبال سعادتمند سب سے مخاطب ہوکے دہان گہرفشان زبان معجز بیان سے فرمانے لگا

کہ ایہا الناس تمہیں خوف و ہراس آگاہ ہو کہ بادشاہ تمہارا مثل شاہان گذشتہ اور بحکم کل نفس ذائقۃ الموت
فوت ہوا سلطنت سے منہ موڑ کے دار فانی کو چھوڑ کے راہی عالم بقا ہوا مجھکو تمپر حکومت اور جبر روا
نہیں کبھی مین نے ایسا کام کیا نہیں مجھے اپنا ممد اور معاون ناصح امین جانو جو مین کہتا ہون
اوس بات کو مانو میرے کلام کو دشمن مجکو صادق بالیقین سمجھو اوس شخص کو اپنا حاکم بناؤ جو
پرہیزگار ہو امر و نہی مین پروردگار کا فرمان بردار ہو ضعفا اور مسکینون پر رحم کرے ظلم و جور
حکومت کے ثبات مین کم کرے رعایا برایا لشکری کے حال سے خبردار ہو تم لوگ شر سے امین ہو
خیر کے امیدوار ہو یہ خطبہ طول و طویل ہی راقم نے بخیال اختصار فقرات قلیل پر تمام کیا کتب حکمت
مین آغاز سے تا انجام ہی بیان حرف طوالت کلام ہی حاضران جلسہ نے یہ کلام بلاغت نظام جو کبھی کسی
بادشاہ عالیمقام سے نہ سنا تہا سنکے تعجب کیا پہر اسطرح بیک زبان جواب دیا کہ یہ تقریر دلپذیر یہ معنی
اور نصیحت جان و دل سے قبول کی سعادت دارین حصول کی لیکن تجہ سے سوا ہم کسی اور کو قابل
سلطنت لائق حکومت نہین جانتے یہ کہکے وفور رغبت سے سبکے سب اوٹہے اور اطاعت فرمانبرداری
کی بیعت کر رعایا بیان ہو گدی اور تاج شہریاری قبای کامگاری کو اوسکے بر و سر مزین کامل بخشی
سکندر نے حسب لیاقت ہر شخص کے حال پر عنایت و رعایت کی پہر ملکو مین تاسکے رسول اور نامہ
روانہ کیے خلق کو بوحدت و یکتائی خالق دعوت کی بت پرستی کی ممانعت کی تمام فوج کو جمع کیا سبکا
بقدر استعداد و جوہر اضافہ مقرر کر کے بدعت اور ظلم کا محل کا ایسا انصاف و عدالت کا حکم دیا وہ

وضیع و شریف راضی ہوے غریب نوازی غربا پروری کی چار دانگ عالم مین ہو گئی حکمرانی سکندر
کی اور فیلقوس کے مرنے کی خبر سبکو معلوم ہوئی شہریار عجم کو ہر سال ہزار بیضہ طلا فیلقوس ارسال کرتا تھا
انکے زمانے مین پہونچے تھے نامہ بھیجکے اونسے طلب کیے سکندر نے جواب دیا کہ بھیجنے والا بیضہای
طلائی کا صیاد مرگ کے دام مین پھنسا اوسکی قضا آئی اور اگر شاہان زمین یونان کوس لمن الملک
بجاتے تھے سر غرور پتی سلطان جہان فرمانروای انس و جان جھکاتے تھے سبکو وعدہ و وعید و قہر
گفت و شنید سے رام کیا زیر دام کیا پھر لوای ظفر پیکر آیت فتح و نصرت ہند کو روانہ کیا تمام زمین ہند
حیطۂ تسخیر مین لایا آخر آئی سب پر فتح پائی وہانسے منصور و مظفر مصر مین آیا منارہ عظیم الشان
ہمسر آسمان بحر اعظم کے کنارے پر بنایا ساتوان برس تخت نشینی کا تھا جو اوس بنا سے فراغ پایا وہان
سے خیام ذوی الاحتشام ملک شام کو گئے پھر افسیس مین مقام کچھ دن قیام کیا یہ خبر سنکے دارا نے
اہل طرس کو نامہ لکھا کہ خبر خروج اوس دزد باغی کی مع گروہ طاغی سمع اقدس مین پہنچی لازم ہی
کہ بمجرد ورود فرمان سب اسباب اور حرب کا سامان اونکا چھینکے دریا مین بہا دو اور سردار قوم کو
معلول اور مسلسل بغل و زنجیر اسیر کرکے یہان بھیجو کہ تم لوگ مرد میدان کارزار جلادت و
تہور شعار ہو اور وہ چور لڑکا ہی ردی حقیر اس مین تاخیر نکرنا ورنہ تقصیر بر عذر پذیر نہوگی
اس عرصے مین سکندر نے وہان سے کوچ کرکے نہر اسطر خودوس کو شرف قدم سے زینت بخشی
دارا نے یہ خبر سنکے جوش مین آیا فلسفی کو طلب کیا سکندر کو اس مضمون کا نامہ لکھا نامہ آگاہ ہو

که خالق زمین و آسمان حاکم انس و جان نے سلطنت ہفت اقلیم اور یہ تاج و دیہیم بے دغدغہ شرکت غیر
مجکو عطا کی ہی اور بڑی رفعت و شوکت میرے رفقا کو دی ہی مین نے سنا ہی کہ تو کچہ چور کچہ حرام خور
بڑی پریشانی سے جمع کر کے اونکی جمعیت پر مغرور ہوا ہی سر پا وہین فتور ہوا ہی اوس بہروسے پر
دعوی سلطانی تمنای حکمرانی ہی شور و فساد مملکت مین برپا کیا ہی بسکہ ساکنان روم عقل کے بہرے
سے محروم ہین عجب نہین جو دماغ پرخلل مین آج کل یہ ہوا بہری ہو کلاہ پرنخوت عجب سے کج دہری ہو
لازم ہی کہ جب مکتوب کرامت مشحون کے مضمون سے مطلع ہو فورا اپنے کردار بد سے منفعل اور پشیمان
جدہر سے آیا ہی اوسی طرف روان ہو اور اس حرکت کا ڈر ہماری سطوت اور سیاست کا خوف و خطر نکرنا
اسواسطے کہ جو لوگ ہمارے خطاب اور عتاب کے قابل ہین تو اوس مرے مین ہین ہی یہ تہوڑے تل ناسے
کے شمال تک پہنچے ہین ہمارے لشکر کی کثرت اس سے نظر آویگی اور گوہ جو کان ہی اس سے کہیلنا طبیعت
بہل جاویگی سکندر جو نامے کے مضمون سے مطلع ہوا جلادونکو بلایا نامہ دارون کو تیغ تہہ یا مصلحة
یہ امر تہا قتل کرنا منظور تہا وہ اوسید اوکا قتل ہچانے لگے بیقرار ہو کے چلانے لگے پکارے کے
ای شہریار خجستہ اطوار یہی رسم جاری نکر نامہ بر کا خون حلال نہین مثل مشہور ہی کہ ایلچی کو زوال نہین سکندر
نے کہا تمہارے آقا نے مجکو جو لکہا ہی اوسی گروہ کا عمل مین نے تمسے کیا ہی وہ عرض کرنے لگے کہ دارا نے ابہو
دیکہا نہین فقط حال سنا ہی ہم نے تیری زیارت کی سلطنت کی کیفیت پایہ تہا کا دہنگ الطاف عنایات کا رنگ
دیکہا قدم ہاری جانفشانی کرتا ہم وہان جاکے تیرے حال سے آگاہ کرین گے وہ حلم و کرم جاہ و حشم کی گواہی دین سکندر نے

سکندر نے کہا تمہاری منت وزاری ذلت وخواری کی مانع ہوئی قید سے رہا کیا لیکن شہانہ سے انعام
نے اٹھا دیا پھر وہ بیر سلسل تحریر طلب ہوا نامے کا جواب لکھوایا یہ نامہ ذوالقرنین نے اسکو لکھا ہی جو مدعی
اسکا ہی کہ میں بادشاہون کا بادشاہ ہون جسنے ستون گردون کی بنا ہون پھر دم انا ربکم الاعلی
کا دم بھرتا ہی تخیل میں ہی کہ مجسے آسمان کا لشکر ڈرتا ہی باوجود سے کہ کہاتا پیتا ہی جاگتا سوتا ہی
ایسا بھی خدا ہوتا ہی جب بندہ کو معبودیت کا خیال آیا پروردگار اوسکو تجھ عیبت بندہ سے منزل کرتا ہی
یقین جان لے کہ جاہ وحشمت ملک مال دولت پر زوال آیا اب تجھے عزم جنگ مصمم ہوا تیرے ملک میں
آتا ہون دیکھنا جو خرابی لاتا ہون اور تیشا ہی درسلہ میں فال نیک نظر آئی پروردگار عالم سے امیدوار
ہون کہ تیرا دعوی خلق کے روبرو دروغ ہو مجکو تجھپر فروغ ہو اسواسطے کہ میری نظر فقط عنایت خدا
پر ہی تجکو شیطان نے ورغلایا ہی سراسر تو خطا پر ہی والسلام نامہ تمام ہوا مہر کر کے نامہ برون کو
دیا آپ آذربائیجان کی طرف کوچ کیا دارا کا عامل لڑا لاشون سے صحرا بھر گیا بچے خالی ہوے
کشتے بے وارث والی ہوے وہانسے گیلان میں آیا اوسکو تسخیر کیا حاکم کو اسیر کیا دفعتہ دارا کے
بیمار ہونے کی خبر سنی تاقدوسیا میں پونچا بعد چند روز صاحب عصمت کی فارس کو چلا دارا بھی آتش غضب سے سوختہ
اور ہر دو لشکر جو کثرت میں اختران چرخ حضرت سے زیادہ تھا لیکے آ پونچا سکندر نے قلب میں جگہ لی دارا
زرہ پوش بادہ شجاعت سے مدہوش جو تہے انسے آراستہ کیا دونون لشکر مثل سیلاب گرجتا
اور بادل کی صورت گہر کے طرفین سے حملہ آور ہوئے گھوڑون کے سم کی گرد سے میدان پر تیرہ و تار ہوا

اندہا دہند سعر کہ کارزار ہوا صدای بوق ندای کوس اور دم کرنای عظیم سے کوسون تک ان زلزلۃ الساعۃ شی عظیم کا سامنا ہوا ہر طرف سے فوج لڑنے کو چلی برسے سپہر علی تکاد السموات یتفطرن کی حقیقت دونون پر کہلی دلاوران دم کے کان مین نصر من اللہ وفتح قریب کی صدا آئی نصرت وظفر کی سند پائی آتش حرب جو بہڑکی تیغ وکلوہین لاک لگی خرمن ہستی مین آگ لگی کہین سر کے انبار تہے کہین دہیریان تہین دہڑ کی شمشیر برق کردار یلان خونخوار اور پیکان تیر لسان ابر بیطیر لہو برسانے لگی اور بوندی کی کٹاری الماس پیکر دیدہ جوہر سے یاقوت کی بوندین ٹپکانے لگی

نوک ناوک چو عقل در تک وپوی	از درون دو دیدہ مردم جوی	اوس وقت بیسے کہ شاہ یک اسپہ

خسرو ثابت وسیار محل لاجوردی مین تختی فلک پر سوار نظارہ کرتا بحد استوا پہنچا تہا اوس ساعت تک کہ ماہ انجم سپاہ چادر سیاہ زر کے تار ونکی اوڑہکے سیر دیکہنے کو نکل آیا طرفین سے کسی نے منہ نہ پہرایا شعلہ شمشیر کا ہر بار بہڑکتا تہا مرغ روح دام اجل مین مچہلی کی طرح پہڑکتا تہا نعرہ نار حامیہ کا آتا تہا اور گیر و دار سے پیادہ وسوار کی اواز زلزلت الارض زلزالہا کا شور زمین سے آسمان پر جاتا تہا من چلون کی تلوار کی زبان تفسیر ضربا بالشوق والاعناق سناتی تہی لاشون کی کثرت سے جنگل پٹ گیا تہا جن وضو تو ستے تہے اونکو ہم کوشی ہاتہ نہ آتی تہی خون کے بخار سر بسر

فلک پونہچے اور نم کے آثار گاو تراکے قدم تک پونہچے		چو دریای خون شد ہمہ دشت وراغ
جہان شسل شب تیغہا چون چراغ	ز آوار اسپان وگرد سپاہ	ہوا گشت چون دیو زنگی سیاہ

خاص و عام کو بقدر لیاقت و جانفشانی مرحمت فرمایا کرمان اور گنج مکران شہریہ برزگو دیا اور حال
اصفہان و جرجان و قہستان گودرز کو عنایت ہوا افراسیاب پیران ویسہ کے قتل سے جو
آگاہ ہوا مصروف نالہ و آہ ہوا بہت خاک اوڑائی سمجھا زوال دولت کی نوبت آئی پہر شیدا کو
بصد یاس بہیجا کیخسرو نے اوسکو پیران ویسہ کے پاس بہیجا بعد فتح کیخسرو نے فرمایا کہ خوارزم سے بو
اس سے خوارزم و بستام کا نام ہوا جب شیدا قتل ہوا شہریار ایران بصد شوکت و شان گنگ دژ
کہ دار الملک افراسیاب کا تہا وہان آیا قلعے کو گہیرا افراسیاب کہڑکی کی راہ سے بہاگ گیا قلعہ
فتح ہوا متعلقان حرم و پردہ افراسیاب پردہ حجاب نے ہو پائے زیر دامن عاطفت سلطانی آئے اور افراسیاب
بے خور و خواب بہ حسرت بہاگا پہرتا تہا جہان جاتا تہا آفت مین گہرتا تہا آخر کار نواح آذربایجان
بادل خار خار گرفتار ہوا کیخسرو کے سامنے لائے بعضو نکا قول ہی کہ تیسرے دن حسب فرمان نوذر
ایران قتل ہوا بعضے لکہتے ہین کہ جسد مثال بہ ہونہ زار گرفتار خسرو کے روبرو آیا سلطان
رحیم دل کو اوسکے مآل کار پر عبرت ہی سے باعث ہوا رقت آئی گودرز پاس تہا بد حواس ہوا کہ مبادا کیخسرو
اوسکو جان کی امان دے تو پہر بکہیڑا مچے یہ سوچکے بے اجازت شاہ سر اوس حیلہ باز کا کاٹ ڈالا
جنگ و جدال کا قصہ ٹالا جب اس وغدغے سے فرصت پائی آذربایجان سے بلخ مین رونق افزا ہوا
جشن کا سامان عیش و طرب مہیا ہوا اسکے بعد اکابر و زعما اراکین سپاہ رئیسان زر مخواہ زیر سیر کو جمع
کیا پہر اونسے مخاطب ہو کے فرمایا کہ یہ نکتہ مستند اور براہین سے سبکو ثابت ہی کہ جسنے زاد عدم سے

کچھ عتاب کیا تھا نصیحت کی راہ سے اپنے حقوق یاد دلا کے یہ خطاب کیا تھا کہ میرا قول پیش سکندر رو سیاہ سرخ
کا ہووے گا تمھاری بھی جان کھووے گا وہ بادشاہ ہی فہم عالیجاہ ریاست کے قرینوں سے خوب آگاہ ہی
شاہان نامدار کو باہم دشمن نہوں بلکہ رہوں سلاطین شیر و شکر ہوں لیکن ناممکن ہی کہ بادشاہ کے قاتل کو
جیتا چھوڑیں حمیت سے دور ہیں تمام عمر اوسکا اعتبار نہو قرب حاصل نہو وقار نہو شعر

یار یا را بہ ہیچ برنگرفت	ہر چہ گفتیم ہیچ درنگرفت
آخر کار روزگار اینست	قصہ ست باز آئے وقت

پاکے ضرب شمشیر آبدار سے اوس شاہ آسمان وقار کو پشت زین سے بڑی زمین گرایا زمین کانپی
آسمان تھرایا نفسے چند سینہ پر ہوس میں باقی تھے کہ سکندر آیا گھوڑے سے کود کے وہ سر جو
کل صاحب افسر کر و فر سے تھا جسکا جہان میں ہمسر تھا آج خوار پر غبار خاک پر تھا اوسکو اوٹھا کے
بر سر زانو رکھا اپنا سر ورد آغشتہ سے پاک کیا اوسکو گرد و غبار سے پاک کیا اور کہا ای شاہنشاہ
گیتی پناہ رنج و ملال کو اس دم دور کر خوشی خیال سے فخر کر کہ فرمانروایان ستودہ آثار شاہان
نامدار ہنگام نزول حوادث و بلا جابر ہوتے ہیں خاص و عام سے زیادہ صابر ہوتے ہیں اور یہ ارشاد
کر کہ مجھے یاد فرما کے کس نابکار نے یہ حرکت کی تا اوس سے اسطرح انتقام لوں کہ جا بجا عبرت
خاص و عام ہو دارا نے چشم نیم وا سے سکندر کو دیکھا ہاتھ اوسکا اپنے سینے پر رکھا اشک کے
قطرے چند مثل موتی کے سکندر کے زانو پر ڈھل پڑے پھر کہا ای فرخ بخت نشین اسباب شاہی ساز و
سامان کشورستانی و جہان پناہی کے مہیا ہو جانے سے مغرور نہونا وہ عیب نخوت سے مخمور نہونا چشم

بچشم عبرت غور کرکے ایک سلطنت کا گردوں ناہنجار سے شکست بادشاہ سے کیا کیا ایک ہی گردش میں تخت بخت
تخت بابرکت نصیب سے تابوت ہوا کوس رحیل کس تعجیل سے بجا موت کا زمانہ قریب ہوا غدر روزگار سے دور فلک
[illegible] سے غافل ہوا عمر عزیز کو زندگانی سے یا چہنم کو لہو و لعب میں بیکار رکھو یا حوادث جہان ناپائدار
آسمان کسی صاحب جلال کو یا دولت اور مال کو ایک حال پر نہیں رکھتا اگر نیرنگی دنیای دون اور
رنگ چرخ چنبری کو ناگون دیکھنے کی ہوس ہی تو عبرت کے واسطے میرا حال اور ملال بس ہی
مروت اور شرط محبت سے امید ہی کہ میری ماں آفت رسیدہ داغ پسر دیدہ ہزاروں رنج والم میں مبتلا
ہی اوسکو مادر مہربان اپنا حافظ اور نگہبان سمجھنا میری ناموس کا پاس اور خیال ہر حال پر کرنا اور روشنک
جو میری لخت جگر و نور بصر سے بیدہی اوسکو پردہ نشینان سراپردہ خاص میں اختصاص دینا نظر عنایت سے ہمیشہ دیکھنا
کہ یتیم نازک مزاج اوبھی اوسکا چہرہ اترا ہوا ملال اوسکے سینے میں نہیں جو تا پہوڑا ہوا ہی اگر تخت کلمہ کسی نے کہا گویا شیشہ
لگی پہوٹ بہا سکندر نے کہا جو کچہ ارشاد ہوا نیاز مند سب بجا لائیگا سر مو فرق نا سر پہرائیگا اسکے بعد دارا مست

دم چند بشمرد و ناچیز شد | شکند جہان گفت کو نیز شد | ذوالقرنین نے بچین ہو دارا کا جسم

مشک و عنبر سے دہو دہاکے اسکو گرانبہا کا کفن دیا اور تابوت مرصع کا عمدہ جواہر لگاکے طیار ہوا لاش کو
اوسمین رکہا پہر حکم کیا دس ہزار مرد نبرد آزما تلوار زن کہینچکے پیش و پس آس پاس چلین اور آپ سرداران
فارس رئیسان نامدار عالم فضلای روزگار کو ساتھ لیکے پیادہ پا خزین و غمگین جنازے کے ہمراہ ہوا اسطرح
شاہان نامدار دفن ہوتے ہیں نہ کہ عزیز کو روتے ہیں اور اس انداز سے بصد گریہ و بکا دخمہ میں لیجاکے خاک کو چہپا

اور اوسکے وزراکو بر دو دار مین کہڑی کر کے دونون بدکردارونکو ذلیل و خوار سر بازار بہرا کے سرنگون بر دار کیا
انصاف کا کار کیا پہر روشنک کو سلک ازدواج مین منسلک کر کے بہت ممتاز کیا اور دارا کے بہائی کو مملکت
فارس حوالے کی یعنی ملوک طوائف فرمانبردار ہو کے سلطنت ایران کے مختار ہوے اور کتب طب و نجوم و فلسفہ
زبان فارسی سے لغت یونانی مین لکہوا کے ملت منحوس مجوس کی کتابین جلا دین اسکندر کے تسخیر دنیا اوسکے مد نظر عالم
تمام عالم کے طلب فرما ذو شرف کے لا تاخیر سبکو تسخیر کیا اسی اثنا مین سکندر کی ماں نے نامہ لکہا کہ رو دنیا کی طرف سے
سکندر کو جسنے بقدرت باری تمام دشمنون پر فتح و نصرت پائی مملکت اور دولت اوسی کی مددگاری سے ہاتہ آئی معلوم ہو کہ
ای فرزند ارجمند عجب و تکبر سے پرہیز کرنا ورنہ حیف تجکو آسمان سے زمین پر گرا دیگی یہ تیری ہیچ اندیشی
برباد جائیگی اور بخل و طمع سے دریا حسد کرتا ہے حذر کرنا نہین تو یہ حرکت جہلکا جال کہ اوسمین پہنسا کی نام و نشان مٹا دیگی
اور جتنا مال و اسباب تو نے پایا ہی جو کچھ تیرے ہاتہ آیا ہی ایک سوار تیز رفتار کے ہاتہ میرے پاس جلد بہیجدے سکندر نامہ
پڑہکے حیران ہوا حکیمونکو جمع کر کے مشورہ پوچہا سوال آخر کا جواب کسی کے سمجہ مین نہ آیا سبنے غوطہ کہایا لیکن
در طلب عرصہ اہمی فکر رسا جو دقت فہم و ذکا سے سکندر نے بہم پہونچایا کاتب جلد دست کو طلب کر کے جمع خرج کا بند
قلم بند کیا پہر فرمایا کہ یہی حساب کشش کار آزمودہ ہمارا ندی ہامون ہو مد جبا لکر و پر سوار ہوکے جلد دیار یونان مین مادر غمخوار کے
پاس پہونچا دے جتنے فضلا اور حکما تہے سکندر کے ذہن رسا و عقل فہم پر تحسین و آفرین کرنے لگے قریب جیحون
شہر وسیع بقلمون بنا کیا چارطرف سے سب کام کے لوگ بلا کے اونکو شاد کیا ملک خراب آباد کیا اوس شہر کا
نام مرجالوس تہا اب مرو مشہور ہی ہند سے دور ہی اور ہرات و سمرقند بہی سکندر کی بنا سے ہین وہان

وہانسے فرصت پاکے شہر بیساکے ہندمین آیا فور ہندی کو مارا جیسا کہ فردوسی کی داستان نامے تحریر ہوچکا ہی
بعد فتح جنگ فور برہمہ پاس گیا اونکے علم و فضل کا شہرہ سنا تہا کہ متوکل بخدا ہین دنیا کے جنجال سے رہا ہین
جس دم سکندر کی آمد اوس قوم کو معلوم ہوئی عرضداشت لکہی کہ اگر آن شاہ یہانکے آنے سے خزانہ و مال ہی تو
محال ہی ہم فقیر محتاج دنیا کے بکہیڑون سے فارغ رنج ہین پاسبان کی تلاش چہوڑ کر رہی قفل کی حاجت نہین
کی خواہش گہر وہی جسمین سقف ہی نہ دالان ہی کوٹہری کا سی دیوار ہی نہ در ہی ننگ ملک خزانے کے مالک
نہ سانپ کی طرح برسر گنج ہین بال پہنتے ہین گہاس کہاتے ہین جسکو اوڑہتے ہین اوسی کو بچہاتے ہین جو آتا ہی
پاتے ہین اگر مباحثہ علمی حکمت کی تحقیقات درکار ہی تو بیا نہو اور شان و شکوہ بیکار ہی سکندر نے یہ نامہ پڑہا
فوج و لشکر سامان سب وہین چہوڑا دو چار حکیم ندیم ساتہ لیکے آگے بڑہا جب اونکے پاس پہنچا عجب حال
دیکہا قوم مسکین مسکن پہاڑ کے غار تہے واقعی حاجب اور پاسبان بیکار تہے ملاقات کے بعد بہت سے مباحثے
اور مناظرے ہمدگر سے علم کے فنون مین مسئلہ حکمی کے آئین دریافت کیے ذوالقرنین نے اونکی صحبت سے
بڑا لطف اوٹہایا علم و حکمت مین کسب و ریاضت مین اکمل پایا اونکے فضل و کمال کا اقرار کیا فرمایا جو انکی
خواہش ہو وہ دوا اونہون نے التماس کیا بے موت زندگانی بقای جاودانی چاہیے سکندر نے کہا
یہ امر مقدور بشر سے باہر ہی جو شخص اپنے نفس نفیس پر ایکدم کی کمی و بیشی گہٹا بڑہا نہ سکے وہ عمر ابدی
بقای سرمدی دوسرے کو کسطرح دے سکے برہمن بولے جب بادشاہ کو یقین کامل ہی کہ زیست کے ساتہ مرگ
شامل ہی اور ہر کمال کو زوال مملکت اور دولت کو تغیر انتقال ہی پہر کس واسطے قتل بندہ ہای خدا اور

شہرونکا ویران وخراب کرنا جمع کرنا گنجہای گنج اور مال کی جبر کنا مآل کی اون چیزونکی تلاش کرکے
شفقت سے جوڑا بحسرت جسے سررشتہ توڑا ہوا ایکدن ناکام چھوڑنا ہو ذوالقرنین نے جواب دیا کہ مین
پروردگار کی طرف سے انہین کامون پر مامور ہون ناس سے مقدور ہون نہین تو اس تہلکے مین ہاتھ ڈالتا
دروازے سے قدم باہر نکالتا یہ خوب جانتا ہون جسطرح آیا ہون اوسی طرح یہان سے جاتا ہی معاملات
جہان بے ثبات سیر خرابات نظارہ طلسم خانہ ہی اس گفتگو کے بعد رخصت ہوا لشکر مین آیا بعضی تواریخ
مین لکھا ہی کہ جب فور کی شکست ہوئی سکندر نے فتح پائی کان مین یہ صدا آئی کہ ملک ہندمین کید نام
حاکم ذی احتشام ہی مملکت اوسکی آباد ہی فوج بہت رعیت کی کثرت ہر ایک خرم و شادی جسنے اندر
انصاف صاحب عدل و حکمت ہی عجب غریب اوسکی سلطنت ہی تین سی برس کے منزل زندگانی کے
قطع ہوے ابتک طاقت جوانی کی ہوش حواس ہمو کی پاس بدستور ہی ہندمین مثل لاثانی ہی ہمت
مردانہ طبیعت جرأتانہ شمشیر ندیم ہر ایک عاقل ودانا ہی سکندر نے نامہ لکھا کر اسکو دیکھتے ہی جس حال مین
ہو فوراً بر جناح استعجال سے فیل وقال سوار ہوکے بارگاہ آسمان جاہ مین حاضر ہو نہین تو شعلہ
قہر سلطانی سے رہ دیکھیگا جو فور ہندی کو نظر آیا قاصد صبا دم تیز قدم ہمسر بار کشور
کے پاس پہنچا نامے کی تعظیم و تکریم کی نامہ دار کی عزت و توقیر کی رسم مہمان نوازی بجالایا
جواب بعنوان شایستہ لکھوایا کہ بمجرد ورود فرمان واجب الاذعان چاہا تھا کہ سرکے قدم بنا کے
در دولت ابد مدت پر آکے شرف ملازمت حاصل کرون لیکن ایسی شاہنشاہ ضعیف پیری سد راہ ہی خدا

خدا شاہد ہی سن کا طول گواہ ہی ضعف و نقاہت کا سلسلہ پاؤن مین بدتر از زنجیر ہی زندان ہستی مین بڑہاپی کے
سبب تقصیر اسیر ہی لیکن اس طول مدت مین چار چیزین اربع عناصر کی صورت بہم پہونچی ہین چار دانگ عالم
مین وہ کسی کے پاس ہونگی حواس خمسہ بشر کے اونکے دیکھنے سے بجا نہین رہتے ہین ساکنان شش جہت نا آب
کہتے ہین ہفت اقلیم کے بادشاہ خزانہ خیال مین ایسی دولت لازوال پایل نہ کرتے ہونگے ایک تو عورت ایسی
صاحب جمال ہی کہ حور جنان مین اور پری پرستان مین اوسکے چہرہ درخشان کی ضیا سے روپوش ہین نادم ہی حجاب ہی
اور لطافت گفتار نزاکت رفتار سے کبک بہار دونین سر نگراتے ہین عندلیب ہزار دستان نہد ہو جاتی ہین سرو
لب اسکا جو پا در گل ہی شیرین بیانی کی بات پوچھیے قند کے دانت کہٹے ہوتے ہین عجیب و غریب صورت و سیرت ہی
خلاصہ یہ ہی کہ اللہ کی قدرت ہی دوسرا فیلسوف ہی تیسرا طبیب ہی چوتہا پیالہ ہی ایک سے ایک چیز بہتر ہی
اعلی ہی اگر وہ ظرف پر آب ہو تو ایک قطرہ اوسکا کم نہو اور عالم سیراب ہو امیدوار ہون کہ یہ پیشکش بلا زبان والا
کو قبول ہو اور میری غیر حاضری سے سلطان عالیشان کی طبیعت ملول ہو سکندر کو یہ چار سنکے نہایت
اشتیاق ہوا فوراً طلب کیا اور بہر امتحان آیا پہلے فیلسوف کے پاس ایک پیالا تیل سے بہر کے بہیجا او
ہزار سوزن اوس قدح پر روغن مین ڈالکے واپس کیا سکندر نے سوزن کو گلاکے گرہ بناکے پہر بہیجا یا مرد
باطن بین نے اوسکا آئینہ درست کرکے دکہایا ذوالقرنین نے طشت پانی سے بہرا آئینہ جو اوس مین چہوڑا
وہ بیٹہ گیا پہر اوسکو دکہایا مرد صناع نے اوسی کی پیالی بنائی وہ پانی پر تیر آئی پہر سکندر نے اوس مین
خاک بہر کے اوسکے پاس بہیجدی حکیم نے دیکہکے اپنا گریبان چاک کیا بہت رویا بدستور سوگ کی

دوسرے دن سکندر نے حکما اور فضلا ارکان دولت اور اعیان مملکت کو جمع کیا پھر اوس حکیم ہندی کو یاد
فرمایا جس دم وہ روبرو آیا طویل القامة لحیم شحیم پایا سکندر علم قیافہ شناسی سے سمجھا کہ اس ترکیب بدن میں
حکمت کا اور عقل کا جمع ہونا محال ہی فیلسوف سمجھ گیا کلمے کی اونگلی چہرے کے گرد پھرا کے ناک پر
رکھی سکندر نے پہلے اس حرکت کا سوال کیا اوسنے عرض کی وہ تخیلہ جو بادشاہ کے دل میں آیا تھا اوسکا
یہ جواب ہی جسطرح ناک بشر کے چہرے کی زینت ہی اور یکتا ہی اوسی طرح مجھسے سرزمین ہند کی وقعت ہی
دوسرا پیدا ہی پھر سکندر نے فرمایا پر روغن پیالے میں سوئی کا چھوڑنا کیا تھا اوسنے عرض کیا مطلب شاہ اور اسی سے
یہ تھا کہ میں علم و حکمت سے مملو ہوں اب گنجایش نہیں خادم نے جواب دیا ہزار نکتے کی جگہ باقی ہی اگر تشنگی
ہی پھر کرہ جو بنایا میرے ذہن میں آیا کہ قلب اور دل شاہ پر تکلیفین سکین ہی قابل ورود مسائل حکمی نہیں ہیں میں نے
آئینہ بنایا کہ ترکیب کو بہت دخل ہی جب لوہے کو صفا اور جلا حاصل ہو کر دل ہوا اور آئینے کے پانی میں
بیٹھنے سے معلوم ہوا کہ زیست کا زمانہ کم ہی مدت قلیل میں علم کثیر تحصیل نہیں ہو سکتا میرا حاصل تھا جسطرح
تہ کی بیٹھی چیز ترقی ہی پانی پر پھرتی ہی اوسی انداز سے کم فرصتی میں بجد و کد اکتساب فضل و کمال بہر حال
ہو سکتا ہی پھر جب وہ گولا خاک ہوا اوسکا جواب بجز پیچ و تاب اور نہیں ہے کہ اوسمین خلاصہ سلطان زمان تھا
کہ فنا ممکنات کی واجبات سے ہی اور بقا مخلوق کی ممتنعات سے ہی یہ سب قصہ پاک ہوگا ہر شخص زیر خاک ہوگا
سکندر نے فرمایا یہ سب سچ ہی جو تو نے کہا میں نے اپنا مطلب بھر پایا تیری صحبت فائدے سے خالی نہیں بڑا لطف اوٹھایا
پھر خلعتہای گرانمایہ حکیم کو اور ندیم کو سرفراز کیا ممتاز کیا امتحان میں کامل پایا کہ ہندی سرت کو نظر آیا اور سعودی

نے لکہا ہی کہ مملکت ہند تک وہ ندیم ساتہ رہا پہر رخصت ہوا حکیم ہمراہ رہا وہ تو وہ معالجے اوسنے کیے کہ زبان
و دست تقریر و تحریر سے عاجز ہی اور تاریخ حکما مین یہ نظر سے گذرا کہ بعد فتح ہندوستان و اقصاے چین مین
آیا سلطان چین نے جبین آستانہ اطاعت پر رکہی سر جہکایا برسم تحفہ ہزار من طلای احمر ہزار قطعہ سفید
حریر کے پانچ ہزار جامہ دیبائے بے نظیر کے سو قبضہ شمشیر مرصع جواہر بے مثل سے کہ دیکہنے والون کی
آنکہ مین چکا چوند آتی تہی بجلی سی کوند جاتی تہی اور سو گہوڑے عجیب سبک رو نسیم و صرصر سے تیز رو چینی
زین زرین مغرق بجواہر ثمین سو تودہ عنبر یہ از مشک اذفر دو سو رطل عود سے دو دو سو ہزار مثقال
مشک اور چینی کے ظرف با نقشہای عجیب و صورتہاے غریب جسپر سے نظر نہ اوٹہے پاے خیال لطافت سے
مین پہسل پڑے اور سمور قاقم بہت سا سکندر کے حضور مین گذرانا ملک اوسپر بحال رہا بدستور زر و
مال باج و خراج مین مشرق تا حدود چین زیر نگین ہوا خراج حسب لیاقت سب سے مقرر کیا
اور تاریخ معجم مین یہ زیب رقم ہی کہ جب مملکت فارس پر سکندر قابض ہوا گروہ سلاطین اور شاہ
مجرم اور بے گناہ سب کو قید کر کے ارسطو کو نامہ لکہا کہ فتح الباب جہان اور ضبط زمین فارس و ایران
عموما اور حصول حصار و زور شمشیر اور حسن تدبیر سے اپنی بلا شرکت غیر مع الخیر ہوا فقط تایید پروردگار رفیق
فلک و دار یاری تہی اہل صلاح و تقوی کو صراط مستقیم جادہ قویم پر ترغیب دی اور ارباب جہل و شر کی
مصائب پر تحریص کر کے تخریب کی اور قانون رعیت نوازی مین کسیون کی چارہ سازی مین عقل کا
اقتدا کیا غیر سے مشورہ لیا ہمت و غیرت نے اجازت نہ دی کہ وہ کام جسمین بدنامی ہون کرنے لگون

لیکن یہ شاہزادہ نے جو قید مین ہین انکے معاملے مین عقل حیران ہی اور اس جمعیت کے مقدمے مین طبیعت
پریشان ہی کہ اگر انکو رہا کرون قید و بند سے آزاد ہون بے تکلف بناء سلطنت مین رخنے پڑین
سو طرح کے شر برپا ہون فساد ہون تلافی و تدارک مین طول عمل ہو سررشتہ برا خلل ہو جو قتل کرون و
تو دنیا مین جو نخواہ عقبی مین روبروی حاکم روز شمار شرمسار گناہگار ہون شمار ہون معلم اول نے آخر
یہ جواب لکہا کہ بے ثبوت جرم و گناہ اتنے بندہ اللہ کا خون بہت زبون ہی اگر یہ عمل تجھسے سرزد
ہوگا پروردگار ناراض ازحد ہوگا تیری خاندان کا بہی استیصال ہوگا خدا جانے کیا حال ہوگا
مصلحت یہ ہی ہر شخص کو بعد ولایت رکہکے شہرونکی حکومت دے کہ وہ اپنے شغل مین
مشغول رہین ایک کو دوسرے کی خبر نہو ہنگامہ و فساد مٹے شور و شر نہو سکندر نے حسب نصیحت
حکیم ایک ایک کو جہان تہان ایران کے شہرون کو اونپر بانٹا مورخان سلف اونکو ملوک طوائف
لکہتے ہین اور تاریخ حکماء کے ترجمے مین ہی کہ سکندر کا گذر اطراف بلاد مین ایک قصبے
پر ہوا کہ رفعت و بلندی ہر ایک مکان کی صورت سقف و دالان کی یکسان تہی در و دیوار
نقش و نگار ایک دوسرے کا نظر آیا اور سبکے دروازے پر قبر کا نشان پایا وہان کوئی حاکم
شہر مین کوتوال نہ قاضی تہا ہر شخص خوش بشاش راضی تہا سکندر نے اونسے مکانون کا ایک طرح پر بنا
فرمائرا کا ہونا قبرونکا دروازونپر نشان مفصل پوچہا وہ بولے مکان کا پست و بلند ہونا ترفع
اور تفوق کی دلیل ہی اس صفت سے ہم بری ہین ہمارے خیال مین یہ بات حوار و دلیل ہی اور قبر

اور قبر دروازہ پر اسواسطے ہی کہ اوسپر دروازے سے قدم بڑہا گور مین گیا ہر ساعت مرگ مد نظر رہے
بازپرس کا خوف و خطر رہے دو دن کی زندگانی سرای فانی مین نیکی بسر ہو عجب و نخوت سے دور ہین جگہ یہ
ایکدن بحسرت چہٹ جائیگی یہانکے اسباب سے مغرور نہو کہ یہ حرکت مورد آفات عظیم ہی نفس امارۂ لئیم ہی پروردگار
کی رحمت سے دور ہو جب اوقات ہماری سراسر عدل و انصاف ہی حاکم کی حاجت نہین قاضی کی تکلیف ہمکو
معاف ہی سکندر نے کہا اگر تمہارے رہنے کو جگہ پر فضا راحت افزا کہین ملے تو یہانسے وہان چلوگے یا نہین
وہ بولے اگر ایسی جا ہو جہان غیر ممکن گذر قضا ہو اور ضرب تیغ ابو یحیی کی سپر ہو موت سے مفر ہو سکندر
کہنے لگا اگر یہ مقدور بشر ہوتا تو حاجت روا مجھسے کون زیادہ تر ہوتا وہ بولے اگر بادشاہ ہی اسکام مین
ہماری طرح عاجز ہی تو ہمکو ہمارے حال پر چہوڑ دے کہ حب خار وطن بہ از نظارہ صد گلشن ہی کہا ہی کہ
اثنای جہان گردی مین ذو القرنین ایک شہر مین وارد ہوا کہ سات بادشاہ بطنا بعد بطن و نسلا بعد نسل
وہان سلطنت کر چکے تھے اوسنے روسای شہر سے پوچہا کہ کوئی شخص اونکی نسل سے باقی ہی اونہون
نے عرض کی ایک جوان ذی شان فلانے گورستان مین مقیم ہی نام کا بادشاہ ہی امور سلطنت سے
اوسکو اکراہ ہی سکندر با مخصوصان چند اوس جوان ارجمند کے پاس گیا ملاقات ہوئی دم تقریر امور فرمانروائی
کی نفرت اور وجہ رغبت کی اوس جای پر وحشت سے پوچہی اور دوستانہ پند مشفقانہ کیا بادشاہی کی
ترغیب دی اوسنے جواب دیا کہ ای شاہنشاہ ذی جاہ مین ایک کام مین مشغول ہون جبتک اوس سے
فراغت نہوگی کفالت کار عالم حکومت خاص و عام پر متوجہ طبیعت نہوگی ذو القرنین نے کہا

وہ کونسا مشکل امر ہی اظہار اوسکا ضروری ہی فلک الاعظم نے کہا بی ثباتی دنیای دون و نیرنگ چرخ
سفلہ پرور شعبدہ بازی سپہر بوقلمون جو مد نظر ہوئی تو شاہی سریر فرمانروائی سے طبیعت
متنفر ہوئی خلق سے جدا کوہستان مین مکان بنا کے بیٹھ رہا ہر امر املتا ہی کہ یہ جای بازگشت
شاہ و گدا ہی اور قصد یہ کیا ہی کہ عظام ملوک عظام اور ہڈیان بندہای محتاج ناکام کی جو پڑی ہین
اونکو جدا کرون ہر بار شبہہ ہو جاتا ہی فرق بین اور تفاوت نظر نہین آتا ہی فقیر وہو کا کہا کے
اسی اولٹ پہیر مین گتوا تا ہی ولقد نظرت الی القبور فما تمیزت بین العبد والمولی
اس شغل مین عرصہ ہوا مشقت صبح و شام ہی لیکن معلوم نہین ہوتا ہی کون آقا ہی کون غلام ہی
اور نہ یہ ثابت ہوا کہ یہ محتاج مفلوک ہی گدا ہی یا شاہ یا اوسکا وزیر ہی کم سن تہا جوان تہا یا پیر ہی
سکندر نے کہا یہ وہ فہم ہی جسکا علم منحصر بذات باری ہی سارے جہان کی عقل عاری ہی اگر ہمت
مردانہ ہی میرے کہنے پر عمل کر تیرا مرتبہ تیرے باپ دادے سے زیادہ ہو جائیگا ملک وسیع دنیا بہت ہاتہ
آئے گا ملکزادے نے جواب دیا کہ حوصلہ میرا نہایت بلند ہی اور ہمت میری اسکی خواہشمند ہی کہ بے وعدۂ
مرگ زندگانی و بے خوف پیری نوجوانی ہاتہ آئے اور بیمرضی رنج و غم اور طبیعت کبہی جس سے نہ سیر ہووے
صنم اور صحبت سے آزار ہو ایک طرح پر سیر لیل و نہار ہو ذوالقرنین نے کہا یہ مطلب مجہسے نکلے گا شاہزادہ
بولا تو پہر اوسی سے کیون نہ مانگون جس سے پاؤن دوسرے کے روبرو کیون ہاتہ پہیلاؤن پہر وہ
ہنگام دعا بدرگاہ شاہنشاہ شاہان حاجت روای فرمانروایان ہی کہ ای خالق لیل و نہار بتصدق

سید ابرار احمد مختار بطفیل ائمہ اطہار میرے سلطان نوجوان کو یہ سب عطا کر ہفت اقلیم زیر نگین ہو
ذوالقرنین کی طرح آرام وچین سے فرمانروائی وہی میں ہو **نقل** ایک روز سکندر سے
مشیر امیر وزیر عرض پیرا ہوئے کہ عنایت کردگار داور دادار ربع مسکون ہفت اقلیم زیر نگین
ہی الا وارث تخت وتاج یعنی فرزند نہین ہی جو زادہ پری پیکرون کی طرف کثرت سے اگر
میلان ہو تو ملک اور مال بغیر انتقال نکرے وہ سامان ہو ذوالقرنین نے فورا جواب دیا کہ تخت
تاسف کی جا ہی اوس سے احمق زیادہ دنیا مین کونسا ہی جو شخص معرکہ مردان نبرد آزما شیران
دشت نما پر غالب رہا وہ لومڑی سے نکمے عورتون کا مغلوب ہو زن مریدون مین محسوب ہو
نقل ایک شخص بحال خستہ وتباہ لباس کہنہ دربر پارہ پارہ وکلاہ بحضور سکندر آیا کہ اپنا
مطلب خوش بیانی اور تقریر رنگین مین فصیحون کے طرز پر سب بیان کیا بادشاہ نے جواب باصواب
ارشاد کرکے فرمایا جیسا تو نے مافی الضمیر کلمات دلپذیر سے ادا کیا اگر ظاہری لباس
پر تکلف سے آراستہ ہو تو دونا لطف ہی اوسنے نے تامل عرض کیا کہ حسن تقریر مین مجکو دسترس
ہی اور تقدیر بدلنے کو آراستگی پوشاک کے واسطے بادشاہ بس ہی یہ کلمہ ذوالقرنین کو پسند آیا او سیکو
خلعت بیش بہا اور کئی ہزار روپیہ عنایت کیا **نقل** زتیون نام شاعر تھا اوسنے سکندر سے
دس ہزار روپے مانگے جواب دیا کہ تیری قدر سے یہ تھوڑا زیادہ ہی شاعر نے کہا اگرچہ یہ میری
منزلت سے تھوڑا زیادہ ہی کیا غم ہی کہ تیری ہمت اور بخشش سے بہت کم ہی فورا مرحمت کیے

نقل کسی حکیم سے سوال کیا کہ بادشاہ کو کس چیز کی مدادست چاہیے جواب دیا کہ ھم رعیت کی فکر مین
رات کو سوچ مین جانا اور نکو اوسکا بجالانا **نقل** سکندر سے پوچھا کہ تجکو سب کچھ قدرت ہی لیکن وہ کونسی
بات ہی جسمین طبیعت زیادہ مسرور ہوتی ہی جواب دیا مرتبہ بڑہانا اوس انسان کا جسنے مجپر احسان کیا
نقل ذوالقرنین سے کسی حکیم نے سوال کیا کہ اسکا سبب کیا ہی کہ اوستاد کا مرتبہ
تیرے نزدیک باپ سے زیادہ ہی جواب دیا کہ اوستاد سبب ہی حیات جاودانی کا اور باپ
باعث زندگانی فانی کا باپ ہمکو آسمان سے بروی زمین لایا ارسطو نے فلک چارمین پر مثل
خورشید چمکایا پدر وسیلہ نطفہ بمجرد ذریعہ علقہ منعقد ہوتا ہی کہ اوسکے صلب سے رحم مادر
مین آیا کچھ دن سے نقش طرازی خامہ و پرکار بے مدد نقاش و صورت نگار بقدرت پروردگار
صور مختلفہ اشکال جداگانہ کا زمانہ رہا وہان سے دشت وجود مین موجود ہوا جسد مقررہ جو
بہر چلے مجبور مرچلے اور علم حکمت کہ مادہ ذریعہ حیات جاودانی ثمرہ زندگانی ہی حکما عین الحیوۃ
نفس ناطقہ معقولات کلیہ کو جانتے ہین اور اندہیر ظلمات جہل کو کرودانتے ہین پس جو نفس کہ
تیرگی سے جہل کی عین الحیوۃ حکمت کی روشنی مین گذرا اور قلق جہل اور حمق سے تسکین ملی
وہی حیات ثانی زیست جاودانی ہی ورنہ کلبہ خراب آباد فانی ہی **سکندر کا قول**
صاحب جود و کرم ہمیشہ محترم اور مکرم رہتا ہی اگرچہ باسباب بظاہر فقیر ہو اور بخل کا بانی
قارون کا ثانی خداوند خست قابل لعنت ہمیشہ ذلیل و خوار بے اعتبار رہتا ہی گو امیر کبیر ہو سخت

قول سخت قبیح اور ذلت کا سبب ہی کہنا اور نکرنا اور کیا حسن اور عزت ہی کرنا اور نکہنا چپ رہنا

نقل نجومیون نے سکندر کا طالع اور حال دیکھکے حکم لکہا تہا کہ جب زمانہ قضا قریب ہوگا موت کا وقت آوے گا تو وسے کی زمین اور آسمان زرین ہو جاوے گا جسدم ذوالقرنین نے ملک ستانی اور سیر سفری فانی سے فرصت پائی یونان کا قصد کیا قوس کے نواح مین جب آیا دفعۃً دماغ سے خون جاری ہوا یہان تک کہ عاری ہوا فرش اوس وقت نہ آیا تہا بضرورت کسی امیر نے اپنا جوشن بچہا دیا اور دہوپ سے بچانے کو سپر زرین چہتری کے عوض سر پر لگائی سکندر نے جو خیال کیا وہ مقدمہ یاد آیا کہ زمین آہنین اور آسمان زرین نجومیون کی مراد اس سے تہی افسوس و ثبت غربت عالم تنہائی مین قضا آئی مادر فراق دیدہ ہماری صورت دیکہنے نپائی

افسوس کہ نامۂ جوانی طی شد	وین تازہ بہار زندگانی دی شد
آن مرغ طرب کہ آشیانش ان بود	خود ہیچ ندانم کی امد کی شد

اوسی دم دبیر خوش تحریر کو بلایا مان کو نامہ لکہوایا

کہ یہ نامہ بندہ اسکندر پسر بندہ داور کا ہی جسنے مدت قلیل اور تہوڑے عرصے مین بندہای جلیل اہل زمین سے بجسد رفاقت کی اور قرنہای دیر باز و زمانہای دراز تک اہل آخرت کی صحبت ہوگی اوس مان کی طرف جسکی ملازمت او مصاحبت میسر نہوئی لیکن جو خدا چاہے گا تو عالم نور و دار آخرت مین زیارت ہوگی اور یہ نامہ بہت طول کا ہی مختصر لکہا القصہ جب بادشاہ عالیجاہ نے داعی حق کو لبیک اجابت کی صدا دی دار فانی سے عالم جاودانی کی راہ لی حسب وصیت بعد از تکفین جسد ہمایون کو

تابوت زرین مین کہا ہیر وزیر علما اوسکو اوٹہا کے محفل عظیم مین لائے رئیس قوم سر مجلس کہڑا ہوا
سب سے مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ ای گروہ انام مین خاص و عام سے کہتا ہون کہ جسکو دنیے کی بادشاہت
کی تمنا ہو بارے ہین و گر تعجب کی ہوس معاملات دنیا سے پیدا ہو بار ازین یعنی اگر بادشاہ کو دیکہا چاہے
تو اسپر روئے و گر نیرنگی جہان بے ثبات سے عبرت کیا چاہے تو اس سے ہوش کہوے پہر حکیمون سے کہا چند کلمے
جسمین نصیحت خواص اور نصیحت عام ہو اختصار کر کے بیان کرو پہلے ارسطو کا شاگرد اوٹہا یہہ بات بولا کہ دونون
ہاتہ سکندر کے حسب وصیت جو تابوت سے باہر رکہے ہے کہ تمام عالم سمجہے اور جانے کہ باوجود سلطنت ہفت اقلیم
اور خزانہ بےحساب کے یہ صاحب بہیم دنیا سے خالی ہاتہ جاتا ہی دوسرا کفن سے جو چلا ہی یہ اور کا دیا ہی اون
ہاتہونکو اوٹہا کے ذو القرنین کے سر پر کہا پہر کہا ای سخن سنج شیرین زبان باریک بین نکتہ دان خوش بیان
وہ کونسی چیز تہی جسنے تجکو گونگا کر دیا کہ بول نہین سکتا لب کہول نہین سکتا باوجود وسعت میدان
علم و وسعت صحرای حکمت صید غافل کی طرح تجہ سا عاقل دام تنگ تابوت مین گرفتار ہی نہ کلام
ہی نہ دم ہی نہ شمشیر ہی نہ ارکان سلطنت نہ وزیر ہی بیکس و ناچار ہی دوسرا بولا کل سکندر سیم و زر
خلق سے چہپاتا تہا آج چرخ اخضر نے ان سیم و زر خلق کی آنکہ سے اوسکو زمین مین چہپایا ہی تیسرے
نے کہا کل یہ بات کرنے پر قادر تہا دوسرے کو خوف سے بولنے کا مقدور نہ تہا آج اونکو کلام کا اختیار
ہی یہ بس نہین سکتا کان لگا رہی چوتہا بولا یہ وہ بادشاہ عالی جاہ ہی جو شرق سے تا غرب بسیط
زمین پر محیط تہا آج دو گز زمین اسپر احاطہ کرے گی فشار دیگی پانچوان یہ بیان کرنے لگا کہ وہ

وہ سکندر ہی جو کل تدبیر امور خاص و عام مصالح کار کافہ انام بذات خاص بے شرکت غیر کرتا تہا آج اپنی
مہم کے سرانجام مین باہتمام مین عاجز ہی فسبحان الذی کل شیٔ ہالک الا وجہہ تقریر ہے جب صندوق
پائی لاش اسکندریہ کو روانہ کی اہل شہر نے باحشم و جلال استقبال کیا جنازہ دیکہکے خلق کو عبرت
ہوئی رو رو کے برا حال کیا جسد سکندر کی مان نے تابوت دیکہا بصد نالہ و آہ یہ کہا کہ ای قرۃ العین
ذوالقرنین میرے جی کے چین سخت تعجب ہی کہ علم جسکا تا سما اور حکمت تا سمک پہونچے ربع مسکون
کوہ و ہامون تحت حکومت آئے جہان کے ملوک مملوک ہون جتکان خاک کی نیند خرقہ اوڑہکے جائے
وہ ایسا سوئے کہ اوٹہ نسکے اور اسطرح چپ ہو گویا گویا نہ تہا القصہ امیر وزیر حکیم ندیم روبرو آئے پند و نصیحت کے
بعد رسم تعزیت بجا لائے سب نے بادل چاک زیر خاک سونپا اسکے بعد بموجب دستور دستر خوان
بچہا خاصہ حسب وصیت کے مطابق مملکت کی عورتین امرا کی نامدار رئیسان فی اقتدار کی حاضر ہوئین
دستر خوان کے گرد بیٹہین حکم ہوا پہلے وہ ہاتہ بڑہائے جسنے حزن ملال ماتم کی مصیبت اور تعزیت
کی کیفیت نہ دیکہی ہو سب نے ہاتہ کہینچ لیا ایک دوسری کی منتظر ہوئی اوس مجمع مین ایسا کوئی
نہ نکلا کہ دود مرگ روزن دودمان سے جسکے نہ اوٹہا ہو سکندر کی مان سمجہی کہ بیٹے نے فقط میری
تسکین کو یہ آئین نکالا تہا مطلب اس حرکت سے یہ تہا کہ اوس مصیبت مین جزع فزع نکرے کہ جسمین
شریک ہزار در ہزار اور حریف بے شمار ہون کہ البلیۃ اذا عمت طابت اضطراب اور بیقراری
ہر دم کی کم کی یہ کہا کہ دوام سے انتہا و بقای سے انقراض ملک بزوال و حیات لم یزل

ولایزال خالق ذو المجد والجلال کہ پیدا کرنے والا جزو کل کا ہی اوسی کو زیبا ہی دوسرے کو یہ امر ہوگا نہو ای
وہو الحی الذی لا یفنی ولا یموت انا للہ وانا الیہ راجعون تاریخ حکما مین لکھا ہی کہ سکندر کی صورت
مان باپ سے نکلتی تھی جدا تھی ایک آنکھ سیاہ دوسری ازرق تھی ایک سے آسمان کو دیکھتا دوسری زمین کی
طرف متوجہ رہتی تھی اور کلہ اوس نہر بستان سلطنت کا شیر سے مشابہ تھا اونیس برس کے سن مین سلطنت
ہاتھ آئی سترہ سال حکمرانی جہانبانی کی نو برس مقابلے اور مقاتلے مین اوقات کٹی آٹھ برس اطمینان سے
بادشاہت کی داد دی بائیس مملکت عظیم الشان شرق و غرب جنوب و شمال سے تحت حکومت مین
اور تیرہ بادشاہ پیشوا کت فرمی جاہ دست بستہ سفر او حضر مین حاضر رہے اور اکثر ربع مسکون کی سیر دو برس مین
مع انجیر ہوتی تھی ہیک وہم و خیال کے ہوش کھوتی تھی اگر کمیت خوش خرام خامہ میدان صفت مین جولان ہو بگام
اول ٹھوکر کھائے تکاپو سے باز آئین لاکھیس ہزار مرد جرار تمام عالم اور روی زمین زیر نگین کر کے آخر الامر
ناکام ملک مال خزانہ فوج اور لوگونکے واسطے چھوڑ کے مال دنیا سے دو گز کفن وہ زیب انجمن ہمراہ لے گیا
ولکل اجل کتاب یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب اور ذو القرنین جو لقب ہوا اسکی کئی وجہین
لکھین ہین بعضی لکھتے ہین ساٹھ برس سلطنت کی دو قرن ہوے اور بعضون کا قول ہی کان بڑے تھے
اور بہت کچھ لکھا ہی طول بیجا ہی اسی واسطے خامہ مختصر رقم اسی جگہ تھم گیا الحمد للہ شکر کی جا ہی کہ
حسب ارشاد ہدایت بنیاد سلطان ابو قا شاہنشاہ شب زندہ دار دو ہفتے کے عرصے مین نسخہ طیار ہوا اگر
پسند اقدس ہی زہی شرف اریگانہ مسخندانی صفدر سخن معانی کو اگر قبول ہو جرات کی آبرو تمنا ہی کی چھو ہو مشتاق کلام

بسم الله الرحمن الرحیم

بعد حمد و نعت این فرهنگیست برای دانستن نامهای پادشاهان و پهلوانان و غیره که در سیر و سلاطین آمده از کتب لغت تا مقدور بصحت پیوسته بحروف مفرد شماره نگاشته خدمتش در آن نام نگاشتن باسم کتاب مسموع گوید بعلامات ف فرهنگ شاهنامه غ غیاث اللغات

الالف آتبین بر وزن عابدین نام پدر فریدون و بسکون ثالث هم گفته‌اند بتقدیم تحتانی بر موحده نیز آمده ب

آذربایجان نام آتشکده و شهر تبریز

آذر بهرام نام آتشکده سوم از جمله هفت آتشکده فارسیان ب

آذر شیر بابکان نام پسر ساسان بن بهمن که اول ساسانیان بود ب

آرش بفتح ثالث و سکون شین نقطه‌دار نام پهلوان ایرانی از لشکر منوچهر بی نظیر در صنعت تیر اندازی چنانچه تیری انداخته که چهل روزه راه رفت و نام پسر دوم کیقباد هم هست که او را کی آرش میگفتند ب

آزاد سرو نام شخصی که در عهد گشتاسب بوده رستم گفته او شنو ف

آزر نام پدر ابراهیم علیه السلام گویند نام عم جناب است ب

ابوعلی نام حکیم مشهور

آخشید روس نام سکندر یونانی

ادریس بالکسر نام پیغمبر مشهور که در بهشت است ب

ارجاسپ بر وزن طهماسپ نام نبیره افراسیاب ب

اردوان بر وزن پهلوان نام پادشاه از نسل گشتاسب و نام لاتیجم ب

ارژنگ نام دیوی که در مازندران با رستم جنگید و رستم

ارکشت نام پسر زره و یکی از پهلوانان توران بود و طوس او را بقتل آورد ب

ارس بفتحتین و حلتین نام رود خانه مشهور که اندر کنار تفلیس و مابین آذربایجان و اران میگذرد ب

ارسطاطالیس بفتحتین و بطاء الف کشیده و کسر لام و تحتانی نام معلم اول ب

ارسطو بضم رابع و سکون واو ارسطاطالیس ب

ارش بفتحتین بسکون معجمه نام شهری از ولایت شیروان ب
اروین بروزن پروین نام پسر چهارم کیقباد است
که برادر کوچک کاوس باشد ب
اردبیله بکسر اول نام شهر معروف که آتشخانه و جشن آنجاست ب
ارنواز بروزن سرفراز نام خواهر جمشید ب
استا بالفتح نام قلعه ایست از ولایت سیستان که
بحصانت تمام اشتهار دارد و بالکسر نام قریه از سمرقند ب
اسفندیار نام پسر گشتاسپ ب
اسکندریه نام شهریست بنا کرده اسکندر در کنار دریا بسر حد فرنگ ب
اشکبوس بفتح اول و ثالث و موحده و واو رسیده و سین بی نقطه
زده نام مبارزی کشانی که بمدد افراسیاب آمده بود ب
او را بیاری پیران ویسه فرستاد و رستم پیاده بمیدان او
آمده بیک تیرش بقتل آورد ب
اشمویل نام پیغمبری از اولاد حضرت یعقوب علیه السلام
اصطخر بروزن معنی و استخر که قلعه فارس باشد ب

اصفهان نام شهر مشهور
اغریرث بکسر اول و ثالث تحتانی رسیده و رای
بی نقطه مفتوح بمثلثه زده نام برادر افراسیاب که بجهت حقوق ا
ایرانیان بدست برادر کشته شد ب
افراسیاب نام پادشاه ترکستان ب
افلاطون نام حکیم مشهور استاد ارسطو ب
اکوان بالفتح نام دیوی که رستم را بدریا انداخت و هم بدست رستم کشته شد ب
الوا بروزن حلوا نام نیزه دار رستم ب
الیاس بروزن اجلاس نام پیغمبر مشهور و نام پادشاه
بحر خزر که دریای گیلان باشد ب
اندلس بضم اول و ثالث و لام و سکون نون و سین
بی نقطه نام شهریست در حدود مغرب ب
اولاد بروزن فولاد نام دیوی از مازندران ب
آهرن بروزن بهمن نام ملازم قیصر روم ب
آهواز بروزن شهباز نام شهری از ولایت خوزستان و

ونام ولایتی ب

ایران بروزن حیران نام هوشنگ بن سیامک شاه و ولایت عراق و فارس و خراسان و آذربایجان و اهواز و طبرستان و نیمروز و نام شهری ب

ایرج بکسر اول و یای مجهول و فتح رای مهمله و جیم زده نام پسر فریدون ب

الباء التازی بابکان بفتح موحده

دوم و کاف عربی منسوب ببابک که نام جد اردشیر ساسانست چون اردشیر از وی پرورش یافته بود بدو منسوب شد ب

وگویند بابک نام معبری که ساسان از انتساب تو لد اردشیر زاده

بابل بروزن قابل نام شهری مشهور در وسط عراق ب

باربد نام مطرب خسرو پرویز ب

باربان بروزن آربان نام یکی از پهلوانان توران ب

بازور بروزن کافور نام جادوگری از توران که بسحر لشکر ایران را شکست داد و آخر بدست رهام بن گودرز کشته شد

بخت نصر بالضم و فتح نون و تشدید صاد مهمله نام پادشاه کافر

بربر نام ولایتی در مغرب که مردم آنجا بسخره مشهور باشند

برزو در برهان است که بروزن بالفتح اول و سکون ثانی و زای نقطه دار بواو رسیده و فتح تحتانی نام مبارز تورانی انتهی ظاهر برزو مخفف آن

بشوتن بکسر اول بروزن فروتن نام برادر اسفندیار ب

بقراط نام حکیم معروف

بلخ بالفتح نام شهری مشهور از خراسان ب

بلغار بروزن گلزار نام شهری نزدیک بظلمات گویند نام ولایتی

بهزاد نام اسپ سیاوش و نام شاهی نام نقاش و نام اسپ اسفندیار بن گشتاسب

بهمن نام اردشیر پسر اسفندیار ب

بیجن بیژن نام پسر گیو بن گودرز خواهرزاده رستم ب

بیدرفش نام پهلوانی از لشکر ارجاسپ ف

الباء الفارسی پشنگ بروزن

پلنگ نام پدر افراسیاب و پسر او که شیده میگفتندش

و نام مبارزی از ایران و نام پدر منوچهر شاه ب

پولاد نام پهلوانی ایرانی و نام دیوی مازندرانی که

اورا پولاد غندی میگفته اند ب

پیران بروزن ایران نام پهلوانی مشهور از توران لشکر افراسیاب پسر ویسه نام وشت ب

پیشداد اول پیشدادیان را گویند که هوشنگ باشد ب

پیلسم بفتح رابع نام برادر پیران است و او بر دست رستم کشته شد ب

التاء الفوقانیه

تباک بالفتح نام مردی م

ترمند نام شهری ف

تور بالضم نام پسر بزرگ فریدون که توریج باشد و ولایت توران را از آن گویند ب

توران نام ولایتی از طرف آب یعنی ماوراء النهر ب

توران دخت بر وزن نام دختر خسرو پرویز که یکسال چهار ماه پادشاهی کرد ب

تهمتن بروزن قلمزن از القاب رستم و بهمن و معنی آن تن بی همتا ب

تهمینه نام دختر شاه سمنگان مادر سهراب ب

الجیم التازی

جاماسب نام حکیمی ب

جانوسپار بروزن فانوس دار نام شخصی که ملازم دارا که داناهی خود دارا در جنگ سکندر بقتل رسانیده ب

جشن سده بفتح سین و دال مهملتین جشنی است که فارسیان در روز دهم بهمن ماه کنند ب

جمشید بالفتح نام پادشاهی معروف ب

الجیم الفارسی

چنگش بکسر اول و کاف فارسی و جیم در آخر نام مبارزی تورانی که بیاری افراسیاب آمده بود و رستم او را بقتل رسانید ب

چهرزاد نام دختر بهمن مادر دارا و نام دختر منقند ب ف

چین نام شهر مشهور

الحاء المهمله

حجاز نام ولایتی مشهور در عرب ب

حزقیل بالکسر نام پیغمبری

الخاء المعجمه

خراد بروزن بغداد نام پادشاهی و یکی از پهلوانان ایران ب

خزر بفتحتین بزای نقطه دار زده نام شهری ب

خزروان بروزن نگهبان بکسر ثانی هم نام مبارز تورانی ب

خسرو بالضم وفتح ثالث نام پادشاه کیان ب

الدال المهمله

دارا نام پادشاه مشهور که
دارای اکبر پسر او دارا و داراب نیز گویند و دارای اصغر پسر او ب
داراب دارای اکبر را گویند مادر او دختر زاده بهمن ب
دانیال نام پیغامبری م
درفش کاویانی بکسر اول وفتح ثانی و سکون
فا و شین قرشت نام علم فریدون ب
دستان بالفتح نام زال پدر رستم ب

الذال المعجمه

ذیمقراطیس نام حکیمی یونانی

الراء المهمله

رخش اسپ رستم و مطلق اسپ ب
رستم پهلوان مشهور پسر زال
رشنواد بفتح اول و سوم و دال ابجد زده و را آخر نام یکی
از نوکران همای دختر بهمن ب
رودابه بروزن نوشابه نام دختر مهراب کابلی
که زال او را خواست و رستم از او متولد شد ب
روشنک بضم اول وفتح شین و نون نام دختر دارا که
سکندر او را بموجب وصیت دارا بنکاح خود آورد ب
روم ملکی مشهور بحد و د شام ب
رویین دژ نام قلعه از ولایت توران که ارجاسپ والی آنجا بود ب
رهام بروزن غلام نام پسر گودرز ب
ری نام شهریست عراق و نام پادشاهی هم از او ب
ریونیز بروزن [illegible] نام پسر کیکاوس داماد طوس ب

الزاء المعجمه

زابلستان زابل
بروزن کابل نام ولایت سیستان ب
زال نام پدر رستم ب
زردشت بالفتح وضم دال ابجد نام شخصی که
دین آتش پرستی هم بنا نهاد ب
زریر بروزن حریر نام برادر گشتاسپ ب
زو بالفتح نام پسر طهماسپ که در ایران پنجسال پادشاهی کرد ب
زواره بروزن اداره نام برادر رستم و نام قصبه از عراق از توابع کاشان هم ب

زیتون نام شهری یا چیزی و قریه در صعید ق

السین المهمله

ساری بر وزن جاری نام شهر از مازندران نزدیک آمل ب

ساسان نام پسر بهمن بن اسفندیار ازبها ب

سام نام پسر نریمان ونیز نام پدر زال که جد رستم باشد ب

سپینه بکسر اول نام کوسه ب

سرخه بضم اول وفتح خای منقوطه از نام افراسیاب که فرامرز او را زنده گرفت و رستم بکین سیاوش بکشت ونیز نام صحرا از اصفا تا سمنان ب

سکندر نام پادشاه معروف از روم ب

سلم بالفتح نام پسر بزرگ فریدون ب

سمنگان بفتح اول وکاف فارسی نام شهری در توران درین زمان آنرا [illegible] میگویند ب

سنجاب بالکسر نام دلاوری که کاوس کشتنی پهلوان بوده ب

سندل نام شهری از هند ف

سوده سواوه بروزن خوناوه وبالفتح هم گفته اند

نام دختر شاه هاماوران که زن کیکاوس بود ب

سهراب بالضم نام پسر رستم از دختر شاه سمنگان که رستم او را نادانسته کشت ب

سیامک بکسر اول وفتح میم نام پسر کیومرث ونام یکی از پهلوانان توران که در جنگ دوازده رخ بدست گرازه ایرانی کشته شد ب

سیاوخش بکسر اول وفتح واو وسکون خای معجمه و در آخر

سیاوش بروزن بناگوش نام پسر کیکاوس ب

سیستان ولایت نیمروز ب

سیمرغ پرنده که پرورش زال کرده وگویند نام حکیمی که زال ازوی کسب کمال کرده ب

الشین المعجمه

شاپور باسوم فارسی نام پادشاهان چند ونام پهلوانی ازآل فریدون که پدرش رستم را دشت و در جنگ افراسیاب کشته شد ونام خدمتکار کیخسرو ب م

شاپور ذوالاکتاف نام پادشاهی ازآل ساسان یافت که زکریا در عهد او شهید شد وذوالاکتاف ازان میگفتند که هرکرا از اعراب میگرفت شانهای او را بر آورده رها میکرد ب

شعیب نام پیغمبری علیه السلام

شغاد بروزن سواد نام برادر رستم که رستم را بمع رخش در چاه انداخت خود هم بیک تیرش کشته شد ب

شماساس بفتح اول و مهملتین نام مبارزی تورانی که بدست قارن کشته شد و نام پهلوانی ایرانی در لشکر سیاوش ب

شنگل بالفتح و ضم سوم نام پادشاه هند که بمدد افراسیاب آمده بود ب

شهروز نام شهری بناکرده خسرو پرویز ب

شهرناز بنون و معجمه در آخر نام خواهر جمشید با خواهر دیگرش در نکاح ضحاک بود ب

شیداسپ نام دستور طهمورث و شیده نام پسر گشتاسپ ف

شیده بالکسر و یای مجهول و فتح مهمله نام پسر افراسیاب و نام یکی از شاگردان سنمار و گویند نام حکیمی ب

الضاد المعجمه

ضحاک معرب دهاک نام پادشاه ظالم که بر دوش او مار پیدا شده بود که مغز مردم غذای آن می شد بدست فریدون کشته شد ب

الطاء المهمله

طوس بالضم نام پسر نوذر ف

طهمس بضمتین و ضم میم نام قریه در مصر ق

طهماسپ نام یکی از پادشاهان ایران ب

طهمورث نام پادشاهی از نبیره های هوشنگ ب

الغین المعجمه

غور بالضم و ثانی معروف و نام ولایتی معروف نزدیک قندهار ب

الفاء

فرات بالضم نام رودی نزدیک کوفه ع

فرامرز بفتح اول و میم نام پسر رستم ب

فرانک بانون بوزن تبارک نام مادر فریدون ب

فرعون لقب پادشاه مصر

فرنگیس بفتحتین و سکون نون و کاف فارسی و تحتانی کشیده و در آخر مهمله نام دختر افراسیاب و در عقد سیاوش بود و کیخسرو پسر او ب

فرود بفتح اول و ثالث مجهول نام پسر سیاوش ب

فرهاد نام کیکاوس شاه ایران و نام پسر گودرز و نام بیژن م

فریبرز بفتح اول و ضم موحده و سکون مهمله و آخر معجمه نام پسر کیکاوس که در جنگ دوازده رخ کلباد پسر ویسه را بقتل آورد و نام زنی هم ب

فریدون بفتح و کسر اول نام پادشاهی معروف که ضحاک را در بند کرد ب

فلاطون همان افلاطون که گذشت

فیلقوس بفتح اول نام پادشاه روم گویند جد مادری سکندر بود ب

القاف

قابوس بر وزن ناموس نام حکیمی و پادشاه استرآباد ب

قابیل نام یکی از اولاد آدم که هابیل برادر خود را کشت

قادسیه قریه‌ایست قریب کوفه ق

قارن بر وزن ارزن نام پهلوانی از یاران رستم ب

قباد بر وزن مراد نام پدر انوشیروان ب

قراخان نام پادشاه هند معاصر سکندر و نام
یکی از مبارزان افراسیاب ب

قومس بالضم و فتح میم نام ولایتیست در خراسان و ملکی و جبل در اندلس ق

قیدافه بالفتح و دال مهمله و فتح فا نام زن حاکم بردع و اندلس ق

قیصر بر وزن حیدر بزبان رومی فرزندی که مادرش پیش از
زادن بمیرد پس شکم شکافته آنرا بیرون آرند چون اول
پادشاهان قیاصره اغسطوس نام چنین بوجود آمد بدین اسم مشهور گشت ب

الکاف التازی

کابلستان نام شهریست مشهور

کاکو نام پهلوانی از نبیره‌زادهای سلم بن فریدون

کاموس با ثالث مجهول نام مبارزی کشانی و پادشاه کشانی بود ب

کاوس بر وزن ناموس نام یکی از پادشاهان کیان
باشد و بعضی نمرود را گویند و جمعی فرعون را والله اعلم ب

کاوه بفتح واو نام آهنگری که مشهور و فریدون را پیدا کرد ب

کلابون بر وزن فلاطون نام مردی نامی بوده است
و در فرهنگ جهانگیری و غیره نام حجر قیصر روم نوشته است ب

کرگسار بالکاف فارسی بر وزن سپهسالار نام ولایتی و نام پهلوانی هم بود ب

گشواد بر وزن فرهاد نام پهلوان ب

کلات بر وزن حیات نام شهریست از ترکستان ب

کندرو بر وزن گفتگو نام وزیر ضحاک بود ب

کهرم بر وزن رستم نام مبارزی ب

کید بروزن صید نام پادشاه قنوج معاصر سکندر

کیخسرو نام پادشاهی مشهور ب

کیقباد نام پادشاهی مشهور ایران که در عهد او پادشاهی بزرگتر از نبود ب

کیکاوس بروزن فیلاطوس نام یکی از چهار پسر کیقباد است ب

کیومرث بفتح اول و ضم میم و سکون را و ثای مثلثه

اول کسی است که از فرزندان آدم علیه السلام پادشاه بوده است ب

الکاف الفارسی

گرد آفرید نام دختر گژدهم که با سهراب جنگ کرد و گرفت ف

گژدهم بضم اول و فتح ثانی و سکون ثالث و میم از

اعیانی اسفندیار ب

گرسیوز بروزن یحیی نیز برادر افراسیاب ب

گرشاسف بافا بروزن گرشاسپ که پسر اثرط و نام پدر لهراسپ باشد ب

گرگین بضم اول بروزن حسین نام پهلوی ایرانی ب

گستهم بضم اول و فتح ها بروزن محترم نام

پسر نوذر بن منوچهر و نام پسر گژدهم نیز هست ب

گشتاسب بضم اول بروزن لهراسپ نام پادشاهی

است معروف و او پدر اسفندیار روئین تن بود ب

گلشهر بضم اول بروزن زنبر نام زن پیران ویسه است ب

گنگ دژ بکسر دال ابجد و سکون زای فارسی نام قلعه ایست

که ضحاک در شهر بابل ساخته بود و نام موضعی است در حد

مشرق که بقیة الارض مشهور است ب

گودرز بضم اول و فتحه سوم پسر کشواد که پدر گیو بود ب

گیلان نام شهری است مشهور ف

گیو بروزن دیو پسر گودرز ب

اللام

لاد بروزن شاد نام شهری

که در زمان قدیم بجای دال ابجد رای قرشت بوده است ب

لهراسپ بروزن گشتاسپ نام یکی از پادشاهان ایران ب

المیم

مازندران ملک طبرستان

باشد و مخفف آن مازندر بروزن غاتفر هم مستعمل است ب

ماموش زید نام پادشاهی است

مانوچهر صاحب تاریخ میفرماید که چون یکی از منسوبات حرم ایرج بمنوچهر حامله شد گریخته پناه بکوه مانوش برد و چون منوچهر دران کوه متولد شده او را مانوش چهر نام کرد انتهی ظاهرا مانوچهر مخفف آن باشد

مانوشان بروزن خاموشان نام کوهی ست که منوچهر دران متولد شد وآنرا مانوش هم میگویند ب

ماه آفرید نام کنیزک ایرج بود و بعد از کشته شدن ایرج معلوم شد که حامله بود و بعد از ان دختری آورد و نام کردند و منوچهر از ان دختر بهم رسید ب

ماهیار نام کشنده دارا ف

محمود نام پادشاه غزنین

مدینه شهر مشهور ب

مرداش نام پدر ضحاک که بحیله ضحاک کشته شد ف

مصر بکسر اول و سکون ثانی و رای قرشت بلغت عربی بمعنی شهرست عموما و شهری که معروف و مشهورست خصوصا ب

منوچهر مخفف مانوش چهرست ب

منیژه بالتحتانی مجهول و زای فارسی بروزن منیجه نام دختر افراسیاب ب

مهراب بروزن محراب نام پادشاه کابل ب

مهراج بروزن معراج نام یکی از پادشاهان هندوستان ست و هندوان او را مهاراج خوانند ب

مهران بکسر اول بروزن طهران نام رودخانه ایست عظیم و نام مردیست صاحب فضایل و نام پادشاهی هم بوده ب

میرین بکسر اول و فتح رای قرشت نام داماد قیصر روم ست ب

میلاد نام سرداری از لشکر کاوس ف

النون

ناهید بها بوزن جاوید نام مادر اسکندر رومی س

نریمان نام پدر سام جد رستم ف

نگیسا بکسر کاف فارسی و یای معروف و سین مهمله بالف کشیده نام چنگی خسرو پرویز که نظیر باربد او مرد نبود س

نوح نام پیغمبر معروف ف

نوذر بروزن کوثر نام پسر منوچهر ب

نوشاد بفتح اول و ضم خامس که دال باشد و سکون را
نوشت نام کوهی ست نزدیک هند از توابع کرمان ب
نوشیروان نام پادشاهی معروف و اغلب که بمعنی بد
مخفف نوشین روان بمعنی شیرین جان باشد س
نیمروز ولایت سیستان و در تواریخ مسطور است که
چون سلیمان علیه السلام در آنجا رسید نشیبی پر آب دید دیوان را
فرمود که خاک ریز کنند در نیمروز خاک ریز کردند و بعضی گویند
که خسف یعنی نیم روز در آنجا لشکرگاه کرده بود س

الهاء

ها

هاماوران بوزن نام آوران ملک یمن و بعضی شام گفته اند
و بعضی نیز بیم و لایتی است که پدر سودابه زن کیکاوس پادشاه آن بود
هجیر بروزن نظیر نام پسر گودرز س
هری نام شهری است از خراسان که بهرات مشهور است ف
هفتخوان دو عقبه است یکی آنکه کیکاوس در مازندران
به بند افتاده بود و رستم از برای خلاصی او رفت و در اثنای راه
جادوان و دیوان کشت و بهفت روز بمازندران رسید
کیکاوس را خلاص نمود و آنرا هفتخوان عجم میگویند بسبب آنکه
در هر منزلی که میگذشت لشکر او از آن ضیافتی مینمود و دوم
عقبه راه روئین دژ بود که ارجاسپ پادشاه توران
خواهران اسفندیار را در قلعه مذکوره بند کرده اسفندیار از راه
هفتخوان بلاها یکه در راه پیش آمد دفع آن نموده خود را
بدان قلعه رسانیده خواهران خود را خلاص کرد س
هوشنگ با ثانی مجهول و فتحه ثالث و سکون
نون و کاف فارسی نام فرزند چهارم آدم علیه السلام ب
هوم بروزن بوم نام مردی است از آل فریدون ب
همای بضم اول نام یکی از خواهران اسفندیار است و نام
دختر بهمن نام پادشاهزادی که [illegible] نام دختر [illegible]
هومان بروزن رومان نام برادر پیران ویسه ب

الیاء

یامین بهشت و نام ابن خالد حضرمی ق

یزدجرد پدر بهرام گور است و یزدگرد در فارسی مستعمل ست و نیز نام آخرین ملوک عجم است

یَسَع بفتح یا و سین مهمله نام پیغمبری
یمن بتحریک آنچه جانب یمین قبله است از شهرهای معروف

تمام شد فرهنگ سرور سلطانی

که گیتی بسی پست پا تشنگان | هی تشنه چند انگلی ششتر | بهد باشند ش کی ششتر | بهر اسب یا دافسر دیا

ولی عهدی وتاج کیخسروی

اور حافظ ابرو نے لکھا ہی کہ مورخ کہتے ہین کیخسرو نے مسجد بنائی تھی وہ ہمیشہ سفر و حضر

مین پاس رہتی تھی محراب مین در و جواہر گرانبہا نہایت آب و تاب سے لگائے تھے بطریق ہمراہ لشکر

اوسمین نماز رب العالمین پڑہتا تہا اور خلق کو پرستش بے نیاز کی ترغیب کرتا تہا اور فارسی کہتے ہین ہمیشہ تہا

جو کچھ شاہان ماضی نے رعایا سے بظلم لیا تہا سب کو بلا کے پھیر دیا پھر حال کفالت کرتا رہا عہد حکومت

مین ظلم و جور نکیا خسرو کا قول یہ تہا کہ پایداری ملک رعیت کی مال سے ہی پروردگار نے اسکو وسیلہ

حصول مقاصد پر دوسرا بنایا ہی اور آبادی مملکت کی اور ترقی رعیت کی عدل و داد سے ہی

پس لازم ہی کہ مال بے محل صرف نکرے اور انصاف سے نہ گذرے لقب اوسکا مبارک ہی

پھر ذکر پھر اصل کتاب کا ہی یعنی شاہنامے سے شمشیرخانی مین جو کچھ لکھا ہی ترک سلطنت کیخسرو کا بیان ہی آمد پور دستان ہی سمجھانا رستم زال کا تمنا سلطان کیخسرو کا لب چشمہ جانا پہلوانون کا برف مین دبجانا

زندہ کن داستان گذشتگان علی الخصوص فرمانروایان توران و ایران صاحب شمشیر و زبان مالک

اقلیم سخنوری سرخیل شاعران فردوسی سحربیان لکھتا ہی کہ بعد انتقال کیکاؤس ایک ساٹھ برس

حسب دلخواہ کیخسرو با فر و جاہ سلطنت کر چکا اور کوئی اندیشہ کسی کا وغدغہ نرہا تو ایک روز

تمام سرداران سلطنت امیر و وزیر حکیم و مشیر ترقی خواہان دولت جتنے تہے سبکو جمع کیا پھر فرمایا